U65016. P 19-1-10

Title — NAJMUL HUDAA.

Author – Sayyed Najmuddin Hussain.

Publisher – Matba Haidery (Agra).

Date — 1893 (1311 H).

Pages — 272

Subjects —

حضرات اہل سنت ذرا اس کتاب کو ضرور بنظر غور ملاحظہ فرمائیں
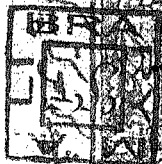
اعلان

یہیں بعد ظاہر کرنے کی ضرورت سمجھی گئی۔ مگر جہانگیر خان شکوہ آبادی کا بھی تصرف پایا جاتا ہے جس کا خود مصنف کو اقرار ہے کہ یہہ کار خیر اُن کی معاونت سے انجام کو پہونچا خیر کوئی معاون ہو ہم تو جوہری کی تصنیف سمجھینگے اور وہی ہمارے مخاطب ہونگے۔

میان جوہر صاحب برا نہ مانیئے سید اور علیؓ کا لفظ آپ کے نام سے علحدہ کیا گیا ہے یہہ کچھ بیجا نہیں ہے پہلا قول مشہور یہہ ہے کہ سید سنی بنا شد اور آپ شیعہ سے سنی ہوگئے تو سیدی کجا۔ دوسرے شیعون کو آپ نے جہانتک زبان نے یاری دی لعن وطعن ناسزا نالایق الفاظ سے یاد کیا ہے پس اگر یہہ قیاس صحیح ہی تو آپ کے والد ماجد یا سوئی بتصرف اصلے شیعہ ہونگے۔

حدیث صحیح مقبولۂ اہل سنت مین وارد ہے جس نے اپنے مان باپ کو ناسزا کہا گالیان دین اُس پر خدا کی لعنت ہی۔ پس آپ نے شیعون مین اپنے مان باپ یا آقا کو مستثنےٰ نہین کیا اور عموماً سب کو سور دلعن وطعن کیا جن مین آپ کے باپ بھی ہین تو ضرور آپ اُس تحفہ کے مستحق ہوئے جو حدیث کے آخر فقرہ مین ہے اور کیا عجب باپ نے بوجہ نااہل ہونے کے آپ کو عاق بھی کردیا ہو اسی لئے آپ نے اس رسالہ مین اُن کو باپ نہین لکھا۔ خیر باپ نے تو یہہ سمجھا کہ جسطرح حضرت نوحؑ کا لڑکا نااہل ہوکر گمراہ ہوا اُسی طرح ہمارا اُوپت کپوت کہین کا نہ رہا۔

اور آپ نے محمد ابن ابی بکر کا طریقہ اختیار کیا کہ وہ اپنے باپ کو بُرا سمجھتے تھے اپنی بیزاری اُن سے ظاہر کرتے تھے حضرت ابوبکر نے اُن کو اگرچہ چھوڑ دیا مگر حضرت علیؑ نے اپنا بیٹا کر لیا خلیفہ صاحب اور خلیفہ زادہ کی عزت رکھ لی کہ اِن کو کوئی بے باپ کا نہ کہے مگر معلوم نہین آپ نے بھی کسی کو تجویز کیا ہے یا ابھی تک ولدیت پر دۂ اخفا مین ہے علاوہ اس کے

کہ آپ نے دل کھول کر شیعون کو ناسزا اور برا کہا۔ حضرت علیؑ کو بھی تو نہین چھوڑا اور لفاظی و
لسانی سے جو دل مین تھا زبان پر آیا اور لکھ مارا مثل اسنیت کو نفاق مین ملانے والی طبع
خلافت مین اپنے بھائیون کے دشمن کفر سے توبہ کرنے والے کم ہیں سب سے جرات
وغیرہ وغیرہ نقل کفر کفر نباشد۔ بھلا آپ سے کوئی پوچھے کہ خلافت بلافصل مین آپ حضرت
علیؑ و ابوبکر کے حکم بنے ہین یا حضرت علیؑ کے دشمن جانی اور ابوبکر کے دوست روحانی
مناظرہ کا یہ داب نہین ہے نہ یہ طریقہ جو آپ نے اختیار کیا ہے۔ آپ نے جو حضرت
علیؑ کو سخت اور سست کہا ہے یہ دو باتون سے خالی نہین اوّل آپ ناصبیون کے
فرقے مین شامل ہو گئے ہین مگر کسی وجہ خاص سے سنّت جماعت کا باریک برقع اپنے
چہرہ پر ڈال رکھا ہے۔ مخبر صادق عالم علم لدنی علیؑ ابن ابیطالب صلواۃ اللہ علیہ کے ارشاد لا خیر
عبیدی کو سنکر آپ کو عداوت پیدا ہوئی الحمد للہ کہ کلام امام برحق کی صداقت ہو گئی بالطمع مسلم دنیاوی
کسی امیر یا رئیس معاویہ شاہی سے ایسے ناسزا و ناروا الفاظ کہنے مین کچھ انعام و جاگیر کے
طالب ہین کیونکہ معاویہ شامی بھی تو خود حضرت علیؑ کو برا کہتا اور اپنے اعیان و انصار
کو برا کہنے کی ترغیب و تحریص کرتا تھا اور اس کے صلہ مین انعام و جاگیرین دیتا پس کیا
عجب کہ اُسی کی اولاد و احفاد مین کسی نے آپ سے فرمایش کی ہو مگر کیا خوب ہوتا کہ آپ
اُس زمانہ مین پیدا ہوئے ہوتے اور یہ تصنیف کرتے جو اس کام کے لئے خاص تھا تو
بہت کچھ آپ کو کامیابی ہوتی مگر خیر اب بھی کچھ مل ہی رہے گا اگر کوئی امیر معاویہ شاہی ہے
مال دنیا سے منتفع کرے گا تو شیعہ لوگ بھی آپ کو ایک بہت بڑے انعام سے
محروم نہ رکھینگے جو آپ کو غالباً معلوم بھی ہوگا۔

اللہ اکبر ان افعال و اقوال کے بعد بھی آپ کو سیّد جوہر علیؑ کہلانے کا شوق

دی حضرت اتو آپ علیؓ کو چھوڑ دیئے اور سیّد کا نام نہ لیجیے کیونکہ علیؓ کے جوہر آپ کیون ہونے لگے جبکہ اُن کے جوہرون کو آپ داغ بدنما لگانے والے اور زنگ آلودہ کرنے والے ٹھہرے تو اُن سے اور آپ سے کیا واسطہ ہان جناب آپ نے رونق فاز ملک خواہ مخواہ جوہر وا کر دیا ہے اُن کے جوہر کہلائے ۔ پس جوہر عمر و بکر زید خالد جو زیادہ مرغوب ہو اپنا نام رکھیئے مگر ہان یہ جوہر بکر ہی آپ پسند کرینگے کیونکہ اُنھین پر آپ فریفتہ و دل دادہ ہین اور سچ پوچھیے تو آپ کو خود ہی علیؓ کے ساتھ جوہر ملانا خوش نہ معلوم ہوتا ہوگا ۔

رہا سیّد ہونا دو علّت سے خالی نہین یا فاطمیؓ یا علوی سو آپ نے علیؓ کو لائق خلافت ہی نہ سمجھا نہ کسی کام کا اسور دین مین اُن سے کوئی کام ہوا ہی نہین بلکہ ہمیشہ بقول آپ کے اسنیت کو خاک مین ملانے والے ٹھہرے ۔ اور صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب الدین یعنی ابو بکر نے دین جاری کیا اور رسالت محمدیؐ کی آبرو رکھ لی ۔ پھر ایسے آدمی کو کیون آپ اپنا جد بنا دین اُن کو نہ قبول کرین جو یعسوب الدین تھے پس ان کو چھوڑیئے اُن کو اپنے اجداد مین مضبوط پکڑیئے چلیئے قصہ تمام ہوا ۔

میان جوہر صاحب شیعہ سے سنّی ہو گئے ہین کوئی شخص خلافت کی بابت اُنسے سوال کرتا ہے اور وہ جواب دیتے ہین جسے آپ نے رسالہ اسرار الہدیٰ کے نام سے موسوم کیا ہے ۔

عذر ہم نے اِس رسالہ مین حدیث کا ترجمہ اُردو جو اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے بجنسہ بلا تغیر و تبدل الفاظ درج کیا ہے جسے شبہہ ہو کتابون مین دیکھ لے اور عربی عبارت کو چھوڑ دیا ہے فی زمانہ عوام کو اُردو ہی سے زیادہ مناسبت ہے اور سیدھی باتین پسند کرتے ہین عربی کا رواج بہت ہی کم ہو گیا ہے ۔ نہ کوئی عربی پڑھتا ہے نہ سمجھتا ہے ہان

عالم اور اہل علم سوا اُن کو جوہر صاحب کی لیاقتِ علمی وقرآن وحدیث وتواریخ سے بے بہرہ ہونا ظاہر ہوگیا ہوگا وہ ایسی پوچ ولچر باتون پر کب خیال کرینگے مگر عوام جنکو علم نہین اور نہ حدیثون سے واقفیت وہ البتہ شاید دہوکے مین پڑجاوین لہذا اُنھین کے سمجھنے اور راہ راست پانے کے لئے یہہ جوابات لکھے گئے ہین۔ اور بمناسبت نام **نجم الہدیٰ** سے اس رسالہ کو موسوم کیا ہے۔

سائل آپ سے پوچھتا ہے خلافت کے بارہ مین کون حدیث صحیح اور مفصل ہے یا نہین اگر ہے توکونسی اور کہان ہے۔

آپ جواب مین فرماتے ہین ترجمہ **حدیث** بخاری اور مسلم مین ابوسعید سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ سفر رب آدمیون سے مجھ پر بڑا احسان کرنے والا ساتھ دینے مین اور اپنے مال خرچ کرنے مین ابوبکر ہے۔ اگر مین اپنے رب کے سوائے کسی اور کو جانی دوست ٹھہراتا تو ابوبکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت ہمارے اُس کے درمیان ہے۔

ترجمہ **حدیث** مسجد کی طرف سے سب کے دروازے بند کردیئے جاوین مگر ابوبکر کا دروازہ کُھلا رہے۔ مسجد کے صحن سے لگے لگے اصحاب کے دروازے تھے سو حضرت نے وفات کے قریب بند کروادیئے صرف ابوبکر کا دروازہ کُھلا رہا اس حدیث سے ابوبکر کی سب اصحاب پر فضیلت ثابت ہوئی اور اس مین صاف اشارہ کیا اُن کی خلافت کا بلفظہ۔

جواب بندہ عرض کرتا ہے (حدیث) ترمذی اور امام احمد حبشی بن جنادہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہین اور مین علیؑ سے کوئی میری

طرف سے (بند عہد) ادا نہ کرے مگر مین یا علیؑ ۲۔ حدیث ترمذی مین عبد اللہ ابن عمر
سے روایت ہو کہ رسول خدا نے اپنے یارون مین ایک دوسرے سے بھائی چارہ
کرایا پھر علیؑ آئے اس حال مین کہ آپ کی آنکھون سے آنسو بہتے تھے کہنے لگے (رسولؐ
خدا) آپ نے اپنے یارون کا سب سے بھائی چارہ کرایا مجھ مین اور کسی مین دینی بھائی کی
نسبت نہ کرائی۔ آنحضرت نے فرمایا اے علیؑ تم دین و دنیا مین میرے بھائی اور یار ہو۔
۳۔ حدیث ترمذی مین انس بن مالک سے روایت ہو کہ رسول خدا کے پاس ایک بھنا ہوا
ہوا یا پکا ہوا پرند جانور تھا آپ نے فرمایا بار خدایا تیری مخلوق مین سے جو تجھے بہت
محبوب ہو اُسے میرے پاس لا کہ وہ میرے ساتھ اِس پرند جانور کو کھائے پس آپ
کے پاس علیؑ آئے اور کھانا کھایا۔
۴۔ ترمذی مین جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہو کہ آنحضرت نے غزوۂ طائف کے دن
حضرت علیؑ کو بلا کر کچھ سرگوشی کی (منافقون نے یا عوام صحابہ) نے کہا کہ بلاشبہ
حضرت نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک کانا پھوسی کی۔ آنحضرت نے فرمایا
مین نے اُن سے سرگوشی نہین کی بلکہ اللہ نے اُن سے سرگوشی کی۔
۵۔ امام احمدؒ حضرت امّ سلمہ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے فرمایا قسم خدا کی رسولؐ
خدا کے آخر زمانہ مین آپ کے نزدیک سب لوگون سے زیادہ قریب علیؑ ابن ابی طالب تھے
جس روز مرض موت مین آپ بیمار ہوئے اور جس دن آپکا انتقال ہوا تو حضرت علیؑ کو بلا کر
بہت دیر تک اُن سے سرگوشی کی اور ایک عرصہ تک چپکے چپکے باتین کین پھر
اُسی دن آپ کا انتقال ہو گیا سو اس اعتبار سے حضرت علیؑ رسول خدا کی آخر
زمانے مین سب سے زائد قریب تھے۔ ۶۔ ترمذی مین ابو سعید خذری سے روایت ہے

کہ رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا اے علیؑ جسے جنابت پہونچے اور نہانے کی حاجت ہو اُسے اس مسجد مین گزرنا جائز نہین بجز میرے اور تیرے ابن منذر نے ضرار ابن مرہ سے کہا اس حدیث کے کیا معنی ہین ضرار نے جواب دیا کہ میرے اور تیرے سوا اور کسی کو حلال نہین کہ مسجد کو راہ گزر بناوے اُس حالت مین کہ وہ جنابت رکھتا ہو ۷۔ بخاری و مسلم مین سہیل بن ساعدی سے روایت کرتے ہین کہ رسولؐ خدا نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا مین کل اس جھنڈے کو جو سرداری کی علامت ہے ایک ایسے شخص کو دونگا جس کے ہاتھون سے اللہ تعالی قلعہ خیبر کو فتح کرے گا وہ خدا اور رسولؐ خدا کو دوست رکھے گا اور اُسے خدا اور رسولؐ دوست رکھے گا اور بہت مشہور و معروف مقبول فریقین یہہ قصہ ہے کہ پہلے دن ابو بکر نشان محمدی لیکر قلعہ فتح کرنے کو گئے مگر بے نیل مرام شکست کھاکر واپس آئے دوسرے دن عمر اُسی نشان کو لیکر بڑے تزک و احتشام سے تشریف لے گئے مگر تقدیر کہ قلعہ فتح نہین ہوا اور واپس آئے تب رسولؐ خدا نے تیسرے روز حضرت علیؑ کو نشان دیکر بھیجا۔ اُنھون نے فتح پائی۔ امام احمد نے فضائل مین یہہ بھی لکھا ہے کہ اُس دن لوگون نے آسمان سے تکبیر کی آواز سنی اور کسی کو یہہ کہتے سنا کہ ذو الفقار کے سوا اور کوئی تلوار نہین اور علی کی برابر کوئی جوانمرد نہین حسان ابن ثابت نے رسولؐ خدا سے شعر پڑہنے کی اجازت مانگی آپ نے اُنہین پروانگی دی اُنھون نے اُس وقت فرمایا جبرئیل ظاہر ہو کر پکارا بلند آواز سے جو پوشیدہ نہ تھی اور مسلمان نبیؐ مرسل کے گرداگرد کھڑے دیکھ رہے تھے کہ ذو الفقار کے برابر کوئی تلوار نہین اور علیؑ کے مقابل اور کوئی جوان نہین ۸۔ مسلم و بخاری مین حضرت علیؑ کا دروازہ جانب مسجد کھلا رہنا اور سب کا بند کر دیا جانا حدیث صحیح سے لکھا ہے۔ مگر اس مین کوئی فضیلت نہین جیسے جیسی ضرورت ہوئی آنحضرت نے حکم دیدیا۔ آب اہل بصیرت غور سے سنین

سرسری نگاہ سے دیکھیں کہ ان حدیثوں میں کیا لطف ہے اور وہ حدیث جوہری جس میں خلافت ابوبکر کا ادعا ہی کیا گیا ہے یہ ہیں۔ جزاین نیست کہ ابوبکر احسان کرنے والا ساتھ رہنے والا اپنا مال خرچ کرنے والا اگر رسولؐ خدا کسی کو دوست بنانا چاہتے تو ابوبکر ہی کو بناتے مگر نہیں بنایا۔ لیکن حدیث نمبر ۲ فضائل حضرت علیؑ سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت نے علیؑ کو دین و دنیا دونوں میں اپنا بھائی اور یار بنا ہی لیا اور ابوبکر منھ دیکھتے ہی رہ گئے وہ احسان اور ساتھ رہنا مال خرچ کرنا کچھ بھی کام نہ آیا پس اگر یہی حدیث دعوے خلافت میں پیش کیجاتی ہے جیسا جوہری صاحب نے بہت ہی طمطراق سے اس حدیث کے بھروسہ پر خلعت خلافت سے مخلع کرنا چاہا ہے تو اس کی یہہ اصل ہے رہا دروازہ جانب مسجد کھلا رہنا اُس کی بابت حضرت علیؑ کا بھی دروازہ جانب مسجد کھلا رکھا تھا جس کی خود مسلم و بخاری گواہ ہیں تو غیر اس امر میں حضرت علیؑ اور ابوبکر شاید برابر نکلیں۔ مگر حدیث نمبر ۶ میں درج ہے کہ بحالت جنابت سوائے رسولؐ خدا و علیؑ مرتضیٰ کسی کو مجال داخل ہونے مسجد نبویؐ کی نہ تھی البتہ یہہ ایک خاص بات ہے کہ بجز نبیؐ و وصی کے جو دونوں معصوم عن الاثم صغیرہ و کبیرہ سے پاک تھے اُنھیں کو خانہ خدا میں حالت جنب میں بھی دخل کی اجازت تھی کیونکہ یہہ حضرات ہر حالت میں پاک بلکہ پاکیزہ تر تھے نہ اور ارجاس و انجاس کہ اُن کا مسجد نبویؐ میں داخل ہونا بحالت طہارت بھی شک سے خالی نہیں۔ مثل بنی اُمیہ جن کے حق میں آنحضرت نے شجرۂ ملعونہ فرمایا ہے۔ اور اسی واسطے تو آیہ کریمہ انما یرید اللہ الخ انھیں پنجتن کے لئے مخصوص تھا یعنی محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ چنانچہ کتب اہل سنت صحیح ترمذی اور صحیح موطا اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور مشکوۃ اور مسند حنبل وغیرہ اور خود حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت اُمّ سلمہؓ ازواج نبیؐ سے صحیح اور مستند روایتیں موجود ہیں کہ یہہ آیہ شریفہ جب نازل ہوا تو آنحضرت نے

یعنی فاطمہ حسنؓ حسینؓ کو اپنی عبا میں ایک جا کر کے خدا سے دعا کی کہ الٰہی یہہ میرے اہل بیت اور آل عبا ہیں حضرت ام سلمہؓ نے خواہش کی کہ میں بھی نیچے عبا کے داخل ہوں آنحضرت نے فرمایا نہیں ۔ اب فرمایئے کیا عذر ہی اگر کہو ام سلمہؓ دوست اہل بیت ہیں اُن کے فرمانے کا کیا اعتبار تو حضرت عائشہ کو تو سچا اور صدیقہ جانوگے شیعہ بھی تو اس حدیث میں اُن کو صدیقہ کہتے ہیں اور کیوں نہ ہوں ہماری ماں ہیں واجب التعظیم ۔ حدیث نمبر ۳ کی وقعت و فضیلت علی مرتضیٰ تمام مخلوق پر لاحظہ کیجیئے رسولؐ خدا کی دعا اور خدا کا حضرت علیؑ کو اُن کے پاس بھیجنا اور شریک طعام ہونا حدیث نمبر ۵ آخر وقت موت نبیؐ میں جو معاملہ پیش آیا حضرت اُمّ سلمہؓ چشم دید سانحہ بیان کر رہی ہیں ۔

حدیث نمبر ۷ میں آنحضرت کا یہہ فرمانا کہ خدا و رسولؐ اُسے دوست رکھتے ہیں وہ خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہی پس اس ارشاد نبوی سے تو آپ کے صدیق اکبر و فاروق اعظم ولیعسوب الدین جنھوں نے رسالت کی آبرو رکھ لی نہ خدا ہی کے دوست ٹھہرے نہ رسولؐ کے نہ ادہر کے نہ اُدہر کے ۔

حدیث نمبر ۸ سے خدا کا ساتھ علیؑ کے سرگوشی کرنا ثابت ہوا ۔ واہ حدیث نمبر ۱۰ واقعی ایک ہی سبحان اللہ محمدؐ اور علیؑ میں کوئی فرق ہی نہ رہا بجز نبوت و خلافت و امامت کے ۔

شعر ۔ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کہئیے جوہر صاحب اب بھی آپ نبیؐ و وصی میں بُعد المشرقین فرمائینگے کچھ تو شرم چاہیئے اِسکا انصاف اور تمیز حق و باطل اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایقان پر چھوڑتے ہیں وہ خود سمجھ لیں بعد رسولؐ خدا خلافت کس کا حق تھا کس کی جانب خدا و رسولؐ کا رجحان تھا اور کیا واقع ہوا ۔ خدا اور رسولؐ خدا نے تو سیدھی راہ صاف طور پر بتلا دی آپ

انسان اگر باغوائے شیطانی ٹیڑہی راہ اختیار کرے تو وہ جانے اُس کا کام اُمّت محمدی مرحومہ کہی گئی ہی اِس لئے کہ دنیا مین اِس اُمّت پر مثل اور اُمّتون کے عذاب و عقاب نہین ہے ورنہ اِن نافرمانیون کا مزا دنیا ہی مین چکہایا جاتا خیر قیامت قریب ہی مصرعہ ہم دور ہین نہ وہ قیامت ہی دور ہے۔

دوسری حدیث جوہری صاحب کی سنئے۔ حدیث بخاری مین جبیر ابن مطعم سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پاوے تو ابوبکر کے پاس آئیو یعنی حضرت نے اُس عورت سے کہا جس سے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس دوسری بار پھر آنا تب اُس نے کہا کہ بہلا بتلائیے تو کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نہ پاؤن ف یعنی اگر حضرت کا انتقال ہوگیا ہو تو کیا کرون حضرت نے فرمایا کہ ابی بکر کے پاس آنا جو مین کرتا ہون سو وہ کرے گا۔ علما نے کہا ہی کہ اِس حدیث مین صدیق اکبر کی خلافت کا صاف اشارہ ہی بلفظہ

یہہ حدیث عجب حواس باختہ ہی نہ مبتدا نہ خبر نہ عبارت کا ربط۔

بات اتنی ہی کہ کوئی عورت سائل آئی ہوگی اُس وقت آنحضرت کو کچھ اشغال وعظ و پند درپیش تھی فرمایا کہ پھر آنا جیسا اکثر ہم لوگ عدیم الفرصتی یا کسی سبب خاص سے فقیر کو کہہ دیتے ہین پھر آئیو۔ عورت کی جرأت کو خیال کیجئے پوچھتی ہے کہ بہلا بتلائیے تو سہی کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نہ پاؤن ـــــ سبحان اللہ حاشیہ چڑہایا گیا ہی یعنی اگر حضرت کا انتقال ہوگیا ہو تو کیا کرون یہہ عورت کا خیال کہان سے پایا گیا کہ اُس نے انتقال آنحضرت کے راز سربستہ و اسرار نہانی کو تاڑ لیا کیا یہہ عورت کوئی فرشتہ تھی یا قوم اجنا سے یا کوئی مجتہدہ فقیہہ تھی کہ رسول خدا سے ایسے بے باکانہ سوال کرے اور اُن کے انتقال پر خبردار ہو کچھ تو اِس حدیث کی شانِ نزول ہونا چاہئے۔ عورت کون تھی کس مُلک کی

رہنے والی رسولِ خدا سے کیا چاہتی ہی جو اُس وقت آپ سے نہ ہو سکا اور ابوبکر کی خلافت کا مژدہ سنایا۔ ہان یہہ کہو اگر عورت نے گستاخانہ آنحضرت سے پوچھا ہی ہو گا اگر آپ نہ ملین تو کیا کرون یعنی مسجد مین یہہ نہین کہ دنیا ہی سے چلے جایئے تب مین آؤن آپنے فرما دیا ہو گا۔ ابوبکر کے پاس آنا وہ تجھے کچھ دے دیگا جیسا ہم لوگ کہتے ہین کسی سائل کے جواب مین کہ ہم گھر پر نہ ملین تو فلان خدمتگار سے لے لینا۔ آنحضرت کا یہہ فرمانا جو مین کرتا ہون وہی ابوبکر کریگا۔ اس کے کیا معنے عورت کا ایسا کوئی سخت سوال تھا جو آنحضرت سے ممکن نہ ہوا اور خلافتِ ابوبکر مین منحصر چھوڑ گیا۔ آنحضرت کی خدمت مین کوئی شخص کیسا ہی اہم معاملہ پیش کرتا تو اپنی مراد دلی اور مقصد قلبی کو پہونچتا تھا کبھی کوئی شخص محروم ہی نہین رہا سوائے اس ضعیفہ نحیفہ کے۔ آخر وہ چاہتی کیا تھی جو رسولؐ سے ممکن نہ ہوئی۔ اگر کوئی مسئلہ تھا جس کے جواب دینے کو آپ نے ایسا فرمایا تو نبیؐ اللہ سے یہہ بات غیر ممکن کہ خود جواب نہ دین اور ایک مدت بعیدہ تک محروم رکھین۔ اگر کچھ قضیۂ تھا تب بھی آپ اُسی وقت فیصلہ فرما سکتے تھے اگر کسی محتاج کی سائل تھی تو آپ فوراً اُس کی حاجت روائی کر سکتے تھے جیسا کہ اسی ضعیفہ محتاج کو ابوبکر سے کچھ دلا دیا ہو گا اور کوئی مطلب اس حدیث سے نہین نکلتا۔ افسوس ہی بمقابلہ حدیث فضیلت علیؐ مرتضےٰ جو آفتاب کیطرح چمک رہی ہی ایسی بے سر و پا حدیثین خود ساختہ نص خلافت مین پیش کیجاتی ہین معلوم نہین جوہری صاحب کا جوہر اوّل جس سے عقل مراد ہی کس خم افلاطون مین بند کر دیا گیا ہے کہ بہرہ ہی ندارد۔ کیون جوہری صاحب یہی حدیث ہی جس کی روسے آپ کے علما نے ابوبکر کو بحکم رسولؐ خدا خلافت کا استحقاق دے رکھا ہے سبحان اللہ آپ کے علما پر بیساختہ ہنسی آتی ہے۔ آپ کو خبر بھی ہی کہ اہلِ سنّت اجماع کے قائل ہین اور

اِسی پر کُل فضلائے اہل سنّت کا اتفاق ہے اب مدّت کے بعد آپ نے اُس اجماع کو باطل کیا اور سقیفہ کی کارروائی کو بالکل بے سروپا بنا دیا تو معلوم ہوا آپ کو اپنے مذہب یا مذاہب کی بھی خبر نہیں اور واقعی کیونکر ہو آپ تو ایک ایسی جماعت مین داخل ہوے ہین جو علانیہ دشمن خدا و رسولؐ و اہل بیت اطہار ہے یعنی ناصبی جو قاطبتاً حضرت علیؑ کے دشمن ہین اور خدا و رسولؐ کے بھی دشمن ہین اِس وجہ سے کہ امام احمد مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے روایت کرتے ہین ترمذی مین کہ اُس کے باپ نے کہا کہ رسولؐ خدا نے ایک خطبہ مین فرمایا ای لوگو مین تمہین اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے علیؑ ابن ابیطالب کی ساتھ محبت کرنے کی وصیت کرتا ہون جو کنبہ مین سب سے زیادہ قریب ہے کیونکہ اُسے دوست نہین رکھتا مگر کامل مومن اور دشمنی نہین رکھتا مگر منافق اور جس نے اُسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے اُس سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی اور جو مجھ سے عداوت رکھے گا اُسے خدائے تعالےٰ دوزخ مین داخل کرے گا بلفظہٖ یہہ حدیث اہل سنّت کے راویون نے بہت مستند اور نہایت وثوق کے ساتھ لکھی ہے کہ کسی کو مقام دم زدن نہین۔

آپ فرمایئے رسولؐ خدا کی وصیّت کی بجا آوری اُنھین الفاظ و کلمات ناملایم سے پائی جاتی ہے جنکو آپ نے اپنے رسالہ اسرار الہدیٰ مین حضرت علیؑ کی شان مین نہایت شوخی طبع اور لفاظی اور لسّانی سے درج کئے ہین۔ اور اِس پر کیا منحصر ہے ابھی تو آپ اِس سے زیادہ کہنے اور کہلوانے کے متمنی ہین بذریعہ تار برقی اپنی حمایت کیواسطے خبر دینے والے ہین یعنی اپنے بھائیون کو جیسا آپنے آخر رسالہ مین وعدہ کیا ہے۔ مگر یہہ آپ کا حیلہ زنانہ ہے آپ ہی کہتے ہین اور آئندہ بھی کہین گے بھائیون کا صرف ایک ہلکا سا

پردہ ڈال رکھا ہے شرم دنیاوی کے لحاظ سے تاکہ سُنی لوگ یہہ نہ کہین کہ دیکھو کیسا ناصبی اور خارجی پیدا ہوا ہے کیونکہ ابھی تک یہہ لوگ بھی اِن گروہ ضاّلہ کو کافر سمجھتے ہین لیکن خوب یاد رکھیئے کہ شیعہ جو بمصداق قول مخبر صادق کامِل الایمان ہین جن کا حدیث مذکورہ بالا مین ذکر ہوا ہے اپنے کمال اور فضل سے ہر مومن اور منافق کو طرز کلام ہی سے پہچان جاتے ہین وہ آپ کو اچھی طرح جان گئے - اب یہہ دو حدیثین نص خلافت ابوبکر مین آپ پیش کرتے ہین -

حدیث بخاری مین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ مین نے ارادہ کیا کہ مین کسی کو ابی بکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمن پاس بھیجون اور اُس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کرون مبادا کہ کہنے والے کوئی اور بات کہین یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو کرین پھر مین نے کہا کہ ابی بکر کے سوائے خدائے تعالےٰ کسیکی خلافت نمانے گا اور مومنین بھی دفع کرینگے یا یون فرمایا کہ دفع کرے گا خدا اور نمانین گے مومنین -

حدیث بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا بُلا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو تاکہ مین اُن کو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ اسواسطے کہ مین خوف کرتا ہون کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنے والا یا کہے کوئی کہنے کہ مین لائق تر ہون خلافت کا اور نمانے گا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابوبکر کو -

یہہ دونون حدیثین جن کی راوی حضرت عائشہ ہین عجب خلجان پیدا کرتے ہین - پہلی حدیث مین (کہ مین کسی ابی بکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمن پاس بھیجون اور اُس کو اپنا خلیفہ و ولیعہد کرون) لکھا ہے - دوسری مین (بلا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے

بھائی کو تاکہ مین انکو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ)

پہلی حدیث مین حضرت نے ارادہ کیا کہ کسی کو دونون کے بلانے کو بھیجون دوسری مین حضرت عائشہ سے ارشاد ہوا کہ بلالا - پہلی مین (اور اُس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کرون) دوسری مین اُن کو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ -

پس اب اہل انصاف ملاحظہ کرین - رسولؐ خدا نے ارادہ بلانے کا کیا مگر کسی کی قسمت نہ بُلایا - اور حضرت عائشہ کو حکم بلانے کا دیا - اُنھون نے تعمیل نہ کی - رسولؐ خدا کا ارادہ اور حکم دونون معطل رہے اور (اُس کو اور انکو) نے اور بھی غضب ڈھایا ہے - پہلی حدیث مین معلوم نہین ابوبکر یا عبد الرحمن کس کے خلیفہ بنانے کا خیال تھا کیونکہ دونون مین سے ایک کو (اُس کو) کا لفظ سمجھا جاتا ہی مگر ہان دوسری حدیث مین اُن کو یعنی ابوبکر و عبد الرحمن دونون کو خلافت کی سند عطا ہونا پایا جاتا ہی پس کیسی مصیبت ہی کہ بیچارہ عبد الرحمن خلافت سے محروم رکھا گیا - یا خدا خلافت نہ ٹھہری بچون کا فرضی تخت شاہی ٹھہرا کہ کبھی اِسے کبھی اُسے بخشا جاتا ہی اور رسولؐ خدا کا کلام جو ہر حال و قال مین مطابق وحی بلکہ خود وحی الہی تھا بچون کا سا قول خیال کیا گیا ہے نعوذ باللہ منہا - رسولؐ خدا خلافت کے معاملہ مین اپنا جانشین مقرر کرنے کا ارادہ کرین اور زبان مبارک سے بھی فرماوین کہ مین نے ایسا ارادہ کیا ہے کہ ولیعہد و خلیفہ مقرر کرون اور پھر فرماوین کہ مسلمان خود ہی تجویز کر لینگے - یا کہ فلان فلان کو میرے پاس بلا لا اُن کو خلافت نامہ لکھدون اور پھر فرمائین کہ مسلمانون پر یہ امر چھوڑ اگیا - معاذ اللہ ایسے اقوال تو عام لوگون سے بھی بعید ہین چہ جائے کہ رسولؐ مقبول جن کا ہر ہر کلمہ و کلام ایسے اُمور مین وحی کا یعنی حکم خدا مانا گیا ہے اور بیشک و شبہہ ایسا ہی تھا -

ذرا غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہہ دونون حدیثین ایک ہی زمانہ کی نہین ہین بلکہ پہلی حدیث زمانہ ماقبل کی ہی اور پوری حدیث اس طرح ہی جس کو جوہری صاحب نے کاٹ چھانٹ کر اُس کا خلاصہ اپنے مطلب کے مطابق لے لیا ہی باقی مضامین اور شان نزول کو اپنے مقاصد کے خلاف سمجھکر چھوڑ دیا ہی۔

مگر ہم پوری حدیث بلفظہٖ لکھتے ہین۔ حدیث بخاری مین اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ اُنھون نے درد سر کی شدت کی وجہ سے کہا ہائے میرا سر نبیؐ نے فرمایا وہ (یعنی تیری موت) ای عائشہ اگر واقع ہوتی اور مین زندہ رہتا تو تیرے گناہون کے لئے بخشش اور رفع درجات کے لئے دعا مانگتا حضرت عائشہ نے فرمایا ہائے مصیبت بخدا میرا گمان ہے کہ آپ میرا مرنا چاہتے ہین اگر مین مر جاونگی تو آپ اُسی دن کے آخر دوسری بی بیون سے صحبت کرینگے اور مجھے بھول جائینگے آپ نے فرمایا کہ چلو اس ذکر کو جانے دو میرے درد سر کی خبر لو مین نے قصد یا ارادہ کیا تھا کہ کسی کو ابوبکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمن کے پاس بھیجون تاکہ اپنے سامنے اُسے اپنا ولیعہد کر جاؤن ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کہین یا آرزو کرنے والے آرزو کرین پھر مین نے اپنے دل مین کہا کہ انکار کرے گا اللہ تعالےٰ (غیر ابی بکر کے) خلافت کا اور دفع کرینگے مسلمان غیر خلافت ابی بکر کو یا اس کے برعکس فرمایا۔

مولوی محمد عبداللہ بن عبدالعلی نبیرہ محدث شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنی کتاب تفریح الاحباب مناقب الآل والاصحاب مطبوعہ اکمل الاخبار دہلی اس حدیث کی تفسیر کے آخر فقرہ مین لکھتے ہین کہ آنحضرت نے یہہ کلمات ولیعہدی صرف حضرت عائشہ کے خوش کرنے کو فرما دیا تھا اور صدیق کی خلافت بھی مُراد تھی۔

یہہ حدیث ایک کہانی دردِ سر کی ہی جیسا زن و شو کے درمیان کلمات مزاح ہوا کرتے ہین اس سے اور خلافت سے کیا بحث یہانتک تو درست ہے کہ ہیرے دردِ سر کی خبر لو مگر آگے صدیقہ کا جوڑ و پیوند معلوم ہوتا ہی کیونکہ کہان دردِ سر کی شکایتین کہان وصیت ہی و خلافت کی روایتین بہتر اکیا ہی اور خبر کیا ہی۔

مگر ہان اس حدیث مین یہہ بات قابل توجہ ارباب نکتہ رس ضرور ہے کہ آنحضرت حضرت عائشہ کی موت اپنی حیات ہی مین چاہتے تھے کیونکہ آپ کو علم تھا کہ ان بی بی صاحبہ سے جنگ جمل مین کیا کچھہ کرتوت ہونے والے ہین کہ ہزارہا بندہائے خدا کا خون صرف ان کی خواہش نفسانی کی وجہہ سے بہیگا اور خلیفہ برحق سے ناحق جدال و قتال کرینگی۔ ہان خوب یاد آیا عہدہ خلافت کو ایسی ہی مفت کی چیز سمجھہ کر خود دیکھی تو ہمی بحیلہ خون عثمان خلافت کی ہوئین باپ کو تو خلافت مل ہی گئی تھی بھائی البتہ محروم رہا سو آپ اس کے قائم مقام ہوئین کیونکہ رسولِ خدا کا قول صادق ہونا چاہئے بھائی نہ سہی بہن آخر ہین تو ایک ہی باپ کے۔

اور رسول خدا کا یہہ فرمانا کہ میرے روبرو تو مر جاتی تو تیرے گناہون کی بخشش کے لئے دعا کرتا معلوم نہین وہ کیسے گناہ تھے جنکی بخشش رسول خدا کی دعا کی محتاج تھی عجب ہے اہل سنت کی عقل و فہم پر کہ باوجود تصدیق رسول خدا عائشہ کے گنہگار ہونے کی نسبت پھر بھی ان کو آیہ التطہیر مین داخل سمجھتے ہین حالانکہ وہ خود اپنے ہی قول سے منزلون دور بھاگتے ہین۔

دوسری حدیث مرض الموت سرفت کی بیان کی گئی ہے مگر یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ انتقال سے کتنے روز پہلے اور باوجودیکہ آنحضرت کی تیمارداری مین سب بنی ہاشم داخل بیت اطہار و ازواج ہر وقت و ہر لحظہ موجود رہتے تھے کیونکہ بجز ان حضرات کے غیر کا حاضر رہنا ایسی حالت مین آنحضرت کو قطعاً ناگوار تھا دیکھو روایت ابن عمر بخاری و ترمذی مین کہ آنحضرت نے

ابوبکر کی تیمارداری قبول نہ فرمائی اور اپنے اہل بیت کو اس کام کے لیئے مختص کیا۔

پس یہہ حدیث مرض الموت مین بجز حضرت عائشہ کے اہل بیت مین سے کسی نے رسول خدا سے نہین سنی ورنہ بنی ہاشم مین بیعت ابوبکر مین اختلاف ہی نہ ہوتا اور بلا عذر سب لوگ بجان و دل حکم نبوی منظور کرتے اور سمجھتے شاید حدیث غدیر منسوخ ہوئی ہو۔

اگر کہو کہ جب آپ نے یہہ حدیث فرمائی اُس وقت صرف حضرت عائشہ ہی تھین تو پھر حضرت عائشہ نے کیون دونون کو نہ بلایا اور رسول خدا کے حکم کی تعمیل نہ کی اور یہہ حکم تو خاص انھین کے باپ و بھائی کے لیئے جلوائے پے دو دتھا ضروری بلاکر سند لکھوالینی تھی۔

اوّل حدیث مین تو آنحضرت نے یہہ فرماکر ٹال دیا تھا کہ مین نے ایسا ارادہ کیا تھا کہ دونون کو بُلا بھیجون اور ولیعہد کردون پھر مین نے کہا کہ خود خدا و مسلمان یہہ کام کرلین گے یعنی اس کی ضرورت نہ سمجھی۔ مگر اِس حدیث مین تو صاف آپ نے فرمادیا کہ دونون کو بلالاین نوشتہ یعنی خلافت نامہ لکھدون پھر یہہ کہا اور وہ کہا کچھ بھی آپ نے عذر نہین بیان کیا تو حضرت عائشہ کی فیاضی اور چشم پوشی سے بسا بعید ہی کہ اپنے باپ و بھائی ہی کو سند خلافت سے محروم رکھا چہ جائیکہ بدیگران۔

ہان یہہ امر ذہن نشین ہوتا ہی کہ آپ کو خیال ہوا ہوگا کہ جیسا حدیث قرطاس کے وقت غل غپاڑا شور و شر ہان منہین صحابیون مین برپا ہوا اور حضرت عمر نے رسول خدا کی نسبت ہذیان کا لفظ استعمال کرکے حسبنا کتاب اللہ کہدیا جس پر رسول خدا نے سب کو اپنے حجرہ سے نکالدیا ویسا ہی اِس سند کی تحریر کے وقت نہ ہو مگر نہین ایسا نہ ہوتا وہ تو عین مدعا یارون کا تھا اگر ذرا بھی رسول خدا کا اشارہ پاتے تو دس بیس قلم و دوات دو تین دستہ کاغذ آن واحد مین حاضر کردیتے اور لکھنے والے دفتر کے دفتر سیاہ کردیتے۔

پس بات یہہ ہی کہ آنحضرت نے نہ یہ حدیث فرمائی نہ وہ اور اگر فرمائی تو حضرت عائشہ نے
حکم رسول اللہ کی تعمیل نہ کی نہ اُس کی تکمیل ہوئی اور آرزو کرنے والے خلافت کے اور گھینے
والے قریب تر کے واسطے جن کو رسول خدا نے بہ حکم قدیر خم غدیر مین خلیفہ مقرر کیا تھا میدان
وسیع بلا اغیار وخس خالی رہا۔

جب سقیفہ بنی ساعدہ مین جو ایسے کاموں کی پنچایت کو مخصوص تھا خلافت کیواسطے لوگ
جمع ہوئے تو وہ بلڑ مچا کہ خدا کی پناہ تاریخین و روایتین شاہد حال ہین انصار کہتے ہم مین سے
امیر ہو مہاجر دعوی کرتے ہم مین سے امیر ہو کوئی کہتا فلان ہو کوئی کہتا فلان
غرض کہ وہ دھینگا مشتی لکد کوب ہوا کہ بیچارہ سعد بن عبادہ اسی جماعت مین پامال ہو گیا۔ بنی ہاشم
و اہل بیت اپنی مصیبت مین مبتلا رسول خدا کی تجہیز و تکفین مین مصروف تھے ان کو کیا خبر باہر
دروازہ کے کیا ہو رہا ہی۔ سقیفہ تو دور تھا اور اگر خبر بھی ہوتی تو استغفر اللہ کیا رسول
اللہ کی نعش مطہر چھوڑ کر خلافت کی پنچایت مین داخل ہوتے ہرگز نہین جگر جگر ہے اور دگر
دگر ہے۔ ایک سنی قائل حق پسند نے کیا خوب رباعی کہی ہی رباعی

انکہ گویند عائشہ در فضل — بہتر از دخت سید البشر است
قول آنہا چسان کنم باور — رشتہ دیگر رگ جگر دگر است

حضرت ابوبکر و عمر بھی اُسی جماعت مین موجود تھے اُنھون نے بھی قیل و قال کی اور
لوگون کو سمجھایا بجھایا حضرت عمر نے ابوبکر کی جہانتک زبان نے یاری دی تعریف
کی اور لوگون کو اپنا ہمزبان بنایا کہ ابوبکر سابق الاسلام ہین یار غار ہین جماعت کے امام ہین
چنین و چنان مگر تعجب ہے کہ یہہ حدیثین نص خلافت کی جواب پیش کیجاتی ہین اُن سے کوئی
تو کیا حضرت ابوبکر و عمر ہی واقف نہ تھے ورنہ ایسے اتنی جماعت کے لئے ایک ہی فقرہ

حدیث کا کافی تھا اِس قدر ردّ و جہد بحث طول فضول کی نوبت ہی نہ آتی سب آمنّا و صدّقنا کہہ کر
خاموش رہتے اور لوگ دفن وکفن رسول خدا سے محروم نہ ہوتے اور فرقہ وہابیہ کو یہ عذر
نہ ہوتا کہ جب اصحاب خاص رسول خدا نے ہی انتقال کے بعد زیارت نہ کی اور تجہیز و تکفین میں شامل
نہ ہوئے تو ہم بھی انہیں کی تقلید کرتے ہیں اور زیارت کو نہیں جاتے ہمارا کیا قصور ہے بھلا جوہری
صاحب تم کو خدا ہی کی قسم ہے کہ کسی تاریخ کسی روایت کسی حدیث میں تم نے لکھا دیکھا ہے
کہ بہ نسبت خلافت میں ایک بھی حدیث ان حدیثوں سے خلافت نصی ابوبکر میں پیش
کی گئی تھی یا صرف اوراوصاف ابوبکر کے بیان کئے گئے تھے۔ لیجئے حضرت عمر نے پہلے
ہاتھ بڑھایا اور ابوبکر کی بیعت کی اُس روز چند اور آدمیوں نے شرف بیعت حاصل کیا اور اِسی
ادھیڑبن میں مصروف ہوئے کیونکہ خوف تھا کہ تمام دنیا کے مشرک مدینہ منورہ کے
گرداگرد جمع ہو کر چاہتے ہیں کہ اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیں۔ سبحان اللہ خلافت
کے لئے یہ جمع یہ کوششیں یہ کاوشیں یہ ہنگامہ یہ دار و گیر اور رسول اللہ کے
دفن وکفن کی وہ صورت کہ صرف چند اعزا اقربا قلب صد چاک و دل اندوہناک
نالان وگریان تجہیز و تکفین میں مصروف۔ افسوس اور ہزار افسوس اُس اُمّت کی دنیا
طلبی پر جو اپنے ہادی اور پیشوا نبیّ اللہ کی نعش مطہر کو بے غسل و دفن چھوڑ کر جب
جاہ و مناصب کیواسطے جا بجا مجمع کرتے پھرے اور قائم سقائفی کی ہوں میں خدا اور رسول خدا
کے کلام پر اعتماد نہ کرے مولانا روم نے خوب فرمایا ہے ؎

چون صحابہ حُبّ دُنیا داشتند مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند

کیون جوہری صاحب جبکہ خداوند جل و علیٰ بذریعہ آیہ اَکملتُ لکم دینکم و اتممتُ علیکم
نعمتی و رضیتُ بدین اسلام کا معرفت اپنے رسول مقبول کی کل اُمّت کے لئے مژدہ سُنا

چکا تھا تو اب کس کا خوف تھا اور کس کی مجال تھی کہ اسلام میں رخنہ ڈالے کیونکہ خدا کا
وعدہ پکا تھا مگر ہاں اعتقاد و اعتماد اس وعدہ پر انھیں انفاس قدسیہ کا کام تھا جو کامل
الایمان تھے اور جن کو خدا و رسول نے بروز فتح خیبر اپنا دوست بنایا تھا دیکھو حدیث
شہیر مندرجہ رسالہ ہذا نہ ایسے ویسے جو منتظر بیٹھے تھے کہ ادہر رسول خدا کی روح سدرہ
علیین میں داخل ہو ادہر دوڑ دہوپ کر کے خلیفہ بن بیٹھیں جیسا واقع ہوا۔
آپ کہیں گے وہ دین کا کام تھا اور اسلام کے ضائع ہونے کا احتمال تھا کہ لوگ
مرتد ہو جائینگے۔
ہم کہتے ہیں جبکہ خدا نے دین کو کامل ہی کر دیا تھا اور کل نعمتیں تمام کر چکا تھا تو پھر اس
وعدہ خدا پر اعتماد نہ کرینگے کیا وجہ اگر کچھ بھی ایمان کا لگاؤ ہوتا تو اسی وعدہ خدا پر مستحکم بھروسہ
کر کے ثابت قدم رہتے ہزار شور و شر ہوتا پروا نہ کرتے۔
پہلے اپنے رہنما ایمان عطا کنندہ کی تجہیز و تکفین نہایت اہتمام و سرگرمی سے کرتے
بعدہ مسجد نبوی میں جو اس کام کے لئے موزون و مستحق تر تھی انصار و مہاجر کا اجماع
ہوتا اور خلافت کی بابتہ مشورہ ہو کر جس پر کل کا اتفاق ہوتا اُسے خلیفہ بناتے یہہ بات
البتہ مناسب وقت تھی مگر یہہ باتیں کیوں ہوتیں وہاں تو یہہ خیال تھا کہ اگر نبی یا ہم
واہل بیت اطہار نے کفن و دفن سے فرصت پالی تو غضب ہو گیا پھر کیسی خلافت
کیسا اجماع (خلقت کا ہجوم اسی طرف ہو گا جس کے لئے بروز خم غدیر منجانب خدا
و رسول خلافت و امارت ہو چکی ہے ہم ہو چکے سوچی رہ جائینگے یہہ وقت غنیمت ہے
اسے ہاتھ سے نہ دو اور جب کارروائی بیعت کی شروع ہوئی تو پھر بھیڑیا دہنسان اُمّی و
جاہل لوگ ایک دوسرے پر گرنے لگے ابوبکر خلیفہ ہو گئے یہہ خبر مشتہر ہوتے ہی

پھر کیا تھا بیعت کے لئے گھٹائین چھا گئین اور خاص سے عام بیعت کی نوبت
پہونچی مگر بنی ہاشم اُسی بات پر اڑے رہے جو بروز خم غدیر رسول خدا سے سن چکے تھے
اب تیسری حدیث چوہری صاحب کی سنئے بخاری و مسلم مین حضرت عائشہ سے
روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ سفیر تم یوسف کے ساتھ والی عورتون کی طرح
ہو یعنی کیون خلاف نمائی کرتے ہو۔ کہو ابوبکر سے کہ لوگون کو خود امام ہو کر نماز پڑہاوے
یہہ حضرت نے اُس بیماری مین فرمایا جس مین انتقال ہوا **ف** حضرت عائشہ سے
روایت ہے کہ حضرت نے مرض الموت مین فرمایا کہو ابوبکر سے لوگون کو نماز پڑہاوے
مین نے کہا ابوبکر نرم دل مرد ہے اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑہانے کھڑا ہوگا رونے
لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سنین گے۔ عمر کو فرمایئے کہ نماز پڑہاوے حضرت نے
فرمایا ابوبکر سے کہو نماز لوگون کو پڑہاوے پھر مین نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت
سے کہو حفصہ نے حضرت سے یہی کہا تب یہہ حدیث فرمائی چنانچہ حضرت کی حیات
مبارک مین پانچ دن صدیق اکبر نے امامت کی یہہ اشارہ ہوا صدیق اکبر کی خلافت
کا کہ جو عہدہ خاص حضرت کا تھا یعنی نماز جماعت کی امامت کا وہ اپنی زندگی مین
صدیق اکبر کو دیا جیسے بادشاہ اپنی زندگی مین کسی کو تاج و تخت دلوے او یہہ
علامت ہے کہ بادشاہ نے اُسے اپنا ولیعہد کیا اور یہی حدیثین حضرت نے خلافت
صدیق کی بابتہ فرمائی ہین بطور پیشین گوئی یہہ مجمل مغوری انہین ہین۔

جواب یا اللہ عورتون کے کید عظیم سے اپنی پناہ مین رکھ۔

جتنی حدیثین خلافت ابوبکر کی بابتہ آنحضرت نے فرمائین سب کی سب حضرت
عائشہ اُن کی دختر نیک اختر ہی سے ہین اور کسی کو کانون کان خبر تک نہ ہوئی

ہان اس حدیث مین حفصہ کی بھی موجودگی پائی گئی ۔ مگر صرف عائشہ ہی کے قول
سے ورنہ حفصہ بیچاری نے یہہ حدیث کسی سے بیان نہین کی ۔ پس تعجب تو یہہ
ہے کہ مرض الموت مین جس کی ہر وقت کی حضوری اور تیمارداری بنی ہاشم و اہل بیت
اطہار کے ذمہ بھی اور دیگر ازواج بھی حاضر رہتی ہون گی اور ظاہر ہے کہ ان تیمار
دارون مین مرد بھی مثل حضرت علیؑ و عبد اللہ و فضل ابن عباس و خود حضرت عباس
وغیرہما ہر وقت و ہر لحظہ حاضر رہ کر خدمت نبوی کی سعادت حاصل کرتے مگر آنحضرت
جو کچھ فرماتے عائشہ ہی سے حالانکہ پردہ کی آیت بھی نازل ہو چکی تھی اور مرد بھی
موجود ہی رہتے مگر مخفین بی بی صاحبہ سے ارشاد ہوتا کہ (بلا لا اپنے باپ ابوبکر
اور اپنے بھائی عبد الرحمن کو تاکہ سند خلافت لکھدون) اور (کہو ابوبکر
سے کہ امام بنکر نماز جماعت پڑہاوے) کیا یہہ ممکن نہ تھا کہ مردون مین سے کسیکو
بھیجکر بلواتے یا ابوبکر سے پیغام نماز کا بھجواتے کیونکہ حضرت عائشہ کو حکم پردہ مین
بیٹھنے کا تھا ان کو باوصف موجودگی مردون کے جو باہر جاتے آتے تھے
تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی مگر ہان یہہ البتہ تم کہہ سکتے ہو کہ بخوف بنی ہاشم
و اہل بیت اطہار آنحضرت بھی تقیہ کرتے تھے اور ایسی باتین صرف بی بی عائشہ ہی سے فرماتے
کہ راز فاش نہ ہو جائے مگر غضب تو یہہ ہے کہ حضرت عائشہ سے تعمیل ارشاد نبوی مین
وہ تاخیر اور عذرات بیجا وقوع مین آئے جن کے صلہ مین آنحضرت نے صاف طور پر فرما
دیا کہ بیشک تم یوسف کے ساتھ والی عورتون کی طرح ہو ۔ اب اہل انصاف ملاحظہ
فرمائین یہہ مثال حضرت صدیقہ پر کہانتک اپنا اثر ظاہر کرتی ہے ۔ حضرت یوسف
کے ساتھ والی عورتون کا یہہ قصہ ہے کہ انھون نے جن مین زلیخا سرغنہ بھی

حضرت یوسف کو طرح طرح کے اتہام و الزام جھوٹے مکر و تزویر سے لگا کر معصوم و ناکردہ گناہ کو قیدخانہ میں ڈلوا دیا کہ وہ حضرت انھیں مکار عورتوں کی وجہ سے بارہ برس قیدخانہ میں رہے۔ ہم پہلے سمجھتے تھے کہ خداوند عالم نے (انّ کیدکنّ عظیم) جو شیطان و عورتوں کے حق میں فرمایا ہے اس سے ازواجِ نبی مستثنیٰ ہوں گی کیونکہ اُن کی مدارج رفیع ہیں۔ مگر اس مثال مندرجہ حدیث مذکورہ بالا سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت عائیشہ و حفصہ بھی اُسی ارشاد خداوندی میں بہمہ صفت موصوف ہیں۔ پس نہ معلوم صدیقہ کا خطاب حضرت عائیشہ کو کس کے دربار سے ملا ہے اور حفصہ فاروقہ کے معزز خطاب سے کیوں محروم رہیں اگر باپ کی صدیقیت نے بیٹی کو صدیقہ بنایا تو دوسری صاحب بھی فاروق تھیں اُن کی بیٹی کو بھی فاروقہ کہنا چاہیئے۔

اصل یہ ہے کہ صدیقہ کبریٰ حضرت خدیجہ کا لقب تھا بدیں وجہ کہ آپ نے بنی آدم میں سب سے پہلے آنحضرت کی تصدیق رسالت کی اور یہ خطاب غصب ہو کے حضرت عائیشہ کو دیا گیا کیونکہ آنحضرت سے کسی حدیث فریقین میں عائیشہ کو صدیقہ فرمانا پایا نہیں جاتا جیسا اہل سنت کی روایتوں میں ابوبکر کو صدیق اور عمر کو فاروق کہنا آنحضرت کی نسبت بیان کیا گیا ہے معلوم نہیں جھوٹ یا سچ مگر خیر کچھ اصل تو ہے۔

ابھی نماز جماعت کی امامت جسے جوہری صاحب نے خلافت کا تاج و تخت قرار دیا ہے زیر بحث ہے۔

سنئے جوہری صاحب امامت نماز میں آپ کو یہ کد و کوشش کیوں ہے اور خاص عہدہ اور تخت و تاج خلافت سے اسے کیا تعلق ہے جو حضرت ابوبکر کی امامت نماز پر آپ مرے مٹتے ہیں اور خواہ مخواہ اُن کو امامت نماز کی بنیاد پر خلافت دئے دیتے

ہین معلوم ہوتا ہے آپ اہل سنت کے حدیث وروایات واقوال صحابہ سے بالکل نادان و نافہم ہین اور خداے عزوجل کے احکام سے بھی آپ بیخبر ہین۔

خداوند عالم حکم فرماتا ہے وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ جھکو جھکنے والون کے ساتھ حسب رسم ورواج اہل سنت زید وبکر کسی کی تخصیص نہین۔ اسی لیے اہل سنت نے زمانہ سلف سے آجتک امامت نماز کے واسطے کچھ شرف و منزلت نہین لگائی۔ دُھنا۔ جولاہہ۔ کنجڑا۔ قصائی۔ جیسے دو سو تین یا دہوئین اُس کے پیچھے نماز پڑہ لی کیونکہ خدا نے جھکنے والون کے ساتھ جھکنے کا حکم فرمایا ہے۔

رہا رسول خدا کا فعل دیکھو صحیح مسلم و بخاری مین ابن عباس اور رافع بن عمرو بن عبید جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ عبد الرحمن بن عوف رسول خدا کی صحت وسلامتی وموجودگی مین امام جماعت ہوئے اور رسول خدا نے خود اُن کے پیچھے نماز پڑہی اور کچھ مضائقہ نہ کیا۔

اب فرمایئے اس امامت نماز پر کیا ناز وفخر باقی رہا اور عہدۂ خاص وتاج وتخت خلافت اول کس کے ہاتھ آیا عبد الرحمن بن عوف یا ابوبکر کے۔ آپ کہین گے ایام مرض کی امامت نماز مستند ہے اور جو اس سے قبل ہوا اُس کا اعتبار نہین۔ بہتر اسی مرض کی حدیث لیجیے۔ کتاب اہل سنت ابوداؤد مین عبد اللہ ابن زمعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ پر جب مرض کی شدت ہوئی اور مسلمانون کی جماعت مین سے ایک مین بھی آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ تو بلالؓ نے حضور نماز کے لئے ندا کی فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہا دے۔ مین باہر آیا ابوبکر موجود تھے مین نے حضرت عمرؓ سے کہا جو بیٹھے تھے کھڑے ہوجیے لوگون کو نماز پڑہایئے۔ آپ نے آگے بڑہ کر تکبیر کہی چونکہ حضرت عمر

بڑی آواز کے آدمی تھے رسول اللہ نے ان کی آواز سنکر فرمایا ابوبکر کہاں ہین وہ نماز پڑہین یہہ امامت وجماعت اللہ و مسلمانون کو ناپسند ہے۔ ابوبکر نے وہی نماز عمر کی پڑہائی ہوئی پھر اُلٹ کر پڑہائی۔

آب غور کیجیے اور انصاف فرمائیے۔ پہلے آنحضرت نے فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہادے جس کا عربی کا بھی فقرہ لکھہ دیتے ہین فقال مروا من یصلی للناس جس مین کسی کو شبہہ نہ ہے کہ ترجمہ ٹھیک نہین جب حضرت عمر نے اپنی بڑی آواز سے نماز کی امامت شروع کی تو آنحضرت کو شدت مرض مین سخت ناگوار و تکلیف دہ معلوم ہوئی آپ نے حکم دیا کہ عمر امامت سے معزول اور ابوبکر منصوب ہون کیونکہ یہہ حضرت نرم دل اور کثیر البکا دہیمی آواز کے آدمی تھے خیر انھون نے عمر کی نماز کو بحکم رسول خدا اُلٹ دیا اور از سر نو تکبیر سے نماز شروع کی اور تمام۔ پس ظاہر ہے کہ حدیث رسول خدا مین کسی کی قید نہین پہلے آپ نے یہی فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہادے مگر صرف عمر کی کریہہ الصوت نے ابوبکر کو امامت کا تاج و تخت دیا اور آواز عمر نے یہانتک تکلیف پہونچائی کہ رسول خدا کو یہہ فرمانا پڑا کہ اللہ و مسلمانون کو یہہ امامت ناپسند ہے جو نماز عمر نے پڑہائی وہ باطل اور ناجائز کیونکہ نماز ہی اُلٹ دی گئی مگر ہمکو آتش مزاجی و غیظ و غضب حضرت عمر سے بہت ہی تعجب ہے کہ اس موقع پر آپ نے نہایت ہی تحمل و عجز و انکسار کو کام فرمایا کہ چپکے پیچھے کھسک آئے اور کچھہ نہ بولے کیونکہ انھین ایام شدت مرض مین آپ نے رسول خدا کو ہذیان سے نسبت دی اور حسبنا کتاب اللہ کہکر رسول اللہ کے حکم سے عدول کیا۔ دیکھو حدیث قرطاس صحیح مسلم و بخاری مین مگر یہان تو ابوبکر کو امام جماعت بننے کا معاملہ تھا

کیون نہ خاموش رہنے دیان قضیہ برعکس تھا یعنی حضرت علیؑ کی خلافت مقصود تھی۔ کیون جوہری صاحب بھی حدیثین ہین جو نص خلافت ابوبکر پر مصدق ہین اور جن کی رو سے ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ کچھ تو خدا و رسولؐ سے خوف کیجئے اور خلق خدا سے شرمائے۔ کیون جاہلون کو گمراہ کرتے ہو مگر آپ کسی کی نہ سنینگے ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ جس قدر حدیثین خلافت ابوبکر مین پیش کیجاتی ہین بالکل بے سر و پا ہین عبارت کا ربط نہ مبتدا نہ خبر سراسر موضوعی و مصنوعی ہین معلوم نہین کس کی بنائی ہوئے ہین جسے عقل سے بہرہ ہی نہ تھا۔ سر سید احمد خان محقق حال نے خطبات احمدیہ مین لکھا ہے ابوبکر کے متعلق ہم نے کوئی حدیث نہ پائی جس کا صحیح سلسلہ آنحضرت تک پہونچتا ہو یہہ حدیثین جو بیان کیجاتی ہین بالکل جعلی اور مصنوعی ہین۔ سر سید احمد خان شیعہ تو ہین نہین نہ کبھی تھے اہل سنت کی ہی کتابون سے دیکھ بھال کر یہہ فقرہ لکھا ہوگا۔

اب آپ نے حضرت علیؑ کیطرف توجہ کی ہے اور جہانتک اپکی بدزبانی و لسانی اور زبان درازی کو وسعت ہے خوب ہی دل کا بخار نکالا ہے۔ مگر یاد رکھیئے چاند کی طرف ہزار خاک اڑائیے وہی چاند ہے بلکہ خاک اڑانے والا خود ہی اس خاک سے اٹ جائیگا۔ لوگون کی نظر وہین گرد و غبار کا پتلہ نظر آئیگا۔ اگر حق سے چشم پوشی ہو تو اتنی جو آپنے اختیار کی ہے اور باطل کو بڑھانا چڑھانا ہو تو ایسا جیسا آپنے رات کو دن اور دن کو رات کر دکھایا ہے مگر آپ کیا تمام جہان کے ناصبی و خارجی اگر لاکھ برس تک ہاتھ پیر مارین اور جھوٹی باتین بنائین تو کیا ہوتا ہے ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد   اگر کس پف کند ریشش بسوزد

آپ فرماتے ہین۔ اسی ضمن مین اُن احادیث کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے جنپر اہل تشیع اہل سنت

کی کتب سے استدلال کرتے ہین۔

ہم کہتے ہین صدہا آتیین ہزارہا حدیثون سے اہل حق خلافت حقہ بلا فصل جناب امیرؑ استدلال بہ معنی دارد ثابت کرتے ہین اور کور باطنون کو دکھا دیتے ہین کہ دیکھو وہ آفتاب عالمتاب چمک رہا ہی جس کی شعاعون نے تمہاری آنکھون کو چکاچوند کر رکھا ہی مگر خیر آپ نے دو حدیثین پیش کی ہین یہی ہمارے مدعا کو کافی ہین چلیئے حدیث براء بن عازب سے صحیح بخاری و مسلم مین روایت ہی کہ جب رسولؐ خدا نے قصد غزوہ تبوک کا کیا جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بی بیون اور بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا کفار اشرار نے جناب امیرؑ کو طعن کی کہ رسولؐ خدا آپ کو اپنے ساتھ کیون نہین لیجاتے جناب امیرؑ کو یہہ بات ناگوار گزری پہ شکایت رسولؐ خدا سے کی اور کہا یا رسولؐ اللہ أتخلفني في النساء والصبيان یعنی اے رسولؐ خدا آیا خلیفہ کرتے ہو آپ مجھکو عورتون اور بچون پر تب حضرتؐ نے تسلیہ فرمائی أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي یعنی راضی نہین ہوتا ہی تو یہہ کہ ہو تو مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے موسیٰؑ سے مگر تحقیق شان یہہ ہی کہ نہین کوئی نبی بعد میرے۔

سوال آپ کہتے ہین کہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کے موافق لیتے ہین مگر بچند دلائل معقول اُن کا دعوے صحیح نہین۔

جواب۔ ہم کہتے ہین اہل حق وہی معنی لیتے ہین جو حدیث کہ رہی ہی اپنے مطلب اور دوسرے کے مقصد سے اُن کو کچھہ غرض نہین۔ اچھا صاحب ہم اس حدیث کے معنون مین آپ کی موافقت کرتے ہین اب تو خوش ہوئے۔

سوال۔ آپ کہتے ہین یہہ خلافت جناب امیرؑ کی مثل خلافت حضرت ہارونؑ

کے وقت معینہ پر مخصوص تھی۔

جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آئے حضرت ہارونؑ خلیفہ نہ تھے بلکہ مستقل خود ہی نبی برحق تھے نہ خلیفہ اسی طرح پر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہیئے۔

جواب - ہم کہتے ہیں خلافت کا تو یہاں ذکر ہی نہیں رسولؐ خدا صاف فرماتے ہیں کہ یا علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے یعنی جیسا حضرت ہارونؑ شریک فی النبوت حضرت موسیٰؑ کے اپنی حیات تک رہے ویسا ہی تم بھی ہو مگر یہ البتہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبیؐ نہ ہوگا۔

اس تشبیہ سے تو صاف ظاہر ہے کہ جیسا حضرت ہارونؑ تادم حیات حضرت موسیٰؑ کے شریک فی النبوت تھے ویسا ہی جناب امیرؑ بھی رسولؐ خدا کے شریک فی النبوت رہے ہاں بعد رسولؐ خدا کے نبیؐ کا ہونا محال تھا جس کا استثنا حدیث میں ہوا ہے۔ پس جناب امیرؑ کو دعوے نبوت تو ہے نہیں خلافت بلافصل کے مدعی ہیں تو کیا انصاف اسی امر کا مقتضی ہے کہ جو شخص حیات رسولؐ خدا میں شریک فی النبوت رہا ہو اُسے اُن کی خلافت بھی نہ ملے اور جانشینی و وصیت ہی سے بھی محروم رہے آخر قصور کیا ہوا۔

جوہری صاحب - یہ حدیث خدا ہی نے آپ کی زبان سے نکلوائی ہے الحمد للہ خلافت تو درکنار جناب امیرؑ رسولؐ خدا کے شریک فی النبوت ہو گئے۔ (حضرت موسیٰؑ کوہ طور سے واپس آئے تو حضرت ہارونؑ خلیفہ نہ رہے بلکہ نبیؐ رہے) ہم کہتے ہیں اگر خلیفہ و نبیؐ دونوں رہے تو کیا مضائقہ کیونکہ شرکت فی النبوت میں خلافت ضروری امر ہے۔ حضرت موسیٰؑ رسول اللہ صاحب شریعت اور حضرت ہارونؑ نبی

وخلیفہ حامی ومددگار معاون وجان نثار ایسا ہی جناب امیرؑ پر قیاس کرو کیونکہ جو حضرت
ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ نسبت تھی بعینہ جناب امیرؑ کو رسولؐ خدا کے
ساتھ یکجہتی و برادری تھی - دیکھو حدیث شہیر ترمذی علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ
سے - پھر اب مغائرت کہاں جیسا حضرت موسیٰؑ کی واپسی پر حضرت ہارونؑ نبی خلیفہ رہے
ویسا ہی جناب امیرؑ بھی بعد معاودت رسولؐ خدا خلیفہ رہے اور شریک فی النبوت
مثل حضرت ہارونؑ کے مزید بران کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے میرے بعد نبی نہ ہوگا
مگر زمانہ حیات کے لئے کچھ استثنا نہیں کیا پس وہی مرتبہ جناب امیرؑ کا حیات رسولؐ
خدا میں رہا جو حضرت ہارونؑ کا حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ورنہ یہ تشبیہہ ہی بے سود
و بیکار ہوئی جاتی ہے -

سوال - آپ کہتے ہیں اس قسم کی خدمت بسبب ہمرازی کے بیٹی یا داماد ہی کو
سپرد کیجاتی ہے پس جناب امیرؑ کا چند روز کے واسطے بطریق محافظ کے مقرر ہونا
دلیل خلافت نہیں ہو سکتا -

جواب - ہم کہتے ہیں یہ آپ کی سمجھ کا قصور ہے - حدیث میں منزلت
ہارونی عطا ہوئی ہے محافظ یہ معنی دارد جیسا حضرت ہارونؑ کل اُمت موسوی
کے خلیفہ و جانشین ہوئے تھے ویسا ہی جناب امیرؑ بھی - اور یہ عین دلیل
خلافت بلافصل جناب امیرؑ کی ہے - گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؛
ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ بہتیرے اعزا و اقارب آنحضرتؐ کے موجود تھے جو بقول
اہل سنت اہلبیت میں داخل سمجھے جاتے ہیں کہ قابلیت رکھتے ہیں مثل جناب عثمان داماد
رسولؐ خدا جناب ابوبکر و عمر جنکے داماد رسولؐ خدا تھے حفصہ عباس عبداللہ و فضل رسولؐ خدا کے چچا و

چچازاد بھائی جناب زبیر پھوپی زاد بھائی وغیرہ - پھر تخصیص جناب امیرؑ کی کیا تھی کہ آپ ہی کو یہ منصب عالی عطا ہو کوئی خاص وجہ تو ضرور ہوگی کیونکہ حدیثین روایتین تاریخین فریقین کی شاہد حال ہین کہ یوم بعثت رسولؐ خدا سے تادم آخر نہ کسی کو خطاب ہارونی ملا نہ غیر حاضری رسولؐ خدا مین کل قوم کے خلافت و امامت مثل حضرت ہارونؑ کے - وجہ قوی تر یہ ہے کہ خدا و رسولؐ خدا کو منظور ہوا کہ جناب امیرؑ رسولؐ خدا کے خلیفہ برحق حیات رسولؐ خدا مین ہی علی الاعلان مقرر کئے جائین تاکہ بعد ممات رسولؐ خدا کسی کو مجال چون وچرا نہ ہو لیس جب آنحضرت غزوۂ تبوک کے عازم ہوئے تو حضرت امیرؑ کو مدینہ مین رہنے کا حکم دے کر تشبیہ ہارونی کا خلعت فاخرہ اُن کو پنھایا اور اپنا خلیفہ و جانشین و ولیعہد بنایا کیونکہ یہ موقع ہی ایسا تھا ورنہ کبھی ایسا نہین ہوا کہ آنحضرت کسی معرکہ جنگ مین تشریف لیگئے ہون اور جناب امیرؑ ساتھ نہ ہون اور مدینہ مین رہگئے ہون - ہر جنگ مین مقدمۃ الجیش تھے علیؑ اور کیون نہ ہون جبکہ خداوند عالم نے فلع و قمع کفار نابجار و مشرکان اشرار آپ ہی کی ذوالفقار شرربار پر یہ خدا و رسولؐ مختار پر منحصر کر دیا تھا جس کی نسبت بروز فتح خیبر جبرئیل وکیل رب جلیل باواز بلند کہہ رہے تھے لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار ۞ اور رسولؐ خدا و تمام صحابی موجود سُن رہے تھے دیکھو حدیث اہل سنت نمبر ۷ مندرجہ رسالہ ہذا شاید آپ کہین کہ ہی غزوہ تبوک مین جناب امیرؑ ہمراہ نہ تھے تو اس کی وجہ وہی ہے کہ آپ کو منزلت ہارونی عطا ہوئی تھی اگر ساتھ جاتے تو حضرت ہارون کی تشبیہ کیونکر صادق آتی -

علاوہ اس کے اس غزوہ کی بنیاد ہی کیا تھی ادہر پہونچے اور اُدہر فتح ہوئی نہ لڑائی ہوئی نہ جھگڑا - رسولؐ خدا خود بھی نہ تشریف لیجاتے اور کسی کو بھیجدیتے تب بھی

فتح ممکن بھی تھی مگر نہیں رسولِ خدا کا تشریف لیجانا جناب امیرؑ کو خلیفہ و جانشین کر جانا مصلحتِ خدا و رسولؐ یہی تھی۔

سوال - آپ کہتے ہیں کتب سیر فریقین میں مرقوم ہے کہ حضرت ہارونؑ نے حیات حضرت موسیٰؑ ہی میں وفات پائی پھر خلافت کیسی۔

جواب - ہم کہتے ہیں بیشک ایسا ہوا حضرت ہارونؑ کا پہلے انتقال ہو گیا مگر یہ تو نہیں ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کوہ طور سے واپس آئے اور حضرت ہارونؑ نے قالب کو خالی کیا بلکہ مدت تک زندہ رہ کر شریک فی النبوت رہے اور جب قضا آئی روح ذی قالب کو چھوڑا گو حضرت موسیٰؑ کی حیات ہی میں سہی مگر جناب امیر بفضلہٖ صحیح و سالم دشمنانِ خدا و رسولؐ کی سرکوبی و کفش زنی کے لئے زندہ و موجود رہے اور اسی طرح جیسا حضرت ہارونؑ خلیفہ و شریک فی النبوت موسیٰؑ تھے یہ بھی حیات رسولِ خدا میں شریک فی النبوت و خلیفہ و بعد اُن کے مثل حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا بلافصل خلیفہ رسولؐ ہوئے۔

یہ تو فرمایئے کہ حضرت ہارونؑ تو بوجہ انتقال خلافت موسیٰؑ سے محروم رہے مگر جبکہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی غیبت میں خلیفہ کیا تھا یا یہ کہو اپنی قوم اُن کے سپرد کی تھی تو اگر حضرت ہارونؑ زندہ رہتے تو اُمت موسیٰؑ کے خلیفہ و سردار ضرور ہوتے اور شریعت موسوی کی تکمیل کرتے لیکن جناب امیرؑ سے کیا قصور سرزد ہوا کہ رسالت محمدی میں تا حیات شریک فی النبوت و خلیفہ رہ کر بعد ممات باوصف زندہ رہنے و بہمہ صفات موصوف ہونے کے خلافت بلافصل سے محروم کیئے گئے آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے۔ رسولِ خدا نے تو

(لا نبی بعدی) فرمایا ہے (لا خلافت بعدی) نہین ارشاد کیا ۔ رسول خدا کو حضرت ہارون کے انتقال کی خبر تھی کہ حضرت موسیٰ کی حیات مین اُن کا ارتحال ہوا گر تشبیہ انھین سے دی جو شریک فی النبوت و خلیفہ موسوی تھے پس کیسا غضب اور کیسی حق تلفی و حق پوشی ہے کہ جسے رسول اللہ اپنی حیات سراپا خیر و برکات مین شریک فی النبوت اور اپنی غیبت مین خلیفہ و جانشین برحق بنائین اُسے بعد وفات رسول کے اُمّت مغضوبہ تعصب و اغراض نفسانی سے باغوائے چند دنیا طلبان یون معطل و بے کار کردے اور خلافت کے بھی لائق نہ سمجھے اور اپنی گون کا خلیفہ تجویز کرے جس سے دنیاوی مناصب و مراتب ملنے کی اُمید ہو افسوس صد ہزار افسوس ۔

سوال ۔ آپ لکھتے ہین حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے اور عمر مین کلان اور نبوت مین شریک اور گویائی مین افصح البیان ۔ جب ان جملہ مراتب مین سے جناب امیر کو ایک بھی حاصل نہ تھا تو کیون کر آپ خلیفہ بلا فصل ہو سکتے تھے ۔

جواب ہم کہتے ہین یہہ سوال رسول خدا سے کرنا چاہئے تھا ۔ آپ کے صدیق اکبر یعنوب دین نے کیون نہ پوچھا کہ یا حضرت جبکہ حضرت علیؑ مین حضرت ہارونؑ کے مراتب مین سے ایک بھی نہین ہے تو آپ کیون اُن سے تشبیہ دیتے ہین اور مجھے جو آپ خلیفہ بنا چکے ہین جس کی میری بیٹی صدیقہ گواہ ہے ۔ اُسے آپ کیون بھول گئے مگر یہہ خیال کیا ہوگا کہ تیرہ سو برس (۱۳۰۰) بعد ہمارے عاشق زار میان جوہر صاحب پیدا ہون گے وہ شیعون سے پوچھ لین گے ۔ اب ہم سے سنئے ۔ یہہ حدیث مخبر صادق کی ہے جن کا ہر کلام وحیِ الٰہی تھا جب حضرت علیؑ بمنزلہ حضرت ہارونؑ کے ہوئے تو سب مراتب ہارونی پر قبضہ بلا شرکت غیرے پا گئے ۔ وہ حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے ۔ یہہ رسول خدا کے چچا زاد بھائی

وہ چچا کیسا جس نے رسول اللہ کی پرورش کی اور ہر حال میں سینہ سپر وجان نثار رہا پس آنحضرت نے انھیں حقوق عموی کی وجہ سے حضرت علیؑ کو اپنا بھائی دیار دین و دنیا دونوں کا بنایا دیکھو حدیث نمبر ۲ ترمذی سندرجہ رسالہ ہذا ۔ اور اس حدیث نے تو کچھ پردہ ہی نہ رکھا جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے ویسا ہی حضرت علیؑ حضرت رسول خدا کے حقیقی بھائی ہو گئے کیونکہ آپ نے حدیث میں بمنزلہ ہارون کا لفظ فرمایا ہے نہ مثل وغیرہ ۔

اور نبوت میں شریک ہونا بھی مثل حضرت ہارونؑ کے ۔

اور افصح البیان ہونا بھی غرضکہ جو مراتب وصفات ہارونی تھے بعینہ سب حضرت علیؑ کو مل گئے ۔ اور یہ خدا کی دین ہے اس میں کسی کا اجارہ نہیں ہے ؎

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال ۔ کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری ہو جائے

عمر میں کلاں وخورد ہونا یہ کیا بات ہے یہاں مدارج ومراتب کا ذکر ہے یا بڑائی وچھوٹائی کا ۔ حضرت موسیٰ صاحب شریعت رسول اللہ تھے حضرت ہارونؑ باوصف عمر زیادہ ہونے کے نبی شریک فی النبوت وخلیفہ تھے پھر عمر زیادہ ہونے کی کیا فضیلت ہوئی حضرت علیؑ کا افصح البیان ہونا اگر تاریخیں وروایتیں دیکھو تو معلوم ہو ۔ حال کی تصنیف تنقید الکلام مصنفہ مسٹر امیر علی صاحب بیرسٹر ایٹ لا جج ہائی کورٹ کلکتہ سنی المذہب نے حضرت علیؑ کو اعلم الناس بعد رسول خدا کے تاریخوں روایتوں سے چھان بین کر کے لکھا ہے ۔

مولوی عماد الدین سنی المذہب جو عیسائی ہو گئے ہیں اعجاز قرآنیہ لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے اقوال کلام اللہ سے بلاغت وفصاحت میں بڑھے ہوئے ہیں اور

قول حضرت علیؑ اور کلام اللہ کی آیتین لکھ کر دکھلا دیا ہے مگر ہم اس پر اعتماد و اعتقاد نہین رکھتے کہ کلام اللہ پر کسی کے کلام کو سبقت ہو ایک محقق کا خیال ذکر کرتے ہین اور بہت سی روایتین صدہا حدیثین حضرت علی کی افصح البیانی کی تصدیق کرتی ہین مگر ان سب کو طاق پر رکھ دو اور مخبر صادق کے قول پر اعتماد کرو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا یہ حدیث مقبولہ فریقین ہے اور شہرت عام رکھتی ہے اللہ بس باقی ہوس۔

سوال ۔ آپ لکھتے ہین حضرت رسول خدا نے جو تشبیہ کہ جناب امیرؑ کو حضرت ہارون سے دی ہے اس سے ثابت ہے کہ جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ کی حیات مین خلیفہ تھے ویسے ہی جناب امیرؑ بھی حیات مبارک رسول خدا مین خلیفہ رہے ہون چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰؑ حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اُسی طرح سے بعد وفات رسولؐ خدا حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہوئے۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین جناب امیرؑ حضور رسولؐ خدا مین شریک فی النبوت و خلیفہ اور غیبت مین خلیفہ مطلق رہے تشبیہ سے یہی ثابت ہے پس بعد وفات رسولؐ خدا وہی مستحق تر خلافت کے ہونگے جو حضور مین شریک فی النبوت و خلیفہ و غیبت مین خلیفہ مطلق رہے ہین ابوبکر کا خلیفہ ہو جانا اور حضرت علیؑ کا خلافت سے محروم ہونا جھگڑا اور نادان آدمیون کا جوڑ توڑ ہے ۔ یہی تو ہم پوچھتے ہین کہ رسولؐ خدا کی حیات مین بقول آپ کے جو خلیفہ رہا ہو بعد وفات اُس کی خلافت پر کیون نہ اجماع ہوا اور رسولؐ خدا کے حیات کی خلافت کیون ہیچکارہ سمجھی گئی آپ

کھین گے سلمان راضی نہ ہوئے ہم کہتے ہین مسلمانون کو بھاڑ مین جھونکو۔ آپکے صدیق نے جو ہر قول رسولؐ خدا کی نسبت صَدَقْتَ یا رَسُولَ اللّٰہ کہتے رہے کیون نہ جاہلون کو سمجھایا اور حدیث کے معنی و مطالب ذہن نشین کئے تک خود ہی خلیفہ بن بیٹھے ۔ سبحان اللہ ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ بھلا جوہری صاحب ذرا تو فرمائیے کہ اس حدیث سے اور ابوبکر سے کیا لگاؤ و مناسبت ہے جو حضرت یوشع بن نون کی طرح خلیفہ ہوگئے کیا حضرت یوشع بھی چند جاہلون کے اجماع سے خلیفہ ہوئے تھے ۔ یا اُن کو خود حضرت موسٰیؑ نے اپنا خلیفہ کیا تھا یہی تو بھید ہے کہ امامت و خلافت من جانب اللہ و رسولؐ ہوتی ہے جیسا حضرت یوشع و حضرت علیؑ خلیفہ و جانشین ہوئے دوسرون پر اجماع ہوا تو ہوا کرے اس اجماع کی حقیقت ہی کیا ہے جس مین قوم کے شرفا و نجبا شامل نہون ۔ دیکھو حدیث مسند حسب ذیل امام احمد انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ ہم نے سلمان فارسیؓ سے کہا کہ رسولؐ خدا سے پوچھو کہ اُن کا وصی کون شخص ہے پس سلمان فارسی نے رسولؐ خدا سے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ موسٰیؑ بن عمران کا کون وصی تھا ۔ سلمان نے جواب دیا کہ یوشع بن نون فرمایا میرا وصی میرا وارث میرے وعدہ کا وفا کرنے والا علیؑ ابن ابی طالب ہے پس اب تو کوئی شک باقی نہ رہا ۔ اور آپکے صدیق دو دن کی سہی یکمی خلافت سے الگ ہوگئے کیونکہ یوشع بن نون کا بھی مرتبہ جناب امیرؑ ہی کو ملگیا

سوال آپ کہتے ہین جب رسولؐ خدا نے (اِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ) کو کہ جملہ خبریہ ہے استثنا فرمایا تو منصب یعنی نبوت درصورت حیات حضرت ہارونؑ اجد حمات

حضرت موسیٰؑ سے ہارونؑ جدا نہ ہوتا جیسا کہ بسبب استثنا کے جناب امیر سے قطعاً جدا ہو گیا۔

جواب ہم کہتے ہین۔ ہم نہ جملہ خبریہ جانین۔ نہ جبریہ و قدریہ۔ صاف بات یہہ ہو کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد نبی ہوئے ہین۔ حضرت رسول خداؐ خاتم النبئین ہین آپ کے بعد رسول و نبی نہین ہو سکتا۔ اس لیئے (انّہٗ لا نبیّ بعدی) فرمایا کہ حضرت علیؑ کو بعد میرے کوئی نبی نہ سمجھے مگر خلیفہ جو مین نے اپنی حیات ہی مین کر دیا ہے۔ سو یہی حضرت علیؑ کو دعوے تھا اور اُن کے تابعین کو اب تک ہے کہ جب آپ حیات رسولؐ خدا مین خلیفہ ہوئے تو بعد وفات بدرجہ اولے جانشین و وصی و ولیعہد و خلیفہ کا منصب آپ کو ملا۔ استثنا نبوّت کا ہوا ہے نہ خلافت و امامت کا جدائی نبوّت سے ہوئی ہے نہ کہ خلافت سے تمہاری اُلٹی سمجھ ہے جملہ خبریہ کو وظیفہ بناؤ اور شہد لگا کر چاٹو۔ حضرت ہارونؑ زندہ رہتے تو بعد حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ ہوتے حضرت علیؑ حیات مین بھی خلیفہ رہے اور وفات کے بعد بھی خلیفہ بلافصل۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

سوال ۔ آپ کہتے ہین ولو فرضنا۔ حضرت ہارونؑ بعد حضرت موسیٰؑ کے زندہ بھی رہتے بلا شبہہ رسولؑ مستقل رہینگے اور بدستور دیگر انبیاء اللہ کے ضرور ہی تبلیغ احکام شریعت فرماتے چونکہ جناب امیرؑ مین یہہ صفت نہ تھی پھر استحقاق خلافت کیسا۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین حضرت ہارون اگر زندہ رہتے جو خدا حکم دیتا وہ کرتے

(ضروری تبلیغ احکام شریعت کرتے) خدا کو علم ہے کیا کرتے کیا نہ کرتے - ہاں یہ خیال مین آتا ہی تکمیل شریعت موسوی کرتے (کیونکہ حضرت موسیٰ کی خلافت اُن کو ملتی) پس جبکہ حضرت علیؑ مین صفت خلافت موجود تھی اگر انکو تم لوگ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ پر عمل کرکے خلیفہ بناتے تو تکمیل شریعت محمدی کرتے اور خدا کے احکام و رسول ص اللہ کے فرمان پر پورا پورا عمل ضرور ہی ہوتا - اسلام مین جو رخنہ پڑا اور بہتر ۷۲ فرقہ ہوگئے یہ کچھ نہ ہوتا سب کو سیدہی راہ ملجاتی گمراہی کا طریقہ بند ہوجاتا احکام خدا مین تاویلین بیجا - احادیث نبوی کی توجیہین رنگ برنگ نہوتین اسلام ایک ڈہرے پر لگ جاتا جس سے جنت کا رستہ قریب تھا غرضکہ سب کچھ ہو رہتا اور اسلام اپنا آپ ہی نظیر بنتا مگر ہان دنیا نہ تھی جسپر اُمت فریفتہ ہوئی - دین تھا جس سے روگردانی کی بس یہی بات تو تھی کہ دنیا طلبون نے حضرت علیؑ کو اپنی گون کا نپایا اور رسول ص خدا کا انتقال ہوتے ہی یارون نے بساط خلافت بچھا کر زمانہ کا رنگ بدل ہی دیا اور ایک نئی دنیا قایم کردی -

سوال - آپ کہتے ہین حدیث شریف مین استثنا منقطع موجود ہے اگر اُس کو شیعہ استثنا متصل خیال کرین تو اس صورت مین حدیث رسول ص خدا کی صریح تکذیب ہوتی ہے قطع نظر ان جملہ امورات کے کہ شیعہ بتادین کہ حدیث موصوفہ مین کونسا لفظ ایسا ہے جس سے نفی خلافت خلفاء ثلثہ و اثبات امامت جناب امیرؑ پائی جاتی ہو ہان اگر فی وقت من الاوقات کہا جاوے تو یہ عین مذہب سنت والجماعت کا ہی -

جواب - ہم کہتے ہین استثنا منقطع ہو یا غیر منقطع یا اور کچھ مگر

نبوت سے استثنا ہے خلافت سے نہیں ہے۔ اور بعد رسول خدا کے نہ کہ حیات میں پس اصل حق حیات رسول خدا ہی سے خلافت حقہ جناب امیرؑ کے قائل ہیں جیسا تم کو بھی عذر نہیں ہے کہ حیات رسول خدا میں جناب امیرؑ خلیفہ تھے۔ پس خلافت جناب رسول خدا کا سلسلہ تا دم آخر حیات و بعد ازان بعد وفات رسول خدا حیات جناب امیرؑ کے دم آخرین تک قایم رہا۔ اس کا استثنا حدیث میں نہیں ہے۔ اور یہی (لفظ بمنزلہ ہارونؑ) سند حجہ حدیث ہذا نفی خلافت خلفاء ثلثہ پر دلیل کافی و وافی ہے۔ کیونکہ جب خلافت کا سلسلہ حیات اور بعد وفات بدستور قایم رہا۔ پھر غیر کی گنجایش کہاں۔ سبحان اللہ فی وقت من الاوقات کی خوب ہی دل بھلاو کہانی ہے جسے سنکر بچے شیر خوار بھی سنتے ہیں ع پہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ ابھی تو آپ ابو بکر کی خلافت ثابت کر رہے تھے۔ اب ثانی و ثالث کدہر سے آ کودے بیل نہ کودا کودی گون۔ یہ تماشا دیکھے کون۔ حدیث حضرت علیؑ کی شان میں شرکت فی النبوت و خلافت فی غیبت اُن کی ذات خاص سے مختص آپ کے خلفاء ثلثہ تو اس سے مشرق و مغرب کا فاصلہ رکھتے ہیں مگر ہان خلافت ترتیبی کے خیال نے آپ کو فی وقت من الاوقات کہنے کا موقع دیا ہے۔ اب ہم آپ سے خصوصاً اور تمام دنیا کے سنیون سے عموماً پوچھتے ہیں کہ خلافت جناب امیرؑ کی جو حیات میں تا دم واپسین رسول صؐ خدا رہ کر جس کے تم بھی قائل ہو گئے ہو بعد وفات کے ۲۵۔ ۲۶۔ برس تک کیون معطل و بیکار ہو گئے اور رفتے وقت من

الاوقات پر منحصر کرنے کی کیا وجہ کیا کوئی استثنا حدیث مین ہے کہ ابوبکر عمر عثمان جب خلافت کر لینگے تب جناب امیرؑ کی طرف پھر خلافت رجوع کرے گی۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ برین عقل و دانش بباید گریست۔

اب سنئے شان ونزول اس حدیث سقیفین کی جو آپ نے بیان کی ہے کہ جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بی بیون و بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا اور کفار اشرار نے طعن کی اُس پر آپنے رسول خدا سے عرض کیا کہ آپ مجھے عورتون و بچون پر خلیفہ کرتے ہین) تب یہ حدیث آنحضرت نے فرمائی شاید ایسا ہوا ہو مگر اس حدیث نے تو کفار اشرار و اُن کے ہم خیال و ہم زبان کی طعن کو خاک مین ملا دیا اور جناب امیر کو تاج ہارونی پہنا کر تخت شرکت فی النبوت و خلافت بلا فصل پر بٹھا دیا۔ پھر بھی وہی عورتون و بچون کی محافظت جیسا انکو اب تک اسی قول کفار اشرار پر اصرار رہے اور حدیث نبوی سے انکار پس نہین معلوم آپ کیسے مسلمان ہین کہ قول کفار کے مصدق و مخبر صادق کی حدیث کی تکذیب ہے

گر تو قرآن بدین نمط خوانی ببری رونق مسلمانی

کیا حضرت موسیٰ نے حضرت ہارونؑ کو یہی حکم دے کر خلیفہ مقرر کیا تھا کہ عورتون و بچون کے لئے آٹا دال نمک تیل بازار سے لا دینا اور دروازہ پر پہرہ کران کی محافظت کرنا یا رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا کہ تم کو بمنزلہ ہارونؑ خلیفہ تو کر جاتے ہین مگر بجز محافظت عورتون و بچون کے اور کچھ نہ کرنا جیسا اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے کہ عبداللہ ابن مکتوم کو امامت نماز

کا حکم دیا تھا و اعجبا تنقیص شان و منزلت حضرت علیؑ مین کیسی بے سر و پا باتین بنائی جاتی
ہین اور ایسی تاویلین اور توجیہین رکیک حکم خدا و رسولؐ مین قایم کیجاتی ہین جن سے آیت و
حدیث کے معنے و مطالب الٹ پلٹ جاتے ہین مگر کچھ ہی ہو اہل سنت کو خلافت ابوبکر
ہی مان لینا واجب ہے ۔ عبد اللہ ابن مکتوم کی پخ اس حدیث مین اس لئے لگائی گئی ہے کہ کوئی
یہ نہ سمجھے کہ حضرت علیؑ نماز بھی پڑہاتے تھے ورنہ مثل امامت نماز ابوبکر جو خلافت کی
جڑ بنائی گئی ہے حضرت علیؑ بھی امام جماعت بن کر خلیفہ نہو جاین پس گویا نہ کوئی
روڑا چلتی گاڑی مین اٹکا دینا چاہتے تھے ۔ امامت نماز کی اصلیت و وقعت ہم نے بحث
امامت نماز مین لکھدی ہے کہ رسولؐ خدا نے خود ہی عبد الرحمن ابن عوف کے پیچھے نماز
پڑہ لی اور مرض الموت مین آپ نے امامت نماز کے لئے کسی کی قید نہین لگائی یہہ فرمایا ۔
(کسی کو کھدو نماز پڑہاوے) پس غزوۂ تبوک کو جاتے وقت آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو
بمنزلہ ہارونؑ خلیفہ و جانشین کیا جیسا کہ حضرت ہارونؑ کل قوم پر سردار و خلیفہ
مطلق ہوئے ویسا ہی حضرت علی بھی سردار و خلیفہ مطلق ہے پھر یہان عبد اللہ
ابن مکتوم کی کہان گنجایش رہی اور امامت نماز اُس بیچارہ کو کیونکر نصیب ہوئی ہان اگر
اس حدیث مین امامت نماز کا استثنا ہوتا تو ہم مان بھی لیتے اور کہتے کہ جب امامت نماز
کی وقعت ہی کچھ نہین ہے رسولؐ خدا عام مسلمانون کے پیچھے نماز پڑہا کرتے تھے
اور حکم دیتے کہ کسی کو کھدو نماز پڑہا دے ۔ تو یہہ استثنا چہ معنی دارد ۔
بات یہہ ہے کہ خلافت مطلق جناب امیر مین عبد اللہ ابن مکتوم نے کبھی بحکم آپ کے
نماز پڑہا دی ہوگی اُس پر یہہ بات کا بتنگڑ بنایا گیا ہے ورنہ کچھ اصل نہین ۔ اسی
لئے جوہر صاحب نے اس امامت کا ذکر ہی نہین کیا کہ کون ایسی بے سر و پا بات

کھا کر خجالت اٹھاوے۔

حدیث خم غدیر یا معشر المسلمین الست اولیٰ بکم من انفسکم قالو بلیٰ۔

قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

اے گروہ مسلمانان مقر رہے کہ مجھکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجھکو دوست رکھے علیؑ کو دوست رکھے بار خدایا دوست رکھ اُس شخص کو جو دوست رکھے اُس کو اور دشمن رکھ اُس کو جو دشمن رکھے اُس کو۔

غضب تو یہہ ہے کہ تم حدیث کو کاٹ چھانٹ کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لیتے ہو اور جو جی مین آیا معنی بیان کرکے اناپ شناپ بکے جاتے ہو۔ حدیث کے پورے فقرات تو لکھ دیتے جو اہل سنت کی کتابون مین لکھے ہین اور اُن پر پھر اپنی بڑ ہانکتے۔ اہل سنت نے معنون مین ایرپھیر کیا ہے مگر فقرے پورے لکھے ہین تم اُن مین بھی تصرف کرتے ہو۔ نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسولؐ۔

حدیث صحیح۔ عن البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم قالو بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالو ابلی۔ فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ

فلقیه عمر بعد ذالك فقال هنیئاً یا ابن ابیطالب اصبحت و امسیت مولی کلّ مومن و مومنة رواه احمد و فی روایته له اللّٰھمّ انصر من نصره واخذل من خذله واحب من احبّه وابغض من ابغضه۔

ترجمہ بلفظہ امام احمد براء ابن عازب سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا جب غدیر خم (ایک بستی کا نام ہے) پر اُترے تو علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ مین مومنین کے ساتھ اُن کی جانون سے زاید مہربان اور دوست ہون۔ حاضرین بولے جی ہان ہم خوب جانتے ہین۔ پھر فرمایا کیا تمہین معلوم نہین کہ مین ہر ہر مومن کے ساتھ اُس کی جان سے زاید مہربان ہون۔ لوگون نے کہا ہان آپ ایسے ہی ہین۔ بعد آنحضرت نے فرمایا۔ خداوندا جسے مین دوست رکھتا ہون علیؑ اُس کا دوست ہے۔ بار خدایا جو علیؑ کو دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ۔ اور جو اُس سے دشمنی کرے تو بھی اُس کو دشمن جان۔
اس کے بعد حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے ملاقات کر کے فرمایا اے ابوطالب کے بیٹے تمہین خوشی ہو تم ہر وقت صبح و شام ہر مومن مرد اور مومن عورت کے دوست ہو۔ اور امام احمد کی ایک روایت مین یون آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بار خدایا جو علیؑ کی مدد کرے تو اُس کی مدد کر اور جو اُسے رسوا کرنا چاہے تو اُسے ذلیل کر اور جو اُسے دوست رکھے تو اُس کو دوست رکھ اور جو اُس سے دشمنی کرے تو اُس کا دشمن ہو۔
یہ حدیث و ترجمہ اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے جسے آپ نے براہ تعصب

ودشمنی ترمیم و تنقیح کرکے مختصر الفاظ پر محدود کردیا ہے - ہماری غرض پوری حدیث لکھنے سے آپ کی خیانت و بددیانتی ثابت کرتا ہے اور یہہ دکھانا ہے کہ آپ کی باتین سب ایسی ہی بے سروپا مکروتزویر کی تصویر ہین خدا آپکے مکر سے لوگون کو بچاوے اور اپنی حفظ وامان مین رکھے -

پہلے ہم **من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ** کے معنی پر بحث کرتے ہین کہ آیا اس کے کیا معنی اور مطالب ہین سوالے کے معنے اُلٹنے اور ہیر پھیر کرنے مین اہل سنت نے بہت ہی کچھ پیچ و تاب اور اضطراب و اضطرار ظاہر کیا ہے مگر کچھ بن ہی نہین پڑتی - اب آخر زمانہ مین مولے کے معنے دوست کے بیان کئے گئے ہین - مگر اس پر بھی اتفاق نہین کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ - اصل یہ ہے کہ اگر مولے کے معنے صحیح لیئے جاوین تو البتہ حق بات سبھی کی زبان ہی سے نکلے مگر جبکہ حق سے انحراف ہی پر کمر باندہ لی تو پھر جو چاہین کہین کوئی کسی کی زبان نہین پکڑتا - اور مفسرون کو جانے دو اسی حدیث کے ترجمہ پر اور اپنے ترجمہ پر غور کرو تم کیا کہتے ہو اور اس حدیث کا مفسر و مترجم کیا لکھ رہا ہے تم کہتے ہو - اے گروہ مسلمانان مقرر ہے کہ مجھکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجھکو دوست رکھے علیؑ کو دوست رکھے -

مترجم حدیث کا ترجمہ - علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ مین جو مومنون کے ساتھ اُن کی جانون سے زاید مہربان ہون - یہی بات مکرر فرما کر فرمایا خداوندا جسے مین دوست رکھتا ہون علیؑ اُس کا دوست ہے اب خیال کیجئے زمین اور آسمان کا فرق ہوگیا - ایسا ہی اور کسی نے مولے

کے معنے پوچھیے تو دوسرا ہی راگ الاپے گا - بہر حال نہ یہ درست ہے نہ وہ نہ دوستی کے معنے سوائے حشر تک ہو سکتے ہیں اسی حدیث کے آخر فقرہ میں (واحب من احبه) جو اُسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ - لکھا ہے - اب فرمایئے ایک ہی حدیث میں ایک جگہ دوست رکھنے کو من کنت مولی اور دوسری جگہ واحب من احبہ کہا جاتا ہے یہ کیسے معنی ہیں بالکل ہی شرم نہیں رہی اور ابوبکر کی خلافت نے ایسا مخمور کر دیا کہ آنکھ ہی نہیں کھلتی -

تمام حدیثیں رسولؐ خدا کی جو کتب اہل سنت میں مسطور و مذکور ہیں ہم نے ایک میں بھی دوست کو سوائے کے معنے میں نہیں دیکھا اور نہ کہیں نشان و پتہ ہے - حضرت علیؑ کے فضائل میں جو حدیثیں لکھی ہیں - اُن میں حسب ذیل فقرات سے لکھے ہیں بطور نمونہ پیش کیئے جاتے ہیں - ترمذی میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے لا یحب علیاً منافق نہیں دوست رکھتا علیؑ کو منافق -

حدیث جنگ خیبر بریدہ سے یحب اللہ ورسولہ - علیؑ کو خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہیں - امام احمد مطلب بن عبداللہ خطیب سے روایت ہے لا یحبہ الا مومن فمن احبہ فقد احبنی ومن احبنی ادخلہ اللہ الجنت علیؑ کو دوست نہیں رکھتا مگر مومن جس نے اُسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا - اور میرا دوست رکھنے والا جنت میں داخل ہو گا -

عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا من احبک فقد احبنی جس نے علیؑ کو دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا -

مسلم میں زر بن حبیش سے روایت ہے لا یحبنی الا مومن علیؑ کو مومن کے سوا دوست نہ رکھے گا۔

پس حدیثوں میں دوست کے معنوں میں یہ الفاظ مستعمل ہوئے ہیں اور قرآن مجید میں اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ المُحْسِنِیْنَ ولا یحب اللّٰہ وغیرہ موجود ہیں پھر خاص کیا وجہ ہے کہ اسی حدیث غدیر میں مولے کے معنے دوست کے لئے جاتے ہیں حالانکہ اس میں بھی احب من احبہ دوست کے لئے موجود ہے بھائیو کلام خدا کلام رسول اللہؐ دیکھو صدہا جگہ پر دوست کے معنوں میں یہی الفاظ ملیں گے۔ اگر مولے کے لفظ پر دوست کے معنے رسولؐ خدا کی حدیث سے کوئی ثابت کر دے بجز اس حدیث غدیر کے تو ہم ہارے۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ کہیں بھی ایسا لفظ نہیں ہے جو مولے کے معنے دوست پر صادق آویں۔ آخر حق پوشی و دین فروشی کی کچھ انتہا بھی ہے۔ جبکہ صدہا حدیثیں رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کی شان میں فرمائیں جن میں ان سے دوستی رکھنے کی تاکید ہے اور تمام فضائل و مناقب ان کے علیٰ رؤس الاشہاد بیان کر دئے تو اب اس حدیث دوستی کے فرمانے کی کیا ضرورت رہی ہاں یہ بات ہے کہ اس میں برخلاف اور حدیثوں کے مولے کا لفظ استعمال کیا تو ضرور کوئی وجہ خاص ہونی چاہئے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ حدیث شریف وفات سے دو ہی مہینے قبل کی ہے اور حجۃ الوداع کی مراجعت میں جس کے بعد نہ کوئی حج ہوا نہ کہیں کا سفر بلکہ آنحضرتؐ کا دو مہینے بعد انتقال ہی ہو گیا۔ آیہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ بھی نازل ہو چکا یعنی دین کا کمال اور نعمتوں کا

تمام ہونا - پس اب کیا باقی رہا صرف خلافت یعنی رسول خدا کی نیابت
اور قائم مقامی جسے خدا و رسول ہی کی جانب سے مقرر ہونا واجب بلکہ فرض عین
تھا - جو اہل سنت قاموس و منتخب وغیرہ کتب لغات کا حوالہ دیتے ہین کہ
مولے کے معنے مالک و غلام و دوست و ناصر وغیرہ ہین پس کیا ضرور ہے
کہ مالک ہی کے معنے لئے جاوین اور دوست وغیرہ کے نہین - ہم
کہتے ہین بیشک مالک و سرداری کے معنے سمجھنا چاہیئے اور ہین بھی یہی
کیونکہ آنحضرت نے فرمایا کہ جس کا مین مولے ہون اُس کا علی مولے ہے
پس ضرور ہے کہ اس حدیث مین جو مولے فرمایا ہے وہ سرداری سے مراد ہے -
دوست وغیرہ کوئی بھی موزون و مناسب حال نہین ہین - اہل سنت کی
لغات کا کیا اعتبار صدہا برس بعد بنائی گئی ہین جو معنے مناقض سرداری تھے
لکھ دیئے گئے ہان محاورہ عرب مولے غلام کو بھی کہتے ہین - مگر یہان غلام
سے مراد ہو ہی نہین سکتی کیونکہ ایسا سمجھنا خبط سراپا بے ربط ہے - پس
سردار اور مالک کے معنے مناسب حال ہین سو وہی لئے جاوینگے -

ہم دعوے کرتے ہین کہ جب رسول خدا نے صدہا حدیثون مین دوستی
کے لفظ کو احب - لا یحب - لا یحبہ من احبنی - احبک لا
بھی فرمایا ہے تو بجز اس حدیث غدیر کے مولے کا لفظ بھی دکھانا چاہیئے
جس کے معنے دوست کے لئے گئے ہون - جس کا یہ کلام ہے اُسی کے
قول کی نظیر چاہیئے - لغت کس جانور کا نام ہے - ہم کو مخبر صادق کا کلام معجز
نظام پر عمل چاہیئے جس سے صاف اور صریح مولے کے معنے مالک

اور سردار کے ظاہر ہوتے ہین اور بیشک و شبہہ یہی ہین۔

سوال ۔ آپ لکھتے ہین اس حدیث کو مورخین و اہل سیر نے اسطرح لکھا ہے کہ صحیح قصہ صرف اسقدر ہے کہ حضرت رسول خدا نے جب حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور آپنے قیام بمقام خم غدیر مین کہ یہہ موضع درمیان مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے واقع ہے کیا وہان بعض اشخاص نے ہمراہیان جناب امیر سے جو بسرگروہی جناب موصوف کے یمن پر ماسور ہوئے تھے شکایت جناب امیر کی حضور مین رحمۃ العالمین کے کی حضرت نے بنظر دور اندیشی کے اپنے دل مبارک مین خیال فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیان کرینگے تو انتظام اسلام مین یقیناً خلل واقع ہوگا اور بسبب پیش بینی کے حضرت نے یہہ بھی مصلحت سمجھا کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ متنبہ نہونگے اس لئے خیر خواہ عالم و برگزیدہ عالمیان نے خطبہ عام فرمایا تا کہ تمام حضار کو معلوم ہوجاوے کہ جو کوئی اپنے افسر کے نسبت ذرہ برابر بھی گستاخی کرے گا وہ مصداق حدیث موصوفہ بالا کا ٹھہرے گا۔

جواب ۔ واہ میان جوہر صاحب آپنے خوب ہی کہانی چرب زبانی سے سنائی بہت دل خوش ہوا۔ مگر جبکہ کسی راوی کا نہ نام ہے نہ کتاب کا حوالہ پھر کیونکر ایسی کہانیون پر لوگ اعتبار کرینگے ۔ مرد خدا کبھی تو سچ بولو لعنت اللہ علی الکاذبین۔

امام احمد عمرو بن شارش سے روایت کرتے ہین کہ مین حضرت علی کے

ساتھ یمن کیطرف گیا انھوں نے مجھ پر کوئی زیادتی کی بات کی جب مدینہ مین آیا تو علیؑ کی شکایت مسجد مین لوگوں سے کی اور اس شکایت کی خبر رسول اللہؐ کو پہونچی اس کے بعد مین ایک دن مسجد مین گیا اور رسول خداؐ مسجد مین اپنے یاروں کی جماعت کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ مجھے آپ گھورنے لگے اور فرمایا اے عمرو خدا کی قسم تو نے مجھے ایذا دی مین نے کہا اے رسول خداؐ مین آپ کے ایذا دینے سے خدا سے پناہ مانگتا ہوں فرمایا کیا تجھے معلوم نہین کہ جس نے علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی۔

امام احمد بن عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے ایک لشکر بھیجا اور اُس پر علیؑ ابن ابیطالب کو امیر بنایا اور وہ لشکر مین گئے پھر غنیمت کے مال مین سے انھوں نے ایک لونڈی لے لی لوگوں نے اُسے برا جانا اور چار صحابیوں نے آپس مین معاہدہ کیا کہ جب رسول خداؐ کے پاس جائینگے تو اس کی خبر کرینگے پھر جب وہ آپ کے پاس آئے تو اُن چاروں شخصوں مین سے پہلے نے کھڑے ہو کر کہا اے رسولؐ خدا دیکھئے علیؑ ابن ابیطالب نے ایسا ایسا کیا آنحضرتؐ نے اُس سے منھ پھیر لیا۔ پھر دوسرے نے کھڑے ہو کر اُسی طرح کہا آپ نے اُس سے بھی منھ پھیر لیا۔ تیسرا اور چوتھا کھڑا ہوا آپ نے اُن دونوں سے بھی اعراض کیا۔ پھر رسول خداؐ اُنکی طرف متوجہ ہوئے اور غصہ کے آثار آپ کے چہرہ مبارک مین پہچانے جاتے تھے پھر فرمانے لگے تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو اور یہہ کلمہ تین مرتبہ فرما کر کہا علیؑ مجھ سے ہے اور مین علیؑ سے اور علیؑ کے سوا کوئی میرا قرض ادا نہ کرے۔

کیوں میاں جوہر صاحب یہہ قصہ تو مدینہ طیبہ اور مسجد نبویؐ کا ہے آپ نے خم غدیر

مین کہان جا کھینچا ہے بیین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ دروغ گو را حافظہ نباشد
بس سنافقین نے انھین دو سو قعون پر حضرت علیؑ کی شکایت کی ہے حد شیعوں سے
یہی پایا جاتا ہے۔ اگر کسی سورخ متعصب نے مثل آپ کے کوئی جھوٹی روایت
لکھ دی ہو تو بمقابلہ حدیث کے سورخ کے قول کا اعتبار نہین ہوسکتا۔
آپ کا یہ قیاس صحیح ہوگا کہ بسبب پیش بینی کے حضرت نے یہ مصلحت سمجھا
کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ متنبہ نہ ہونگے اس لئے
خطبہ عام فرمایا۔ الحمد للہ کہ ان عام مین آپ کے خلفائے ثلثہ بھی شامل تھے
نہین تو جناب عمر خطاب نے حضرت علیؑ کو مبارکباد دے کر کہا کہ اے ابیطالب
کے بیٹے مبارک ہو کہ تم ہر صبح و شام ہر مومن مرد و ہر مومن عورت کے ہوئے ہو جس مین
جناب عائشہ صدیقہ و حفصہ بھی داخل ہونگی۔
سوال - آپ کہتے ہین اس کی مثال ایسی کہ کوئی تحصیلدار چند چپراسیون کے ساتھ
اپنے جمعدار کو تحصیل مال کے لئے بھیجے چپراسی کام مین غفلت کرین یا تحصیلدار سے جمعدار
کی جھوٹی شکایت کرین تو تحصیلدار کو ضرور ہے کہ اپنے ماتحت کے کل ملازمان کو جمع
کرکے عام حکم سنادے کہ اگر کوئی اپنے افسر کی اطاعت مین کمی کرے گا تو وہ
مجرم قرار پاوے گا۔ اس لئے کہ اہانت جمعدار عین اہانت تحصیلدار ہے
مگر مراتب فیمابین مین زمین آسمان کا فرق ہے اسی طرح سے مراتب رسولؐ خدا
اور حضرت مرتضےٰ مین بعد المشرقین کا فرق ہے۔
جواب - ہم کہتے ہین آپ یہہ رائے اپنی حکام بورڈ کے پاس بھیجئے وہ
قانون مال مین داخل کردینگے آپ کو کچھ انعام بھی ملجائے گا۔

آپ سُن چکے ہین کہ شکایت کرنے والون کو رسول خداؐ کے دربار عالی سے کیا سزا ملی اور شکایت بیجا کر کے موذی و مغضوب رسولؐ خدا بنے یہہ کسر البتہ باقی رہ گئی کہ منھہ پر دو چار جوتیان تڑا تڑ پڑجاتین۔

حضرت علیؑ کا شرف دوبالا ہو گیا یعنی علیؑ مجھ سے ہے اور مین علیؑ سے جس نے علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی قول مخبر صادق۔ پھر اب بھی مراتب مین بعد المشرقین رہا یا دو چار منزل اور قریب آگیا۔

اللہ اکبر آپ نے فرق مراتب اور بعد المشرقین کہنے کو یہہ مثال دی ہے۔ ورنہ اس سے کچھہ مناسبت ہی نہین۔ خاص کی شکایتون پر عام کو تکلیف دیجاوے اور ایک ایسا مجمع کیا جاوے جس مین بروایت اہل سنت ستر ہزار اور بروایت اہل حق ایک لاکھہ چند ہزار اور پھر بات وہی جو صد ہا مرتبہ لوگ سُن چکے تھے یعنی علیؑ کو دوست رکھنا مجھے دوست رکھنا ہے نہ خاص شکایت کا مذکور نہ اُن شاکیون پر کچھہ عتاب و خطاب معاذ اللہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا صاف بات کہنے اور مسلمانون پر عتاب کرنے سے ڈرتے تھے جسے تقیہ کہتے ہین۔ کیون ایسی لغو و پوچ باتین لکھہ کر اپنے مذہب کو ہنسواتے ہو خدا سے ڈرو اور رسولؐ خدا پر تو بیجا اتہام نہ کرو۔ مگر تم کو شرم کہان۔ دیکھو تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی جو تمہارے پیر و مرشد ہین لکھتے ہین۔ نقل کفر کفر نباشد۔ رسول اللہ کا مرتبہ خدا کے سامنے مثل ایک چمار کے ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

(شیوۂ کفر بھی ہے دعوئے اسلام بھی)

سوال۔ آپ لکھتے ہین کہ شیعہ جناب امیرؑ کو نفس رسولؐ سے مناسبت

نکلی دیتے ہین اُس کی تردید مُلّا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر خلاصۃ المنہج سے بخوبی ہوتی ہے آخر سورہ توبہ مین تفسیر آیہ کریمہ اَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بہ کی اس طرح پر لکھی ہے ایشان گروہے اند کہ درنمی یابند حق را و فہم نمی کنند از غایت نفاق در روح کفر و عناد در باطن ایشان و در ان تدبیر نمی کنند تا حق را در یابند - بعد از ذم اہل کفار و نفاق و وعید ایشان بہ عقاب بر سبیل عموم خطاب بجمیع بندگان می کند کہ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ترجمہ کاشانی بر تحقیق و یقین کہ آمد بہ شما اے کافہ مسلمانان فرستادہ بحکم خدا یعنی از جنس شما در بشریت تا بواسطہ جنسیت با او مخالطہ نمائید و بر وجہ سہولت افادہ و استفادہ در وجود گیرید -

یا آمد اے اہل عرب رسولے از شما متکلم بہ لغت شما یا از قبیلہ شما - اس عبارت سے ظاہر ہے کہ عام مسلمانون کو بسبب بشریت و ہم جنسیت کے رسول خدا سے مشابہت تھی اُس مین تخصیص جناب امیرؑ کی کیا باقی رہی -

جواب - ہم کہتے ہین تفسیر مین تین باتین ہین از جنس شما در بشریت - یا رسولے از شما متکلم بہ لغت شما - یا از قبیلہ شما - پھر تخصیص بشریت و ہم جنسیت کی کہان رہی اور بو فرضنا بشریت و جنسیت ہی ہی تو اس سے یہی ثابت ہوگا کہ جنس انسان سے ہم نے رسولؐ بھیجا تاکہ تم بھی انسان ہو اُس کے ساتھ مکالمت و مجالست و مخالطت کرو اور اُس کی باتین سنو - یعنی تم کو عذر نہ ہو کہ رسولؐ ہمارا غیر جنس تھا - اُس کی باتین ہم نہین سمجھ سکتے نہ اُس کے ساتھ ہماری مخالطت و مجالست ہو سکتی ہے اور کوئی بات اس تفسیر سے نہین نکلتی - حالانکہ سوائے از شما متکلم بہ لغت شما - و از قبیلہ شما بھی موجود ہے مگر چونکہ تم کو حضرت علیؑ کے

ساتھ صبر سچا گدو کاوش ہی جہان لفظ انفسکم دکھائی دیا تم ٹھونک کر موجود ہوگئے
کہ اس مین تخصیص جناب امیرؑ کی کہان ہے۔ اب ہم سے سنو جہان تخصیص ہے آیہ مباہلہ
مین انفسنا و انفسکم و ابناءنا و ابناءکم ونساءنا و نساءکم بولاؤ اپنے نفس کو اور
لڑکون کو اور عورتون کو جب مشرکون نے یہہ خواہش کی تو رسولؐ خدا حضرت علیؑ و فاطمہؑ
و حسنؑ و حسینؑ کو مباہلہ کرنے لے گئے پس ابناءکم مین حسنؑ و حسینؑ و نساءکم مین حضرت
فاطمہؑ و انفسکم مین حضرت علیؑ قرار دیئے گئے باقی تمام دنیا کے مسلمان رسولؐ
خدا کی ہمجنسیت سے خارج ہوگئے اور کسی کو دعوے نہ رہا کہ رسولؐ خدا کے ہمجنسیت کو
غبار راہ سے بھی مشابہت کرے پس اسطرح حضرت علیؑ کو رسولؐ خدا کے نفس سے
مناسبت کلی ہوگئی۔ کیون صاحب آپنے اس انفسکم کو قرآن مجید مین نہ دیکھا
اور تفسیر فریقین پر توجہ نہ کی جس سے بعد المشرقین کا حال ظاہر ہوجاتا مگر آپ تو عام پر فریفتہ
ہورہے ہین خاصان خدا و رسولؐ سے کیا غرض۔

سوال آپ کہتے ہین ملا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر سورۂ مائدہ پارہ لایحب اللہ مین مرقوم ہے
بسیار کہ مولے رسول بود یا چند نفر از عقب ایشان رفت۔ دیکھو بخوبی ثابت ہوگیا
کہ مولے بمعنی اولے نہین ہے بلکہ بمعنی غلام کے ہین۔

جواب۔ ہم کہتے ہین مولے بمعنی غلام صحیح و درست و بجا مگر حدیث من کنت
مولاہ سے اور غلام سے کیا مناسبت ہے اگر تم اس طرح معنے اس حدیث کے
فرض کرو کہ جو میرا غلام ہے وہ علی کا غلام ہے تو چونکہ کل مسلمان مرد و عورت
سبھی حضرت رسولؐ خدا کے غلامان غلام مین سے ہین ہم بھی تسلیم کرینگے کہ جیسا
کل امت رسولؐ خدا کے غلام ہوئے ویسا ہی حضرت علیؑ بھی ان غلامون کے

مولے ہوئے چلو جھگڑا طے ہوا۔ اگر یہ کہو کہ معاذ اللہ جس کے رسول خدا غلام ہین اُس کے حضرت علیؑ بھی غلام ہوئے تو صریح کفر ہوگا پھر آخر اس لفظ مولے بتصرف اولے کو کہان کس طرح کہا فرمانگے جس سے مخبر صادق کے قول کی پوری تصدیق ہو پس اب وہی سردار و مالک ہوئے یا بتصرف اولے کے معنے قبول کرنے پڑینگے جس سے تم کو مشرق سے مغرب تک گریز ہے مگر مجبوری ہے سنو اہل عرب نے غلام کو مولے اس وجہ سے کہا ہے کہ محض بےلبس و بیکس نہ مان نہ باپ نہ عزیز نہ آشنا بذریعہ خرید و فروخت قبضہ مین رہتا ہے ہر طرح پابند اور مقید پس اُس کے دل افزائی و خوش کرنے کو مولے کہدیا یعنی جو سردار و مالک کو کہا جاتا ہے وہی غلام کو بھی اور غلام و بندہ کا لفظ انسان کو کریہ بھی معلوم ہوتا ہے پس ایسے لقب سے مخاطب کیا جو ناگوار بھی نہ ہو اور اُس کی خوشی کا بھی باعث ہو ۔ ہندوستان ہی کے محاورہ پر خیال کرو کہ نائی و درزی وغیرہ کو بالعموم خلیفہ کہتے ہین پس کیا وہ آپکے ماننے ہوئے خلیفہ کی برابر ہو جائینگے یا خاکروب و بھٹیاروں کو عموماً مہتر و مہترانی کہتے ہین یا انگریزوں کے خدمتگاروں کو سردار کہتے ہین پس کیا یہ لوگ واقعی مہتر و سردار ہو گئے نہین بلکہ نائی درزی خاکروب بھٹیارہ کہنے سے اُن کو ایک طرح کی حقارت معلوم ہوتی ہے اسی لئے خلیفہ و مہتر وغیرہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہین جن سے وہ خوش رہتے ہین ۔ اور کام بھی اچھا کرتے ہین ۔

سوال ۔ آپ کہتے ہین اگر اس پر بھی قدح کیجائے تو مولے بمعنی اولی نہین بلکہ اولے ترین سہی مگر شیعہ صرف اس بات کو حدیث موصوفہ سے ثابت کردین کہ حدیث مین کونسا لفظ ایسا ہے جس سے جناب امیرؑ خلیفہ

بلافصل سمجھے جاتے ہین

جواب - ہم کہتے ہین تم بالکل بچون کی سی باتین کرتے ہو فعلیؓ مولاہ کا لفظ
خلافت بلافصل جناب امیر ثابت کر رہا ہے یا اس مین بھی مثل حدیث تشبیہ ہارونی کچھ
استفسار ہے - صرف دو لفظ ہین من کنت مولاہ فعلیؓ مولاہ کا پس ان سے
زیادہ اتصال اور ہمجنسیت بلافصل مین کیا چاہتے ہو - تم کہوگے ابوبکر کی امامت نماز
مرض الموت جس سے ڈہائی تین سال کا فصل سمجھا جاتا ہے مگر آپ دیکھ چکے کہ اس امامت
کے ایسے دہوئین بکھرے کہ نہ زمین کے رہے نہ آسمان کے - بعد ازان ثانی وثالث
کی خلافت کا فصل جو بتیس اکیس ۲۱ سال ہوا جسے استخلاف وشورہ پر حمل کروگے جسکا اس
حدیث مین ذکر ہی نہین پس یہی ماننا پڑے گا کہ جو امر اس حدیث مقدس کے منافی و خلاف
ہے وہ مردود ومطرود عند اللہ و عند الرسول - کیون صاحب من کنت مولاہ
فابوبکر مولاہ فعمر مولاہ فعثمان مولاہ فعلی مولاہ یہہ فصل تو پسند
کروگے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک
من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین

اس آیہ کریمہ کے اوصاف اور
سیدہی لفظی معنے یہہ ہین کہ اے رسول پہونچا اُسے جو نازل کیا گیا ہے تیرے رب کیطرف
سے اور اگر نہ پہونچایا تونے تو تبلیغ رسالت نہ کی اور اللہ نگاہ رکھے گا تجھے شر مردمان سے
تحقیق اللہ نہین راہ دیتا کافرون کو - پس اس آیہ کریمہ کے الفاظ مختصر جن کے معنے اور

مطالب صاف طور پر آفتاب عالمتاب کی طرح چمک رہے ہیں یعنی اللہ جل شانہ نے اپنے رسول مقبولؐ کی طرف خطاب کر کے ارشاد کیا ہے کہ جو حکم تم کو دیا گیا ہے اُسے اپنی اُمت کو پہونچا دو اگر تم نے وہ حکم نہ پہونچایا گویا رسالت ہی ادا نہ کی۔ اللہ تم کو آدمیوں کے شر سے محفوظ رکھے گا کیونکہ تحقیق اللہ کافرون کو راہ نہیں دیتا یعنی اُن کی مجال نہیں کہ دخل در معقولات کریں۔ میاں جوہر صاحب نے بلّغ ما انزل الیک من ربک سے مراد احکام شرعیہ مثل صوم و صلوٰۃ حج و زکاۃ لیا ہے اور تفسیر کاشانی کا حوالہ دیا کہ اُس میں (احکام شرعیہ) لکھا ہے حالانکہ تفسیر میں احکام شرعیہ کا لفظ ضرور ہے مگر صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ جوہر صاحب کی رائے ہے نہ کاشانی کی کیونکہ کاشانی نے اس آیہ کریمہ کا خم غدیر میں نازل ہونا اور حضرت علیؑ کا خلافت پر منصوب ہونا بھی تفسیر میں لکھا ہے پس ظاہر ہو گیا کہ کاشانی نے احکام شرعیہ میں خلافت کو جزو اعظم قرار دیا ہے جیسا اہل حق اصول دین میں امامت کو رکن اعظم سمجھتے ہیں اور واقعی ہے بھی ہی۔

آب اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایقان حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ و اس آیہ کریمہ کے معنے و مطالب و مضامین پر غور کریں اور جیسا خدا و رسول نے اس آیت سراپا خیر و برکت و حدیث من کنت مولاہ سے خلافت کی بابتہ فیصلہ ناطق صادر فرما دیا ہے ویسا ہی وہ بھی بمصداق اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول حق بحقدار پہونچائیں۔ ناحق تاویلیں بیجا توجیہیں جو لوگ کر رہے ہیں تھوڑی توجہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ حق پرست کون ہے اور باطل پرست کون۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ یہہ آیہ کریمہ کب نازل ہوا اور اس کی شان نزول کیا ہی فریقین کی تفسیرین روایتین دیکھی جاتی ہین تو ان سے صاف طور پر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ حجۃ الوداع کے زمانہ مین یہہ آیت نازل ہوئی جو قریب وفات زمانہ رسول خدا کا تھا - اہل سنت کہتے ہین کہ مین حج کے ایام مین اس کا نزول ہوا شیعہ کہتے ہین خم غدیر مین وقت مراجعت حجۃ الوداع سے پس ظاہر ہوا کہ اس آیہ کا نزول غلبہ اسلام مین ہوا اور اس بات پر بھی سب کو اتفاق ہے کہ جو احکام شریعت خدا کی جانب سے رسول اللہ کو وقتاً فوقتاً پہونچتے رہے وہ بجنسہ اور بعینہ بلا تامل و توقف آنحضرت امت کو پہونچاتے رہے کسی حال مین آنحضرت نے تبلیغ رسالت مین توقف ہی نہین کیا کیونکہ رسالت آپ کی احکام رسانی خدا پر منحصر تھی حالانکہ شروع بعثت مین کفار قریش نے اللہ اکبر کیسی کیسی ایذائین اور تکلیفین آپ کو دین اور ہر وقت آپ کا جسم و جان خطرہ مین رہتا مگر ان شدائد و تکالیف پر بھی آپ تبلیغ رسالت سے باز نہ رہے اور جو حکم خدا کی طرف سے ملا فوراً بلا تامل پہونچا دیا اگر ہم مثل جوہر صاحب کے صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ احکام شریعت کو اس آیہ سے مناسبت دین تو لعبد المشرقین کے مصداق بنجائینگے کیونکہ قبل نزول اس آیہ کریمہ کے یہہ سب کچھ ہوتا تھا لوگ نماز بھی پڑھتے روزہ بھی رکھتے زکوٰۃ بھی دیتے حج بھی کرتے تھے اور بھی اوامر و نواہی داخل شریعت ہو چکے تھے چنانچہ ان باتون کے لئے متعدد آیتین قرآن مین موجود ہین - ان احکام شریعت اور اس آیہ کریمہ سے کچھ لگاؤ ہی نہین پایا جاتا - وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اگر نہ پہونچایا تو گویا تبلیغ رسالت نہ کی - تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ کوئی حکم رسول خدا کو جانب خدا پہونچا آپ نے مصلحتاً کچھ تامل فرمایا تھا

خداوند جل و علیٰ کیجانب سے یہہ خطاب ہوا۔ دوسرے واللہ یعصمک من الناس
اللہ نگاہ رکھے تجھے شر مردمان سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کو
اس حکم کے پہونچانے مین شریرون کی شرارت کا بھی اندیشہ تھا تب ہی تو
خدائے پاک نے حفاظت و نگہبانی کا وعدہ فرمایا۔ پھر صاف فرمادیا۔
ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین تحقیق اللہ نہین راہ دیتا کافرون کو۔ یعنی اس
حکم کے پہونچانے مین کافرون کو کچھہ دخل نہین۔ مصلحتاً تامل فرمانے پر
آپ کہینگے کہ جبکہ آنحضرتؐ نے احکام خدا کے پہونچانے مین کبھی تامل ہی نہین
کیا تو یہہ تامل کیسا۔ یہہ تامل ایسا ہے کہ یہہ حکم ایک خاص امر کے واسطے تھا۔
اور حضرت جبرئیل کی زبانی روزہ نماز وغیرہ کے لئے نہ تھا کہ تامل کرنے سے قضا
و کفارہ لازم آوے گا۔ پس آنحضرتؐ کو یہی مصلحت انسب و احسن نظر آئی کہ اگر کچھہ
وقفہ ہوا تو کچھہ حرج نہین اور یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ خاص حکم خداوندی ایسا نازل
ہو کہ داخل کلام اللہ سمجھا جاوے پس اس تامل مین کچھہ مضائقہ نہین۔ ہان جب یہہ
آیۂ کریمہ نازل ہوا فی الفور آپ نے تعمیل کی جس کی تفصیل یہہ ہے کہ جب حجۃ الوداع
سے آنحضرتؐ نے معہ کل ہمراہیان رکاب فیض انتساب مراجعت فرمائی تو حضرت
جبرئیل وکیل رب جلیل خدا کا تحفہ درود و سلام لیکر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض
کی کہ خدائے عز شانہ فرماتا ہے کہ اب زمانہ وصال قریب ہے آپ اپنے نفس اور
بھائی علیؑ کو بہ نفس نفیس وصی و خلیفہ و جانشین فرمائین اور کل اُمّت کو حاضر و
غائب آگاہ کردین کہ بعد میرے میرا بھائی علیؑ ابن ابی طالب میرا خلیفہ و جانشین
ہے یعنی جیسا مین کل اُمّت کا سوائے بہ تصرف اولےٰ ہون اُسی طرح

بعد میرے علیؑ کل اُمّتِ محمدیؐ کا چہ مرد چہ عورت مولےٰ یہ تصرف اولےٰ ہی۔
چونکہ یہ حکم فوری نہ تھا کہ اُسی وقت تعمیل کیجاتی نہ کسی آیہ کا نزول تھا پس آپنے توقف کیا کہ کسی وقت خاص پر اِس کا اعلان کر دیا جاوے گا اور یہ بھی خیال مبارک مین آیا کہ علیؑ ابن ابی طالب کی جانب سے یارون کے دل صاف نہین منافقین صحابہ حاضر و غائب اُن کے شاکی رہتے ہین اور ایک جماعت کثیر اصحاب اُن کے مراتب و مدارج پر حسد و بغض رکھتے ہین (جس کا علم خدا و رسوؐل ہی کو تھا) (منافقین کا حال دیکھو حدیث نمبر ۴ و حدیث شاکیان لشکر یمن) پس کیا عجب کہ شکّکین و حسّاد یہ سمجھین کہ اپنے بھائی کو ہم پر امیر بناتے ہین اور اپنی طرف سے منصب خلافت و امامت دیتے ہین عجب نہین کہ کچھ شرارت کرین کیون کہ فقرہ واللہ یعصمک من الناس خدا نگاہ رکھے گا شر مردمان سے) اِسی پر دلالت کرتا ہے کہ رسولؐ خدا کو شر مردمان کا ضرور خیال تھا) اب یہہ امر کہ ایک جگہہ من الناس فرمایا دوسری جگہہ کافرین پس ظاہر ہوتا ہی کہ من الناس سے کل ہم ایسا ن مراد ہین اُن مین سے جو لوگ خدا و رسولؐ کے حکم کو نہ مانین کان من الکافرین آب آنحضرتؐ منزل بہ منزل سمت مدینہ طیبہ تشریف لے چلے ـ جب غدیر خم پر مقام ہوا تو یہان سے کئی راستے اطراف و جوانب کو نکلے تھے پس اِس مصلحت سے کہ مجمع منتشر نہ ہوا اور سب کے سب اِس حکم ربّانی کو کانون سے سن لین اور علیؑ ابن ابی طالب کو آنکھون سے دیکھ لین یہہ آیہ وافی ہدایہ نازل ہوا کہ اے میرے رسولؐ پہونچا اُس حکم کو جو تیرے پاس زبانی جبرئیلؑ کے پہونچا ہے اگر تو نے وہ حکم نہ پہونچایا تو گویا تبلیغ رسالت

نہ کی اللہ شر دمان سے تجھے محفوظ رکھے گا۔ کافرون کو دخل در معقولات کرنے کی صورت مین وہی سزا کفر کی۔

پس اب توقف و تامل کیسا — حی علی خیر العمل کی صدائین بلند ہوئین۔ آن واحد مین بروایتے ستر ہزار و بروایتے ایک لاکھ چند ہزار کا مجمع ہو گیا تبلیغ رسالت کے لئے ممبر کا ہونا ضرور تھا۔ اونٹون کے کجاوے ایک دوسرے پر رکھکر بلند ممبر نصب کیا گیا جناب سرور انبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ اُس پر رونق افروز ہوئے۔ بعد خطبۂ حمد و ذکر اکرام و انعام خدا آیہ یا ایھا الرسول کی تلاوت فرمائی اور حضرت علیؑ ابن ابی طالب غالب کل غالب کا ہاتھ تھام کر بلند کیا تاکہ سب حاضرین مجمع دیکھ لین کہ یہ بعد رسولؐ خدا ہمارے سولے بتصرف اولے ہین۔ دیکھو حدیث غدیر بسند درجہ رسالہ ہذا) اخذ بید علیؑ بعدہ آنحضرتؐ نے کل حاضرین سے مکرر وعدہ کر کے عہد لیا فقال الستم تعلمون انی اولے با المومنین من انفسہم قالو ابلے۔ قال الستم تعلمون انی اولے بکل مومن من نفسہ قالوا بلے کیا مین تمہاری جانون سے اولیٰ یعنی بہتر و برتر نہین ہون۔ کیا مین کل مومنین کی جانون سے اولے نہین ہون۔ حاضرین نے جواب دیا بیشک آپ ہماری جانون سے عزیز تر ہین یہ اس قسم کا عہد ہے جس سے بڑھ کر ممکن ہی نہین یعنی جان سے کوئی چیز عزیز نہین مگر آنحضرت نے اُس جان سے بھی اپنے کو اولے یعنی بہتر و برتر فرمایا اور کل حاضرین نے قبول کر کے کہا بیشک آپ ہماری جانون سے بہتر و برتر و عزیز تر ہین۔ آنحضرتؐ کا مقصد ایسے عہد لینے سے

یہ تھا کہ جبکہ اپنی جانون سے مجھے عزیز تر قبول کر لین گے پھر تو میرے
قول و فعل کو راست سمجھینگے اور انحراف نہ کرینگے۔ پس فرمایا من
کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ
اللھم فانصر من نصرہ واخذل من خذلہ واحب
من احبہ والبغض من البغضہ جنکا مین مولی ہون
یعنی جنکی جانون تک پر بھی مین اولی بتصرف ہون فعلیؑ مولاہ انکا
علیؑ بھی مولی بتصرف اولی ہے۔ خداوندا علیؑ کے دوست کو دوست
اور علیؑ کے دشمن کو دشمن رکھ اور جو علیؑ کی نصرت کرے اس کی تو
نصرت کر اور جو علیؑ کو مخذول کرنا چاہے تو اسے مخذول کر اور جو علیؑ کا دوست
ہو اس کے ساتھ تو بھی دوستی کر اور اس کے دشمن کے ساتھ
دشمنی۔

فلقیہ عمر بعد ذالک فقال ھنیئا یا ابن ابی طالب
اصبحت وامسیت مولی کل مومن ومومنۃ پس ملاقات کی عمر نے اور کہا
مبارک ہو لے علیؑ ابن ابی طالب کہ تم ہر صبح و شام کل مرد مومن اور
کل عورت مومنہ کے مولی ہو۔ ہم نے اصلی معنے جو حدیث کے
ہین لکھے ہین۔ اہل سنت بیجا ہیر پھیر معنون کے کرتے ہین مگر کچھ بن ہی
نہین پڑتی۔ اب جوہر صاحب بقول خود احکام شرعیہ صوم و صلوٰۃ حج و
زکوٰۃ وغیرہ سے اس آیت کو مناسبت دیدین اور بتلائین کہ کن احکام
شرعیہ کے پہونچانے مین رسولؐ خدا نے تامل کیا جس پر وان لم تفعل فما بلغت

رسالتہ کا فقرہ موزون و مناسبت کلّی رکھتا ہو جیسا ہم نے ثابت کیا ہے۔

اللہ عل جلالہ وعم نوالہ اگر اس کی نظیر اسلام کیا تمام عالم کی تاریخ مین دکھادو کہ کبھی کسی کی خلافت امامت وصایت کی بابتہ یہہ اہتمام یہہ انتظام یہہ عہد و پیمان یہہ خدا کا آیہ یہہ حدیث یہہ دستگیری وہمبائگی یہہ موسلے واوسلے کی الفاظ یہہ دعا رسول خدا کی یہہ عمر خطاب کی مبارکباد کبھی کانون نے بھی سنا ہے انکھ تو مثل دیدار خدا دیکھہ ہی نہین سکتی اب آیہ یا ایھا الرسول وحدیث غدیر سے مناسبت کلّی ہوگئی یا کچھہ کسر باقی رہ گئی ۔ شپرہ چشم کو اگر دن مین نہ دکھائی دے تو چشمہ آفتاب کا کیا گناہ ہے ۔ اگر تم کہو مفسرون نے باہم اختلاف کیا ہے کوئی کچھہ لکھتا ہے کوئی کچھہ لکھینگے اپنی اپنی رائے مفسر کا قول آیہ وحدیث تو ہے نہین کہ خواہ نخواہ مانا ہی جاوے ہم کو بھی اللہ نے عقل عطا کی ہے ہم ایسے مختصر الفاظ کے صاف وسیدے معنے چھوڑ کر کیون اختلاف مین پڑین اور تاویلون کے مقلد ہون ۔ یہہ آیہ محکمات مین سے ہے متشابہات مین نہین کہ ادہر ادہر بھٹکتے پھرین ۔

سوال ۔ آپ کہتے ہین خدا تعالے نے آیہ موصوفہ مین وَاِن لَّم تفعل فرمایا یعنی اپنی ذات سے انجام دے (احکام شرعیہ ہون یا کچھہ بھی) اگر آیہ کریمہ کو کچھہ بھی مناسبت بلافصل جناب امیر سے ہوتی تو خدائے تعالے بجاے وَاِن لَّم تفعل کے وَاِن لَّم تبلغ فرمایا ۔ اس سے معلوم ہوا آیہ موصوفہ کو خلافت سے کوئی تعلق نہین ۔

جواب - ہم کہتے ہیں بیشک وان لم تفعل فرمانا درست و بجا ہے یعنی اپنی ذات خاص سے اس کام کو انجام کر اگر ایسا نہ کرے گا تو گویا تو نے تعمیل رسالت نکی - دیکھو آنحضرتؐ نے اسی ارشاد خداوندی پر عمل کر کے بہ نفس نفیس خود ہی جناب امیرؑ کو خلیفہ مقرر کیا تھا و ان لم تبلغ کی ضرورت نہ تھی تم کلام اللہ میں اصلاحین کیا کرو جیسا تمہارے سلف نے کیا ہے -

سوال آپ کہتے ہیں دوسری روایت میں مفسر نے یوں لکھا ہے کہ عیاشی از جابر بن عبد اللہ نقل کردہ کہ حضرت رسولؐ مامور شدہ بہ نصب امیر المومنین - ترسید کہ اگر مردمان را بہ آن خبر دہند گویند پاپسر عم خود محابا میکند و از نزد خود منصب ولایت سیدہ و او را طعن کنند - خداوند این آیہ فرستاد در غدیر خم و حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت و این خبر بخاص و عام رسانید -

اگرچہ روایت جابر میں بھی صرف یہی دعوے ہے کہ حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت - نہ یہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت - جب بقول جابر جناب امیرؑ کی خلافت بلا فصل ثابت نہ ہوئی تو فقط خلافت فی وقت من الاوقات پر اسقدر اصرار و تکرار کیوں ہے اس کا تو اہل سنت کو بھی بدل و جان اقرار ہے -

جواب ہم کہتے ہیں اہل انصاف جوہر صاحب کی اس نادانی و کم فہمی و کجبحثی کو خود ہی خیال کر لیں اس کا کیا جواب ہے کہ خلیفہ خود ساخت نہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت کیوں صاحب جابر کی روایت سے یہ پایا جاتا ہے کہ بعد ابوبکر عمر عثمان فی وقت من الاوقات خلیفہ خود ساخت ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملّا کار طفلان خراب خواہد شد

سوال ۔ آپ کہتے ہین اگر کلام ہے تو صرف اولے بتصرف پر ہے سو یہ گمان بھی شیعون کا غلط ہے کیونکہ یہہ سب کلمے ایک ہی مصدر سے مشتق ہوئے ہین پھر تصرف کیسا اگر تصرف ہوتا تو بجائے اولے بنات کے مولے بنات بولا جاتا چونکہ یہہ تصرف بالاجماع باطل ہے لہٰذا مولے بہ تصرف اولے بھی باطل ہے ۔ دیکھو جب جابر کی روایت سے خلافت بلافصل جناب امیرؑ کی ثابت نہ ہوئی تو آیہ یا ایھا الرسول بھی جناب کی شان مین بلافصل راست نہین آئی بلکہ چند آیہ کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے ۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین یہہ اعتراض تمہارا رسولؐ خدا پر ہے کہ بجائے اولے بنات مولے بنات بولا جاتا وہان کلام اللہ مین اصلاح کی یہان حدیث نبوی مین تینون کلمے ایک مصدر سے مشتق ہون یا ہزار سے تم صرف و نحو اسی پر ختم کر دو اور تمام علم مصدر و مشتق نکالو رسولؐ خدا نے خدا کے حکم سے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ و جانشین مطلق کیا ۔

جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی مقبولہ اہل سنت نے شہادت علیؑ دی کہ خلیفہ خود ساختہ ۔ اب فصل چھبیس سالہ چہ معنی ہان اگر ابوبکر عمر عثمان کی نسبت بھی ایسی کوئی حدیث ملے تو کہا جا سکتا تھا کہ خیر چار کی بابت جب ایک ہی قسم کی حدیثین موجود ہین تو مقدم و موخر پر کچھ خیال نہ کرنا چاہئے آپ نے نعمت خان عالی کی یہہ رباعی سنی ہے رباعی

اصحاب نبیؐ کہ چار یار اند | چون چار کتاب در شمار اند
در رتبہ شان نہ شک نہ ریبے | زان چار یکے نداشت عیبے

یہہ تو تمہارے مطلب کی ہے آیندہ فی وقت من الاوقات کام مین لانا۔

سوال ۔ جوہر صاحب نے اسرار الہدے صفحہ نمبر اکسٹھہ ۶۱ مین لکھا ہے کہ اگر اہل بغض کا اطمینان آیات بینات سے نہو اور یہی کہے جاوین کہ اہلسنت جب تک کوئی حدیث بفصل بلافصل خلافت حضرت صدیق برحق نہ دکھا ئینگے شیعہ کتاب عثمانی کی کسی آیت کو نہ مانینگے اور اُس مین بھی یہہ تفصیل ہو کہ خلافت یکے بادیگرے ہو تو بسم اللہ اس قسم کی بھی صحیح حدیثیں لیجیئے ۔ وہ حدیث پاک یہہ ہے۔

ترجمہ ۔ بخاری مین بلّی کے باپ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تھا کہ مین نے اپنے تئین دیکھا ایک کنوئین پر کہ اُس پر ایک ڈول پڑا ہے سو مین نے اُس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا پھر اُس کو ابن قحافہ نے لے لیا سو اُس سے ایک یا دو ڈول نکالے اُس کے کھینچنے مین کچھہ سستی و آہستگی تھی اور خدا اُس کو معاف کرے گا پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا پھر اُس کو ابن خطاب نے لیا سو مین نے تو آدمیون سے ایسا عجیب وغریب بڑا زور آور کسی کو نہین دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہانتک اُس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگون نے اپنے اونٹون کو پانی سے آسودہ کر کے اُن کے ٹھکانون پر بٹھا دیا۔

ف رسولؐ خدا نے یہہ تعبیر فرمائی کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہونگے وہ ایک یا دو ڈول آہستگی سے نکالینگے بعدہٗ عمر جنکی خلافت مین اسلام کو خوب ترقی ہوئی ۔ اور بہت سی باتین اُن کے فتوحات کی لکھی ہین جنکو ہم نے بوجہ طوالت ترک کیا۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین تعبیر رسولؐ خدا حدیث مین نہین ہے آپ کا جوڑ پیوند ہے۔

اگر یہہ رویائے صادقہ جو رسولؐ کو ہوتا ہے سمجھا جاوے تو پھر خلافتِ عثمان کا استثنا رہجنہ کنوئیں پر موجود تھے اور نہ کوئی ڈول پانی کا کھینچا حضرت علیؓ تو کنوئیں پر کیون ہوتے کیونکہ ابوہریرہ سے یہہ خواب آنحضرتؐ نے بیان کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا ہی حدیث ترتیب خلافت کی لکھی ہے۔ ہان پھر کیا ہوا بس آنکھ کھل گئی اور کچھ نہ تھا معلوم نہیں ہوتا تھم کس خواب خرگوش مین پڑے سوکر آنکھ ہی نہیں کھلتی رویائے صادقہ رسولون کے ایسے ہوا کرتے ہین کہ ابتدا کی خبر نہ نکلی۔ یہہ حدیث مصنوعی ہے اور رسولِؐ خدا پر تہمت۔ ابوہریرہ کو عثمان سے بھی کاوش تھی اُن سے صرف آدھا ہی ڈول کھنچوادیا ہوتا اور حضرت علیؓ کو ان لوگون کے ساتھ ہی بیان کیا ہوتا تاکہ ترتیب پوری رہتی۔ لَاحَولَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللہ جب بیداری کی حدیثون سے خلافت کی بنیاد اُکھڑ گئی تو یہہ حدیثِ خواب کیا مفید ہوگی۔

چلیئے خلافت کی حدیثون کا خاتمہ ہوگیا۔ اب آپ آیات قرآنی پیش کرتے ہین بقول شخصے ؎

تو کارِ زمین را نکو ساختی   کہ بر آسمان نیز پردا ختی

چونکہ خلافت جمہور اہلِ سنّت آپ نے خلافت ابوبکر کو نص حدیث نبویؐ سے قرار دیا ہے جو ایک نئی بات ہے اس لیئے ہم آپ سے مخاطب ہوئے ہین ورنہ آپ کی بے سر و پا کہانیان لن ترانیان فضول گوئیان کج بحثیان اس قابل نہین ہین کہ کوئی عاقل ایسی مجنونانہ بڑ و مجذوبانہ لفاظیون پر توجہ کرے جبکہ آپ کو ابھی معلوم ہی نہین کہ اہل سنّت کا اتفاق اجماع و شورہ پر ہے اور خلافت کی اصل اجماع ہی سے قرار دیتے ہین منجانب خدا اور رسولؐ ہونا ضرور نہین سمجھتے نصب خلافت

نہ خدا پر فرض نہ رسول پر واجب مسلمان لوگ جسے چاہیں انتخاب کرلیں وہی سردار ہوگا ۔ نیک و بد کی شناخت و تمیز کی ضرورت نہیں جیسا آپ نے صفحہ ستائیس ۲۷ اسرار الہدے میں جناب امیر کا قول فصیل سے فی نہج البلاغت ۔ دربارۂ اثبات شورہ و اجماع درج کیا ہے ۔ ترجمہ چارہ نہیں ہے آدمیوں کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد (عربی میں برّ او فاجر ہے) کہ عمل کرے اُس کی حکومت میں مومن اور بہرہ پاوے اُس میں کافر اور پہونچ جاوے اُس حکومت میں تا زیست اور یا مون ہوں اُس حکومت میں راہیں اور پکڑا جاوے واسطے ضعیف کے حق قوی سے یا آرام پاوے نیک بخت بد بخت سے اور راحت پائی جاوے دور کرنے بدبختی سے بلفظہ ۔ پھر کیوں نص حدیث و قرآن پر جان دیئے دیتے ہو ۔ ناظرین ذرہ اس قول مرتضوی پر خیال کریں جو شورہ کے استحکام کی غرض سے پیش کیا گیا ہے کہ مرد فاجر بھی امیر مسلمانوں کا ہوسکتا ہے فاجر کے معنی لغت میں تلاش کرو تو ملجا ئینگے مگر بد کے معنے بھی جو تم نے ترجمہ کیا ہے بُرے نہیں ہیں ۔ اس قول مرتضوی کو چار پانچ سطر اوپر ایک اور قول جناب امیر کا اسی صفحہ میں درج ہے ۔ ترجمہ جناب امیر نے فرمایا کہ وہ شخص بالتحقیق امام شورے ہے اور اُس کی بیعت مہاجرین اور انصار نے کی جیسے بیعت کی خلفا نے ۔ فی نہج البلاغت یہ اقوال جناب امیر ثبوت خلافت ابوبکر و اثبات شورہ میں جو سر صاحب نے پیش کیئے ہیں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جیسا جناب امیر نے امام شورے ہونا فرمایا ہے بہت صحیح و درست ہے اور مہاجرین و انصار کا بیعت کرنا بھی بجا ہے بیعت خلفا میں عمر نے بیشک سب سے پہلے سبقت کی پھر عثمان نے بھی کی ہوگی یہ سبقت بیعت سے

مراد ہے مگر استغفر اللہ کہ جناب امیرؑ نے بیعت کی ہو۔

تم نے صفحہ اٹھائیس ۲۸ اسرار الہدے میں بروایت مصنف روضۃ الصفا صفحہ ایکسو نوّے ۱۹۰ کا حوالہ دے کر بیعت جناب امیرؑ جو تسلیم کی ہے وہ محض غلط ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ تم کو کتب حدیث پر بالکل عبور نہیں ہے اسی لیئے اپنی تصنیف میں ہر جگہ روضۃ الصفا کا حوالہ دیتے ہو کیونکہ وہ ایک سنی متعصب کی تاریخ ہے جسے تم نے براہ تعصب شیعہ قرار دیا ہے اور اپنے مطلب کی کہانیاں و بے سر و پا افسانے اُسمیں دیکھ کر دیتے اُچھلتے ہو کہ یہ شیعہ کی کتاب ہے۔ جاہل سے شیعہ بھی تو ایسی لغو حکایتیں نہ لکھے گا جیسا مصنف روضۃ الصفا۔ پس حق پسند فوراً ہی شناخت کر لیں گے کہ اخوند شاہ متعصب سنی تھا یا شیعہ۔ ہمیں چوگان ہمیں میدان ہمیں گوے۔

روایت روضۃ الصفا و ھو ھذا۔ بعضے گفتہ اند کہ بعد از چہل روز بیعت کرد و جمعے بر آنند کہ بعد از وفات فاطمہ زہراؑ او فرقہ بعد از شش ماہ گفتہ اند و در تاریخ مستند مذکور است کہ چون علیؑ استماع نمود کہ مسلمانان بر بیعت ابوبکر اتفاق نمودند بہ تعجیل از خانہ بیرون آمد چنانچہ ہیچ در بر نداشت بغیر از پیراہن نہ ازار نہ ردا ہمچنان نزد صدیق رفتہ با او بیعت نمود بعد از ان کس فرستاد تا جامہ بہ مسجد آوردند بلفظہ۔

حدیث بخاری میں عروہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراؑ رسولؐ اللہ کی صاحبزادی نے کسی شخص کو ابوبکر کے پاس بھیج کر رسولؐ اللہ کے مال میں سے جو اللہ صاحب نے فدک اور مدینہ میں بدون جنگ کے رسولؐ اللہ کے واسطے ارزانی فرمایا تھا اور جو خیبر کے خمس میں آپ کا مال باقی رہا تھا میراث کہ دینا چاہیئے ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں جو

مال ہم نے چھوڑا صدقہ ہے ۔ یعنی وقف ۔ ہان اس مال مین سے آل محمد کا کفاف جاری رہیگا ۔ بخدا مین رسول اللہ کا صدقہ اسی حال پر رہنے دونگا جسطرح آپکے زمانہ مین تھا ۔ ذرہ بھر تغیر نہ کرونگا غرضکہ ابوبکر نے انکار کیا اور فاطمہ زہرا کو اس مال مین سے کچھ نہ دیا ۔ حضرت فاطمہ کو ابوبکر پر اس درجہ غصہ آیا کہ گو کامل چھ مہینے بعد رسول کے زندہ رہین مگر نہ ابوبکر سے مال کی بابتہ کلام کیا نہ ان سے ملین پس جب حضرت کا انتقال ہوا تو ان کو حضرت علی نے بدون اطلاع ابوبکر کے دفن کر دیا اور خود ہی نماز پڑھی ۔ حضرت فاطمہ کے انتقال کے بعد لوگون کا آپسے روکنا اور انکار کرنا اچھا نہ معلوم ہوا ۔ ابوبکر سے مصالحت اور بیعت کی جستجو کی کیونکہ بیعت کے وقت تو آپ موجود تھے نہ ان ایام مین حضرت فاطمہ کے اشتغال سے آپ کو فرصت ہوئی پس آپنے ابوبکر کو بلوایا اور کہلا بھیجا کہ آپکے ساتھ دوسرا شخص نہ آوے کیونکہ آپ کو خوف تھا کہ اگر عمر تشریف لائینگے تو عتاب زیادہ کرینگے اسی وجہ سے عمر کے حضور کو مکروہ جانتے تھے یہان حضرت عمر نے فرمایا ای ابوبکر بخدا آپ وہان تنہا نجاوین ابوبکر نے کہا کیا تمھین گمان ہے کہ وہ میرے ساتھ کچھ برائی کرینگے بخدا مین اکیلا ہی جاؤنگا پس ابوبکر علی کے پاس آئے ۔ آپنے خطبہ پڑھکر فرمایا ہم آپ کی فضیلت کے قائل ہین ۔ اور بغض وحسد ہم مین نہین ہے ۔ مگر چونکہ ہم قرابت رسول اللہ کی وجہ سے مشورہ خلافت مین شریک ہونے کے مستحق تھے اور آپنے ہمین علحدہ کر دیا اس سے خیال تھا یہ سنکر ابوبکر کی آنکھین بہہ نکلین اور فرمایا خدا کی قسم اپنے اقربا کے صلہ رحمی سے زیادہ رسول اللہ کے اہل قرابت مجھے محبوب ہین ہان مجھ مین اور تم مین تنازع واختلاف اموال مین ہوا سو مین کبھی بھلائی مین تقصیر نہ کرونگا اور جو

رسول اللہ کو کرتے دیکھا ہے وہی کرونگا اور ترک نکرونگا حضرت علی نے ابوبکر سے کہا بیعت کا وعدہ کل زوال کے بعد ہے۔ حضرت ابوبکر چلے گئے اور ظہر کی نماز کے بعد منبر پر چڑھ کر خطبہ فرمایا۔ اور کچھ حضرت علی کا تذکرہ آپ کا بیعت سے تخلف اور وہ عذر جو ابوبکر سے کیا تھا سب بیان کیا پھر حضرت علی نے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور حضرت ابوبکر کی بڑائی اور استحقاق بیان کرکے فرمایا جو تخلف بیعت ہوا ہے حسد کی راہ سے نہ تھا لیکن ہم اس مشورہ میں اپنا بہت بڑا حصہ خیال کرتے تھے اُس کی علحدگی نے البتہ ہم کو رنج پہونچایا۔ اس گفتگو سے تمام مسلمان خوش ہوگئے اور اصبت (یعنی آپ سیدہی راہ پر ہیں) کے نعرے مارنے لگے۔ پس جس وقت حضرت علی نے امر معروف (یعنی تمام صحابہ کی موافقت کی طرف مراجعت فرمائی تو تمام اصحاب کے نزدیک آپ قریب اور محبوب تھے ترجمہ بلفظہ۔ آپ معلوم نہیں کہ آپ صدق وکذب پر کیا فتوے دیتے ہیں مگر عام اہل سنت تو حدیث ہی کو صادق سمجھینگے کیونکہ صدیقہ کا کلام ہے اور اخوند شاہ مورخ و داستان گو کو کاذب۔ پس اخوند شاہ کی شیعہ گری تحقیق ہوگئی اور ظاہر ہوگیا کہ آپ دہوکے باز آدمی ہیں مطلب کیواسطے لوگوں کو شیعہ سے سنی اور سنی سے شیعہ بناتے ہیں بلکہ خود بھی کسی غرض خاص سے شیعہ سے سنی ہوگئے ہیں۔ اب فرمائیے آپ کی باتوں کا کیا اعتبار رہا اور جو تفسیر و اقوال و روایتیں آپ نے لکھی ہیں اُن پر کیونکر وثوق ہو سکتا ہے۔ ہاں خوب یاد آیا آپ نے طبری کو بھی تو شیعہ سمجھ لیا ہے پس معلوم ہوا آپ کو ایسے ہی لوچ و لغو خیالات نے شیعہ سے سنی بنایا ہے اور استاد ہیں مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی جنہوں نے اظہار الہدے اپنی تصنیف میں ایسی ہی بے سر و پا باتیں و روایتیں لکھی ہیں جناب امیر علیہ

کی نسبت سخت و ناسزا الفاظ لکھے ہین اور عمر خطاب کے اسلام کا زور اٹھارہ ہزار آدمیونکا
مسلمان ہونا شوکت فاروقی کی وجہ سے لکھدیا ہے۔ مگر آپ اُن سے بھی بڑھ گئے
ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدے مین تحریر فرماتے ہین وہو ہذا
بالخصوص خلفائے ثلثہؓ اگر تمام کافران عرب و گبران عجم کو مسلمان نہ کردیتے اور اسلام
کو مشرق سے مغرب تک نہ پھیلا دیتے تو آپ کو رسول صلعم اللہ کون کہتا بلکہ بعثت بھی
آپکی عبث سمجھی جاتی اور وعدہ صادق خدا کا بھی کذب سے بدل جاتا بلکہ تمام روئے زمین
پر خدا کا نام لیوا بھی نہ ہوتا۔

صفحہ چوالیسٹھ ۴۴ اسرار الہدے مین لکھتے ہو وہو ہذا۔ اگر شروع سے جناب امامت
دستگاہ خلیفہ بلافصل بنائے جاتے تو ترقی تو درکنار بلکہ اسلام کا نام و نشان بھی دنیا
سے مٹ جاتا۔ صفحہ ساٹھ ۶۰ اسرار الہدے مین وہو ہذا البتہ رسالتمآب پر جناب امیرؑ کا آرام
فرمانا مصلحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہین تھی۔

صفحہ ستانوے ۹۷ اسرار الہدے وہو ہذا نہ وہ کہ صرف آدہ پاؤ رائین چھٹانک جو پر اپنے حقیقی بھائی
پر ذوالفقار کھینچی۔

صفحہ پچاس جب جناب امیرؑ نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہوکر
صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدے وہو ہذا ہمیشہ مغلوب رہے یہانتک کہ جناب نے
اپنے دین کو غلبہ دشمنون سے برباد کردیا۔ صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدے ملان صاحب
کو خلافت جناب امیرؑ پر کیون ناز ہے حضرت کی ذوالفقار تو کبھی کسی کافر کے گرد بھی
نہین پھیری۔ صفحہ ۱۳۴ اسرار الہدے وہو ہذا اگر حسنینؑ و نیز دیگر ائمہ بھی کفار
عرب کو فی النار کرتے اور اسرار عجم کی جوروؤن اور بچون کو لونڈی غلام عرب کا بناتو

تو البتہ قابلیت امامت کی رکھتے جب یہہ صفت حضرات موصوف مین نہ تھی تو دائرہ امامت سے قطعی خارج سمجھے گئے۔ صفحہ اکتیس ۳۱ اسرار الہدیٰ ے وہوھذا اس درجہ حرص تھی کہ آنجناب بروز بیعت حضرت صدیق اکبر حضرت زہرا کو دراز گوش پے سوار کرکے ایک ہاتھ مین حضرت امام حسنؑ کا ہاتھہ اور دوسرے ہاتھ مین امام حسینؑ کا ہاتھہ پکڑکے ابحالت پریشان کس بنا و بہ صورت دیوانگان کس بہر سادہر ایک مہاجرین و انصار کے دروازون پر جاکے بے حفظ پاس و ننگ و ناموس استعانت کی درخواست کرتے پھرتے تھے۔)

صفحہ چودہ ۱۴ اسرار الہدیٰ ے وہوھذا مصداق ان آیتون کے وہی لوگ ہین جنہون نے بفضل خدا کفار عرب و اشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ مین اہل کامل رہا نہ وہ کہ جنہون نے بہ طمع خلافت اپنے ہاتھ سے اہل سنت کا خون کیا۔ صفحہ چودہ ۱۴۰ اسرار الہدیٰ ے وہوھذا جناب امیرؑ بقول علامہ حلّی ۲ الجبان لا یستحق الامامۃ ۔ یعنی جبن جس کے معنے بے ہمت بے جرات جسے ہندوستان مین نام دکھتے ہین خلافت کا مستحق نہین ہے ۔ جوہر صاحب جناب امیرؑ کو جبن قرار دیکر خلافت کا مستحق نہین بناتے ۔ اور بھی ایسی ہی ناسزا کلمات بدتر از کفر تمام رسالہ مین لکھے ہین ہم نے صرف چند بطور نمونہ از خروارے ناظرین کے روبرو پیش کیے ہین۔

پس اب اہل انصاف خود ہی غور کرلین اور دیکھین کہ اس عقیدے کا بھی آدمی اہل سنت کی جماعت مین داخل ہوسکتا ہے شاید بجز وہابیہ جو رسول اللہ کی شان و منزلت گستاخ ہین ۔ بدیگران چہ رسد ۔ پسند کرین مگر چونکہ وہ بھی خلیفہ چہارم رسول اللہ کی نسبت ایسے کلمات کفر کیونکر سن سکین گے ۔ باقی رہا گروہ نواصب و خوارج سو اس مین داخل ہونا ۔ ہم پہلے ہی تصدیق کرچکے ہین ۔ لس میان جوہر صاحب اور جو آپکے دل مین

ہو کہ ڈالیئے جواب الجواب کا انتظار نہ کیجیئے قیل ان ۲ ۱۱ لہ ذو ولد قیل ان ا الشلل قد کھنا - زمانہ سلف سے یہ فعل تمہارے یہان محمود سمجھا گیا ہی - کفار قریش نے رسول صلعم اللہ کی نسبت کیا نہین کہا معاذ اللہ کاہن ساحر مجنون ابتر وغیرہ - بعدہٗ جناب عمر نے رسول صلعم اللہ کی نسبت ہذیان کا لفظ مرض الموت مین استعمال کیا کہ معاذ اللہ یہ شخص ہذیان بک رہا ہی حدیبیہ مین صلح کے بعد انہین صاحب نے فرمایا کہ آج کا سا شک نبوت مین کبھی نہین ہوا - دونون روایتین بخاری و مسلم مین دیکھو - جناب عائشہ نے عثمان بن عفان کی نسبت حاشیہ پر ہی اقتلوا نعثلا ۱۲ النعثل یعنی اس لمبی ڈاڑھی والے یہودی کو قتل کرو - محمد ابن ابوبکر اپنے باپ کو تا سزا و غاصب کہتے رہے - اور معاویہ شامی بھی ابوبکر و عمر کو غاصب اور ظالم کہتا ہی رہا جسکا مفصل حال ایک جواب خط سے معلوم ہوگا جو اپنے موقع پر درج کیا گیا ہے - بنی امیہ و مروانیہ نے صدہا سال تک حضرت علیؑ کو بر سر منبر نا سزا و برا کہا خطبون مین لعن و تبرا پڑھا جاتا - بیچارے عمر ابن عبد العزیز نے خطبہ سے وہ الفاظ نکلوا کر بجائے اس کے آیت کلام اللہ داخل کی - واضح ہو کہ جو الفاظ جوہر صاحب نے جناب امیر علیہ السلام کی نسبت استعمال کیئے ہین - بنی امیہ و مروانیہ علیہم اللعین والعذاب نے اسی قسم کے الفاظ خطبہ مین داخل کیئے تھے کیونکہ لعن و تبرا سے بیزاری مراد ہے پس ان فقرات سے بھی بیزار ہونا ثابت ہے یہانتک کہ (دین بھی برباد کر دیا) - اب اس سے زیادہ لعن و تبرا کیا ہوگا بنی امیہ و مروانیہ تو یہی کہتے تھے - قال اللہ تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مہینا اللہ تعالے فرماتا ہے جو لوگ اللہ و رسول صلعم کو ایذا دیتے ہین انپر اللہ لعنت کرتا ہی اور انکے

لیئے بڑا عذاب تیار کیا ہے - صاحب کشاف مفسر مقبولہ اہل سنت نے بیچ تفسیر کی
سے ہے کہ یہہ آیت مروان کے حق مین نازل ہوئی کیونکہ اُس نے حضرت علی کو سخت
ایذا دی پس مروان علیہ اللعنۃ کی ایذا صرف جناب امیرؑ کی برائی اور طعن و تشنیع کرنے کی
تھی جس سے آپ کو سخت ایذا پہونچتی تھی - اب یہان مروان اور اُس کے باپ کے
بارہ مین ایک دو حدیثین جناب رسول صلعم مقبول کی سُنلو تاکہ تفسیر مین جائے کلام نہ ہو -
طبرانی کبیر مین ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے مروان کے باپ کے
حق مین فرمایا ہے قریب ہے کہ کتاب اللہ مین وہ مخالفت پیدا کرے گا اور پیغمبر خدا صلعم
کے طریقہ مین مفسدہ ڈالے گا - اس کی پشت سے ایک فتان یعنی فتنہ انگیز شخص
پیدا ہوگا جس سے صحابہ کو سخت تکلیف پہونچے گی آسمان و زمین پر گرد و غبار
پیدا ہوگا وہ تمہارے گروہ مین سے نہ ہوگا - ابن عساکر نافع بن جبیر بن مطعم سے اور
وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ ہم آنحضرت صلعم کے یارون کی جماعت مین حاضر
تھے - مروان کا باپ رسول اللہ صلعم کے آگے سے گزرا آپ نے فرمایا کہ میرے یارون کو
اس شخص سے از حد تکلیف پہونچے گی جو اِس شخص کی پشت مین ہے - واقدی
عمرو بن مرہ سے روایت کرتے ہین مروان کے باپ حاکم نے ایک دن رسول اللہ صلعم
کی خدمت مین آنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اُسے یہان نہ آنے دو خدا اُسپر
لعنت کرے اُس کی پشت سے بدترین شخص پیدا ہوگا اُس کی اولاد مین مومن پیدا
نہ ہونگے - یہہ حدیثین اہل سنت کی کتب معتبر کی ہین - پس یہہ تین حدیثین نجم صادق
کی کافی ہین - ہائے کیسا غضب ہے کہ یہی مروان مردود و مطرود خدا و رسول صلعم
جناب عثمان کا مصاحب ہے اُن کا جنکو شیعون نے محرق القرآن کا خطاب دے

رکھا ہے اسی مروان کی صلاح ومشورہ سے قرآن موجودہ کو جمع کروایا اور جسقدر قرآن خلفائے اوّل وثانی کے وقت مین زیر استعمال اور ارکان دین کے مرکز ومنبع تھے سب کو ایک جا کرکے جلوادیا۔ پس بقول حدیث مخبر صادق کتاب اللہ مین اس نے مخالفت پیدا کی اور پیغمبر خدا کے طریقہ مین مفسدہ انداز ہوا۔ اس کی اولاد کا حال سنئے تاریخ ابی الحسن ذہبی مسعودی سنی المذہب مین لکھا ہے۔ حجاج بن یوسف نے بحکم عبدالملک بن مروان عبداللہ بن زبیر پر چڑھائی کی ابن زبیر کعبہ مین پناہ گیر ہوا۔ شروع ذلقعدہ سنہ ۷۲ ہجری مین اکیاون دن یا پچاس رات محصور رہا۔ آخر حجاج بن یوسف مردود نے عبداللہ بن زبیر کو کعبے کے اندر ذبح کیا۔ اسمار بنت ابوبکر مادر ابن زبیر نے اپنے بیٹے کی نعش دفن کرنا چاہی حجاج نے لٹکادیا۔ حجاج نے جو جو ظلم مکہ ومدینہ وحجاز ویمن مین کیئے وہ کتابون مین مذکور ومشہور ہین۔ حجاج نہایت ظالم وسفاک خونریز تھا ڈیڑھ لاکھ بزرگ واولاد بندگان مقبول کو اس نے قتل کیا۔ ایک دن حجاج مذکور اپنے دوست عبداللہ ابن ہانی سے ملا اور کہا ہم نے دو سردارون کی بیٹیان تجھے دلادین اس سے زیادہ کیا سلوک ہوگا عبداللہ نے کہا جناب تعالی یہ تو نہ فرمائیے کیونکہ میرے وہ اوصاف جمیل ہین کہ عرب مین کسی کے بھی نہین اُس نے کہا آپ مین کیا کمال وصفات ہین عبداللہ بولا جنگ صفین مین امیر معاویہ کے ساتھ ہمارے ستر آدمی تھے اور ابوتراب کے ساتھ فقط ایک دن ایک تھا۔ حجاج نے کہا یہ بڑی صفت ہے۔ عبداللہ نے کہا ہمارے قبیلہ مین سے کسی نے محبان ابی طالب کے ساتھ شادی نہین کی۔ حجاج نے کہا۔

بیشک یہہ بھی بڑی تعریف کی بات ہے عبد اللہ نے کہا ہم مین سے کوئی عورت باقی نہین رہی جس نے حسین علیہ السلام بن علی علیہ السلام کے قتل کی خوشی مین دس دس اونٹ قربانی نہ کیئے ہون حجاج نے قسم کھا کر تحسین و آفرین کی۔ عبد اللہ بولا ہم مین سے کوئی عورت مرد ایسا نہین کہ جس سے لعن و تبرا ابوتراب پر کہوایا گیا ہو اور اُس نے نہ کہا ہو مگر مین حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اور اُن کی والدہ پر زیادہ کرتا ہون حجاج شقی ملعون نے کہا خدا کی قسم یہہ بڑی بزرگی ہے بلفظہم۔ اِس سے پیشتر بنی اُمیہ نے کتاب اللہ و خانہ خدا و رسول صلعم کی نسبت جو عمل کیا وہ بھی ظاہر ہے۔ جنگ صفین مین معاویہ نے صد ہا قرآن نیزون پر بلند کروا کر عہد کیا اور حضرت علی علیہ السلام سے پناہ چاہی۔ مگر عہد پر قایم نہ رہا اور خود امیر بن بیٹھا۔ کتاب اہل سنت سے ناسخ مین مذکور ہے معاویہ کے بیٹے نے قرآن مجید کو ہدف یعنی نشانہ بنایا۔ مدینہ منورہ کی تخریب کی مسجد نبوی صلعم و روضہ مقدسہ رسول صلعم اللہ مین گھوڑے و اونٹ بند ہوائے کوڑا کچرا غلیظ کا ڈھیر ہو گیا۔ عرصے کے بعد حضرت امام زین العابدین نے اپنے ہاتھون سے صاف کیا۔ اہل بیت رسول صلعم مختار کی بیحرمتی کی۔ خانہ خدا کی بیحرمتی ہی نہین بلکہ قسم قسم کی بے ادبیان اور گستاخیان کین صحابہ کبار سے سید ابرار کو ناحق شہید کر ڈالا۔ زنا لواطت شرب خمر اور جملہ معاصی کو مباح کر دیا بھائی۔ بھنون بہان بیٹیون مین باپ بیٹی مین نکاح جائز کر دیا۔ ہر شخص سے اپنی عبودیت کی بیعت لی۔ کئی ہزار بچے حرام سے پیدا ہوئے۔ غرض کہانتک ظلم و جور فسق و فجور لہو و لعب بنی اُمیہ و مروانیہ کے لکھے جاوین کتابین بھری پڑی ہین تاریخ مذکورہ بالا مین ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان کا حال لکھا ہے

ایک روز اُس نے قرآن مجید مین یہہ آیت پڑہی) واستفتحوا وخاب کل جبار عنید من ورائہ جہنم (یعنی فتح چاہی اُنھون نے حالانکہ ہر ایک ظالم عناد رکہنے والا نہی ہے۔ اس کم بخت نے یہہ آیت پڑھکر قرآن شریف سنگوایا اور اُسے نشانہ بنا کر تیر مارنے شروع کئے اور یہہ کہتا جاتا تہا کہ تو ظالمون اور جابرون کو ڈراتا ہے پس دیکھ یہہ شخص جابر و ظالم ہے۔ جب تو اے قرآن حشر مین آوے تو کہدینا کہ مجھے ولید بن یزید نے نشانہ بنایا اور جلایا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اسی تاریخ مذکورہ بالا سے ایک خط محمدؐ بن ابی بکر کا بنام معاویہ و اُس کا جواب بلفظہ درج کرتے ہین۔ جو ناظرین کو دلچسپ و پسندیدہ معلوم ہوگا وھو ھذا یہہ خط محمدؐ ابن ابی بکر کی طرف سے گمراہ معاویہ بن صخر کو بعدہ یہہ کہ اللہ نے اپنی عظمت اور غلبہ سے خلقت کو بے عبث اور بے غرض اپنی قوت کے ساتھ پیدا کیا لیکن اکثر کو اُنمین سے غلام اور گمراہ اور غافل پیدا کیا۔ بہت کو بدبخت اور اکثر کو نیک کیا پھر اہل علم کو مقبول کیا اور اُن مین سے محمدؐ کو انتخاب کیا اُنھین اپنے علم اور رسالت کے ساتھ منتخب اور برگزیدہ کیا اور رسولؐ کر کے بھیجا اور اپنی وحی کا امین کیا اور بشیر و نذیر و کیل فرمایا۔ پہلے جس نے اُنکا کہنا مانا اور ایمان لایا اور سچ بولا اور راہ اسلام و تسلیم قبول کیا اُن کا بھائی چچازاد علی ابن ابیطالب تھے جنھون نے حاضر و غائب نبوت کی تصدیق کی اور آنحضرتؐ کو ہر ایک بھاری چیز پر مقدم رکھا اور ہر ایک دہشت کے وقت اُن کی حمایت و حفاظت کی اُن کے دشمن سے لڑے اُن کے دوست سے صلح رکھی اور ہمیشہ خوف اور بھوک اور سختی مین راتون کو بھی اپنی جان اُن پر قربان کرتے رہے اور مصیبت مین اُن کے سپر ہوئے اُنکی نظیر کوئی بعد کو نہوا

اور کوئی اُس کا ہمچشم نیک افعال مین اُس کی برابری نہ کرسکا۔ اب مین دیکھتا ہون کہ تو
اُس کی برابری کرتا ہی بھلا تو تو ہی ہے اور وہ وہی ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم
پاک۔ وہ تمام آدمیون مین از روئے نیت یکتا راست گو ہے اور اُس کی اولاد سب
لوگون سے افضل ہے اُس کی بیوی سب عورتون مین بہتر ہے اُس کا سا پسر عم
کہان اُس کے بھائی جعفر طیّار نے رسول خدا پر جان قربان کرکے فرشتون کے
ساتھ پرواز کیا اُس کا چچا امیر حمزہ سردار شہیدان ہوا اُس کے باپ ابوطالب نے آنحضرت
سے کینہ دشمنون کو دور رکھا اور بلاؤن سے محفوظ رکھکر پناہ دی تو تو ملعون ابن ملعون
ہے تو اور تیرا باپ ہمیشہ رسول اللہ کو ٹیڑھی راہ بتلایا کرتے اور نور خدا بجھانے مین
کوشش رکھتے تھے آنحضرت کے مقابلہ مین جماعتین جمع کرتے اور مال خرچ کرکے
رسول اللہ پر دشمنون کو چڑھاتے تھے اور بہت قبیلون اور قومون کو تم نے آنحضرت
پر برانگیختہ کیا اسی حال مین تیرا باپ مر گیا اور اسی حال پر تجھے چھوڑ گیا قریب او بعید تمام گروہ
و روسا نفاق تیری برائی کی گواہی دیتے ہین اور علی کی قدیم بزرگی کے سب شاہد ہین
اُس کے ساتھی وہ انصار و مہاجرین ہین کہ اللہ نے جنکا ذکر قرآن شریف مین بزرگی کیساتھ کیا
وہ گروہ دیگر وہ تجھکو حقیر جانتے ہین اور حضرت علی کی خلافت کو نفاق و شقاق مانتے
ہین بھلا تجھکو کب زیبا ہے کہ حضرت علی کی برابری کرے وہ وصی و وارث رسول مقبول
ہے وہ فرزندان رسول کا باپ ہی اطاعت رسول مین سب سے اوّل ہے اور سب سے
زیادہ قریب تر رشتہ دار ہے آنحضرت اُس سے اپنا بھید کہتے اور اپنی بات کی
اطلاع دیتے تھے تو دشمن رسول اور عدو خدا و رسول کا بیٹا ہے جس قدر
ہو سکے باطل طور پر دنیا کھالے اور پسر عاصی بد باتون مین تیری مدد کرے۔ تیرا وعدہ پورا

ہوگیا اور تیرا کرشمہ ہوچکا - اب بعد تیرے وہ ہوگا جس کی عاقبت بخیر ہو -
واضح ہو کہ تو خدا کو فریب دیتا ہے جس کے پیچ سے تو اپنے تئین اس مین جانتا ہے مگر تو
رحمت خدا سے مایوس ہے اور اللہ تعالےٰ تیری گھات مین ہے تو اس کی جانب سے دہوکہ
مین ہے - بس تابعین ہدایت پر سلام - اس کے جواب مین معاویہ نے یہ لکہا -
کہ معاویہ بن صخر کی جانب سے یہ نامہ اس شخص کے نام ہے جو اپنے باپ کو
عیب لگاتا ہے - بعد ازان تیرا خط میرے پاس پہونچا کہ اس مین تو خدا اور رسولؐ کی
عظمت و قدرت بیان کرتا ہے اور اس کے ساتھ کلام ضعیف کہتا ہے جو
تیرے باپ ہی پر پڑتا ہے - یعنی تیرے باپ کو معیوب اور قصوروار ٹھہراتا ہے
تو نے جو علیؑ ابن ابی طالب کی بزرگیان اور قدیم احسانات اور قرابت رسولؐ
اور ہر ایک خوف و دہشت مین انکی جان نثاری بیان کی ہے اور مجھ پر
حجت لایا ہے اور عیب لگایا ہے کہ مجھ پر اپنی بزرگی نہ ظاہر کی غیر کی بزرگی
پر ناز کرتا ہے تو نے اپنی فضیلت تو چھوڑ دی اور غیر شخص کی تعریف کرنے لگا
ہم اور تیرا باپ سب علیؑ کی فضیلت جانتے ہین اور اس کا حق لازم مانتے
ہین - جس وقت اللہ نے اپنے نبیؐ کے لئے اپنی نعمت مہیا کی اور اپنے وعدہ کو تمام
کیا اور دعوت اسلام ظاہر فرمائی اور حجت قایم کی اور آنحضرتؐ کی وفات
ہوئی تو تیرا باپ اور فاروق سب سے اوّل غاصب حق علیؑ ہوا اور اس کے حکم کے
خلاف کیا اسی بات پر وہ دونوں متفق و مساوی رہے انھون نے علیؑ سے
بیعت طلب کی علیؑ نے بیعت مین تامّل و توقف کیا تب انھون نے اس کے
ساتھ ہم عظیم کا ارادہ کیا تب اس نے نبوّت کی اور خلافت سپرد کر دی وہ دونون

خلافت کے والی ہوئے۔ علیؑ کو اُمور خلافت مین اُنھون نے اپنا شریک نہ کیا اور اپنی باتون کی اُن کو خبر دی یہانتک کہ وہ دونون جہان سے روانہ ہو گئے پھر تیسیر اعثمان اُن کی جگہہ قایم ہوا اور بعینہ اُنھین کی راہ پر چلا۔ محمدؐ تو نے اور تیرے آقا علیؑ نے اُسے عیب لگایا اور ادنے و اعلےٰ سب نے تُسے معزول کرنا چاہا تم نے اُس کے لیئے بُری باتین سوچین اور اپنی عداوت ظاہر کی تا اینکہ تم اپنی آرزو اور طمع کو پہونچے۔ اے پسر ابی بکر سوچ اور سمجھ اور اندیشہ کر کہ یہ تیری سب باتین نا مناسب ہین۔ کیونکہ تیرے باپ نے بستر بچھایا اور اپنی سلطنت کے لیئے مسند مقرر کی۔

اگر ہم جنگ علیؑ مین غیر صائب اور خاطی ہین تو پہلے تیرے باپ ہی نے یہہ راہ نکالی اور ہم اُس کے ساتھہ شریک ہوئے ورنہ تیرا باپ اگر یہہ نہ کرتا تو ہم کیون علیؑ سے مخالفت کرتے اور ضرور اُسے خلافت دیتے اور اُس کا حکم تسلیم کرتے لیکن ہم نے تیرے باپ کو دیکھا کہ اُس نے پہلے یہہ کچھہ علیؑ کے ساتھہ کیا ویسے ہی ہم ہو گئے پہلے اپنے باپ کو عیب لگا ورنہ اپنے کلام سے باز آ۔ سلام اُس کو جو توبہ و رجوع کرے۔ بلفظہ۔

میان جو ہر تم سے ہم کو کوئی شکایت نہین ہے شاباش ایسا ہی چاہیئے حقوق آبا و اجداد ادا کرنا فرض ہے جو تم سے کار نمایان ہوا باعث خوشنودی ارواح بزرگان ہے۔ مگر ہان یہ دوغلاپن اچھا نہین۔ کہ زبان سے حضرت علیؑ کو فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق کہتے ہو اور دل سے بے دین اور غیر مستحق خلافت وغیرہ وغیرہ پس لازم ہے کہ زبان اور دل کو ایک کرو اور کا یہ مذہب

کو چھوڑ دو۔

پھر زمانہ آزادی کا ہے اگر خدا و رسول صلعم کو بھی علانیہ ناسزا و برا کہو تو کون تمہاری زبان روک سکتا ہی جیسا بنی امیہ و مروانیہ نے کیا حضرت علی علیہ السلام کو بر سر منابر برا کہتے اور مخبر کرتے تصدیق خلافت کیسی۔ قرآن مجید کو نشانہ مین باندہ کر سیکڑون تیر لگائی پھر اسپر عمل کیسا۔ خانہ خدا و رسول صلعم کو محاصرہ کرکے سیکڑون بے ادبیان گستاخیان کین غلیظ کا انبار لگادیا پھر حرمت کجا۔ صدہا ہزارہا کتاب اللہ کو ڈھیر لگاکر جلا دیا پھر بزرگی کہان غرضکہ جو بات کی پوری کی اور مسلمان بنے ہی رہے۔ امیر المومنین کا خطبہ ان کے نام مسجدون مین پڑہا ہی جاتا رہا اور خلیفہ امت کہلاتی ہی رہے۔

پس تم کو بھی یکرنگ ہونا چاہئیے اس دغل فصل کی باتون پر لوگ چونکین گے اور اعتبار نہ کرینگے۔

اب ہم آپسے پوچھتے ہین کہ جو اسلام خلفاء ثلثہ نے مغرب سے لیکر مشرق تک پھیلایا تھا۔ یہی تھا۔ جو بنی امیہ و مروانیہ کے وقت مین جاری ہتھا یا اور کوئی نیا اسلام تھا جس مین رسول اللہ کہنے والے اور خدا کے نام لینے والے اور بعثت کے عبث نہ سمجھنے والے اور خدا کے وعدہ کو صدق سے بہ کذب نہ بدلنے والے اپنے ایمان پر قایم رہے ہون اور کسی نے ان جبار و قہار و ظالم خلیفون کو ان حرکات سے روکا ہو وقعات تاریخی سے تو کوئی معلوم نہین ہوتا ہان مثل مصنف روضتہ الصفا اگر کسی نے جھوٹی روایت لکھدی ہو تو خیر۔

ع اسلام گر یہی ہے تو اسلام کو سلام + اگر اسلام اسی کا نام ہے کہ قتل کرتے لوٹتے مارتے جبراً لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہلاتے عورتون و بچون کو لونڈی غلام

بناتے مغرب سے مشرق تک نکل گئے اور مال غنیمت سے جھولیاں بھرلیں تو چنگیز خان ہلاکو نادر شاہ تیمور وغیرہ کے فتوحات دیکھو خلفائے ثلثہ سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہیں ایساہی خالد سیف اللہ وغیرہ کا حال تواریخ میں دیکھو جدہر رخ کیا قتل و غارت مارو ہاڑ کرکے پس ماندوں کو یا مسلمان برائے نام ہونا پڑا یا جزیہ دیکر پیچھا چھوڑایا۔ اسی نئیے تو عیسائی اسلام پر بزور شمشیر اسلام قبول کرانیکا داغ بد شمار لگاتے ہیں جسکا جواب اکثر محقق و انصاف پسند نے یہہ دیا تھا کہ آنحضرتؐ کے عہد میں جسقدر جہاد ہوئے تحفظ اسلام کی غرض سے یعنی جب کفار نے خود ہی مدینہ پر حملہ کیا یا تخریب اسلام پر کمر باندہی اُسوقت حفاظت وحراست اسلام کے واسطے لڑنا بھڑنا ضرور ہوا اُس جنگ وجدال میں جو مال بلا لڑنے والوں کو تقسیم ہوا اور فتوحات محمدیؐ کے دیکھنے سے واقعی ایساہی پایاجاتا ہے۔ آنحضرتؐ کے وقت میں بھی بہت سے طامع وحریص صرف مال لوٹنے اور حصہ لینے کی غرض سے بظاہر اسلام قبول کر لیتے تھے مگر دل اُن کا وہی کافر تھا چنانچہ سورہ منافقون ہی کلام اللہ میں موجود ہے اور آنحضرتؐ کی حدیثیں بھی۔ چنانچہ اسی رسالہ میں ایک حدیث مشورہ رسول اللہ با علیؑ غزوہ طائف میں لکھی گئی ہے جس سے منافقین صحابہ کا ہمیشہ غزوات میں ہمراہ رہنا ثابت ہوتا ہے اور حضرت علیؑ سے دشمنی رکھنا۔ رسول اللہ جب مال غنیمت تقسیم فرماتے تو بعض بندۂ زر و غلام نفس برو کہدیتے کہ یا محمدؐ تقسیم میں آپ انصاف کریں۔ اور آپ فرماتے وائے ہو تم پر اگر میں ہی ناانصافی کروں گا تو انصاف کی امید کس سے ہو گی۔

اکثر ان منافقوں کے اقوال و افعال سے آپ درگزر کرتے اور فرماتے کہ

کفار کہین گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو سزا دیتے ہین مگر امر بالمعروف و نہی عن المنکر
مین درگزر نہین تھا۔ پس معلوم ہوا کہ جب آنحضرتؐ ہی کے روبرو منافق لوگ
جنگ و جدال مین بہ طمع نفسانی شامل رہتے تو بہ عہد خلفائے ثلثہ جس مین چھپا
خواصا ہر اوپا نگ تھا ہزار در ہزار منافق لوٹ کے مال اور لونڈی غلامون کی خواہش
مین و وڑتے ہونگے اور جنگ و جدال مین شرکت کی ہوگی مخلص قلاش بیکار لوگون
کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔ لیجیئے لاکھون کی فوج تیار ہوگئی اور میان خالد سپہ
سالار بنگئے جدہر گئے قتل و غارت لوٹ کھسوٹ نہ رائے نہ دہائے جس کی عورت
پسند آئی مرد قتل کیا گیا عورت پر تصرف بیجا خلاف حکم خدا و رسولؐ دیکھو مالک
بن نویرہ کا حال جیسے خالد نے باوصف اُسکے مسلمان ہونے کے صرف باغوا نفس
شیطانی قتل کرکے بیچاری عورت پر تصرف یعنی زنا کیا۔
پس جن لشکرون کے ایسے سپہ سالار قلعہ شکن ہونگے اُس کا کیا ٹھکانا اور
تماشا تو یہہ ہے کہ ابوبکر صدیق کو باوجودیکہ خبرین صحیح پہونچین اور فاروق اعظم
بیچارے حد جاری کرنے کو بہت کچھ چیخے پکارے مگر خالد نے چوکیداران در
دولت صدیقی کو رشوت دیکر گانٹھ لیا تھا صاف بچ نکلا اور بال بھی
بیکا نہ ہوا۔
مورخ لکھتے ہین کہ اسلام مین یہہ پہلی رشوت اور اس ناشدنی کی ابتدا ہے
اوائل خلافت مین ابوسفیان نے پہلے حضرت علیؑ کو ورغلانا کہ تم خلافت لو ہم مدد کو
موجود ہین۔ مگر حضرت اس مکار کے کید عظیم مین کب آنے والے تھے۔ اُس نے
خلیفہ صاحب کو دہمکایا کہ تم خلافت کے مستحق نہین ہو چنین و چنان۔ خیر مصلحت

یہہ ہوئی کہ شام کی حکومت معاویہ کو دیکر پیچھا چھوڑاؤ۔ یہہ بنیاد معاویہ شامی کی ہے جو پانچوان خلیفہ اہل سنت کی رائے میں سمجھا جاتا ہے اور چھٹا یزید اسیطرح بارہ ۱۲ خلیفہ کی تعداد پوری کی گئی ہے۔

واضح ہو جو لوگ بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے ہیں وہ مولفتہ القلوب کہلاتے ہین جو بنظر۔ تالیف قلوب و رونق اسلام مسلمانون مین شامل کیئے گئے مگر مثل منافقون کے اُن کے ایمانون کا ٹھکانا نہین۔ اُنھین مین ابوسفیان و معاویہ ہے ایک حدیث نبوی صلعم مروان کے حق مین پیشتر ہم لکھ چکے ہین کہ یہہ مروان کتاب اللہ مین مخالفت پیدا کرے گا اور پیغمبر صلعم خدا کے طریقہ مین مفسدہ ڈالے گا۔ اب دوسری حدیث خاص خلیفہ اول کی شان والا مین سنیئے۔ صحاح ستہ موطا مین ابی النضر سوالے عمر بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول صلعم اللہ نے اُحد کے شہیدون کے حق مین فرمایا مین قیامت کے دن اُن کی گواہی دونگا ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول صلعم اللہ کیا ہم اُن کے بھائی نہین ہین اُن جیسے ہم بھی مسلمان ہین جیسے اُنھون نے جہاد کیا ہم نے بھی اپنی جانین لڑادین رسول صلعم اللہ نے فرمایا یہہ بات ٹھیک ہے لیکن خبر نہین کہ تم میرے بعد کیا کیا دین مین ایجاد کروگے یہہ سنکر ابوبکر روئے اور بہت رونے کے بعد کہا کیا ہم بعد آپکے زندہ رہینگے۔ ترجمہ بلفظہ

ایک اور حدیث سنیئے اور داد دیجیئے اہل سنت کی صحاح دارمی مین جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ عمر خطاب رسول صلعم اللہ کے پاس ایک توراۃ کا نسخہ لائے آنحضرت صلعم خاموش ہو گئے۔ عمر نے اُسے پڑھنا شروع کر دیا۔ رسول صلعم اللہ کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا ابوبکر بے تاب ہو گئے

اور عمرؓ سے خطاب کر کے فرمایا روئین تجھے رونے والیان کیا تو چہرہ رسول اللہ کو نہین دیکھتا ۔

عمرؓ آپ کے چہرہ کو دیکھکر کہنے لگے مین اللہ سے اُس کے غصہ اور اُس کے رسولؐ کی خفگی سے پناہ مانگتا ہون ہم راضی ہین اللہ سے اور رسولؐ سے اور اسلام سے ۔ بعدہ رسول اللہؐ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تمہارے سامنے موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو تم مجھے چھوڑکر اُن کی پیروی کرتے اور ضرور سیدھی راہ سے بہک جاتے لیکن اگر موسےٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے ضرور میری پیروی کرتے ۔ بلفظہ ۔

پس اب اہل انصاف غور کرین ۔ اسلام برائے نام تو ضرور مشرق سے مغرب تک پھیلا ۔ اور فتوحات عظیم حاصل ہوئین مگر اُس کے ساتھ بقول مخبر صادق یہہ بھی ضرور ہوا کہ اسلام مین صدہا ایجادین کی گئین اور کتاب اللہ کی مخالفت اور طریقہ رسول اللہ مین مفاسد و منافقت جو ظاہر ہوئی اُسے آنکھ سے دیکھ لو ۔ عیان را چہ بیان ۔ بہتر ۷۲ فرقہ اسلامیہ تو ابتدا سے موجود ہی ہوگئے بعدہٗ وہابیّہ و نیچریہ و مہدویہ و احمدیہ وغیرہ یعنی ایک قادیانی صاحب نے اپنا سب سے نرالا مذہب نکالا ہے ۔ اب ان فرقون کے اصول و فروع مین دیکھو تو زمین اور آسمان کا فرق ہے اور لطف یہہ کہ سب اسی قرآن و حدیث سے سند لیتے ہین ۔ ایک کہتا ہے قرآن مخلوق ہے مثل داؤد ابن علی اصبہانی دوسرا کہتا ہے خدا مجسم ہے مثل ابن تمیمہ ظاہری ۔ تیسرا کہتا ہے فرشتون و شیطان کا وجود نہین حضرت عیسےٰ بغیر باپ کے نہین پیدا ہوئے ۔ قرآن

اعجاز نہین مثل سید احمد خان نیچری - چوتھا کہتا ہی مین مسیح موعود ہون مجہپر وحی
آتی ہے مثل غلام احمد قادیانی - پانچوان کہتا ہے خالق خیر و شر کا خدا ہے
اُسی کی جانب سے سب نیکیان و بدیان ہوتی ہین تقدیر مین جو لکہدیا گیا ہے وہ
انمٹ ہے مثل جوہر مصنف اسرار الہدیٰ - چھٹا کہتا ہے کہ رسول اللہ صلعم
کا مزار مقدس صنم اکبر ہے مکہ و مدینہ پر جہاد واجب اُس کا قتل و قمع
رسول اللہ کا روضہ اور قابل انہدام یعنی نیست و نابود کرنا فرض مثل عبدالوہاب
نجدی - ساتوان کہتا ہے نعوذ باللہ تمہارا رسول اللہ صلعم کا مرتبہ خدا کے روبرو
مثل ایک چمار کے تھا مثل مولوی اسمٰعیل دہلوی - آٹھوان کہتا ہے کان
محمد رسول اللہ یعنے تھے محمد صلعم - اب کلمہ مین کان کا لفظ زیادہ کرنا چاہیئے مثل مولوی
نذیر حسین دہلوی - غرضکہ جملہ فرقہائے اسلامیہ کے اعتقادات بہ نسبت
خدا اور رسول صلعم و قرآن مجید مفصل کتابون مین درج ہین - مشتے نمونہ از خروارے
ہم نے لکھدیا ہے - مگر عبدالوہاب نجدی کا مختصر حال لکھتے ہین - کتاب جواہر الا
یقان اہل سنت سے عبدالوہاب نجدی گوکہ دعوے حنبلی مذہب کا رکھتا مگر عقیدت
کے زعم مین بے ادبی و گستاخیان بہ نسبت جناب رسالت مآب صلعم و اہل بیت
اطہار و دیگر صلحائے مومنین کی کرنی شروع کردی اور گستاخی و بے حرمتی
حرمین یعنی مکہ و مدینہ و قتل سادات و غارت گری اموال پر کمر باندہی - سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین
ایک لشکر جمع کیا لوگون نے سلطان روم کا نام خطبہ سے نکال کر اسی کے
نام کا خطبہ جاری کردیا ایک کتاب التوحید تصنیف کرکے اطراف و جوانب مین
مشتہر کیا اہل اسلام جوق جوق بہ قصد جہاد مکہ و مدینہ پر متفق ہوگئے -

سنہ ۱۲۲۱ میں مسعود نامی اُس کا نائب کعبہ کو روانہ ہوا اور قرن المنازل پر پہونچکر طائف
پہونچا اور ایک جماعت کثیر کو بہ بہانہ ملاقات بلا کر قتل کر ڈالا اور شہر کو
لوٹ لیا بعدہ سیف زنان اور غارت کنان مکہ معظمہ میں آیا اور جو حق غارتگری
وقتل کا تھا خاص بیت اللہ میں کیا تمام شریف سادات کو تہہ تیغ کر کے
مال اسباب جو ملا سب لوٹ لیا۔ مساجد و مقابر و آثار صحابہ منہدم کر ڈالے
وہاں سے مدینہ پہونچا وہاں بھی قتل و غارت کر کے روضہ مقدسہ نبوی ص کے
انہدام پر عازم ہوا مگر ایک اژدہائے خونخوار کے نکلنے سے روضہ مقدسہ
کو منہدم نہ کر سکا۔ مدینہ میں اپنا نائب چھوڑ کر پھر مکہ کی طرف لوٹا اور تمام اطراف
ملحقہ حجاز و عراق و نجد میں قتل عام شروع کیا کربلائے معلے کو بھی خوب لوٹا
اور قتل کیا۔ بلفظہ۔ ہیچ کافر نکند آنچہ مسلمان کردند۔ و میکنند۔

پس معلوم ہوا کہ یہی اسلام خلفاء ثلثہ نے مشرق سے مغرب تک پھیلایا۔
اور وہ وہ ایجادیں اور تصرفات بیجا قرآن مجید و حدیث نبوی صلعم میں واقع ہوئے
کہ اسلام کا نام ہی نام باقی رہا خدا اور رسول صلعم کی احکام پر ابتدا سے عمل ہوا نہ ہوتا ہے
خدا نے جو رضیت لکم الاسلام دینا فرمایا وہ اور ہی اسلام ہے۔

خدائے قادر کا وعدہ پکا اُس رسول خاتم النبیین صلعم کی بعثت لاجرم غیر زوال تا قیام
قیامت مگر ایسے اسلام پر جسکا مختصر ذکر اوپر ہوا نہ خدا کے وعدہ نہ رسول صلعم اللہ کی
بعثت کا اثر ہوا کیونکہ جب ایک ملت ایک دین ایک خدا ایک رسول صلعم پھر
یہ انقلابات عظیم اور صدہا فرقوں کا جدا ہو جانا اور خدا و رسول صلعم کے احکام
صاف صریح میں شاخیں لگانا اور تاویلات لایعنی و توجیہات بے معنی اپنے

قیاس سے پیدا کرنا چہ معنی دارد۔ اگر خدا و رسول صلعم کے حکموں کے سیدھے اور صاف معنی و مطالب قبول کیے جاتے اور جو حکم خدا و رسول صلعم نے دیئے تھے اُن پر پورا پورا عمل کیا جاتا تو اسلام میں کیوں رخنے اندر خرابیاں پیدا ہوتیں مگر نفسانیت و طمع حطام دنیوی سے انسان مجبور رہے۔ اب سنیئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہ کبھی تلوار اُٹھائی نہ کسی کو مارا صرف جہاد لسانی کرتے رہے تمام عمر میں صرف گیارہ یا بارہ یا کچھ زیادہ بہر کیف تیس سے کم آپ پر ایمان لائے اور وہ حضرت جو تھے آسمان پر تشریف لیگئے پھر کیا اُن کی بعثت عبث ہو گئی ہرگز نہیں بلکہ صاحب شریعت رسول برحق تھے اُن کے بعد اُن اُمت کی تعداد دیکھو کہ اُن کی جہاد لسانی نے کیا فوائد بخشے۔ ایسا ہی ہمارے حضرت صلعم سید الانبیا خاتم المرسلین دس گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ میں رونق افروز رہے اور لسانی جہاد فرمایا کیئے ایک تعداد کثیر صرف مواعظ و نصائح سے مسلمان ہوئے جب مدینہ والوں نے بعد قبول اسلام اپنے یہاں بلایا خدا کی مصلحت یہی ہوئی کہ ہجرت کریں مدینہ میں تشریف لائے کفار مکہ نے گروہ مسلمانوں کی تخریب میں سبقت کی خدا نے حکم جہاد بہ شمشیر دیا تحفظ اسلام اور خیر اندیشی قوم کے لیئے آپ کفار سے لڑے فضل خدا شامل حال تھا فتحیاب ہوئے اس بات پر تو سب کو اتفاق ہے کہ ہر قوم و ملت میں نسبت عام کے خاص ممتاز و برگزیدہ ہوتے ہیں چنانچہ اللہ جل شانہ نے خود ہی تصدیق کی ہے وقلیلا من عبادی الشکور قرآن مجید میں اور اکثر مقام پر قلیل کی تعریف فرمائی ہے چنانچہ نقل اور عقل اس بات کے شاہد عادل ہیں۔ ابتدائے آدم سے تا ایندم عام اور خاص میں تمیز ہوتی آئی ہے۔ رسول اللہ صلعم کے عہد میں بھی

جو لوگ تصدیق بالقلب و اقرار باللسان کرکے ایمان لائے اُنھین کو مومنین کہا گیا۔

عام کو منافقین کیونکہ قلیلاً من عبادی الشکور خدا کا فرمان ہی۔

پس خاص بہ نسبت عام کے ہمیشہ و ہر حال مین تھوڑے رہے ہونگے۔ بعدہٗ خلافت اول و ثانی و ثالث مین بھی یہی عملدرآمد ہوا کیونکہ اہل سنت افضل البشر بعد رسول اللہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان سمجھتے ہی ہین۔ پھر عشرہ مبشرہ کو انتخاب کرتے ہین باقی عوام۔ شیعہ حضرت علیؑ کو بعد رسولؐ خدا افضل بشر و چند اصحاب مثل ابوذر و عمار و مقداد و سلمان وغیرہ و عباس و عبداللہ و فضل وغیرہ بنی ہاشم کو مختص شمار کرتے ہین۔ اب اگر انصاف اور ایمان سے ہم دیکھتے ہین تو حضرت علیؑ کا پلّہ بہت ہی بھاری نظر آتا ہے یعنی اُن کو خدا کے حکم سے رسولؐ اللہ نے خم غدیر مین باضابطہ خلیفہ و جانشین بنایا جن کی تفصیل و تشریح باب خلافت رسالہ ہذا مین درج ہی۔ ابوبکر صدیق کی نسبت جو حدیثین جوہر صاحب نے لکھین امامت نماز و خلافت کی بابتہ اُنکی کچھ اصل بنائی گئی نہ اُن کی تعمیل حیات رسولؐ خدا مین ہوئی۔

ہان امام شورہ ہین جس کی تصدیق حضرت علیؑ نے بھی کی ہے پس اب دیکھنا چاہئیے شورہ کسطرح کا تھا آیا چند معزز خاص لوگ ایک جگہہ جمع ہوئے اور اپنی اپنی رائے ظاہر کین یا عوام کا مجمع ہوا۔ بخاری و مسلم مین جناب عائشہ سے ایک حدیث طولانی شورہ خلافت کی بابتہ لکھی ہے۔ مجملہ انصار و مہاجر سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوئے انصار کہتے ہم مین سے مہاجر کہتے ہم مین سے امیر ہو۔

ابوبکر عمر ابوعبیدہ جرّاح بھی پہونچے حضرت عمر غصہ والے تھے بولنے لگے ابوبکر

نے اُن کو روکا خود بولے ہم ہین سے امیر ہو تم سے سے وزیر ہو جناب عمر کہتے ہین میری
بولنے کی یہہ وجہہ تھی کہ مین نے عمدہ عمدہ الفاظ جو مجھے نہایت درجہ مرغوب تھے انتخاب
کے لیئے سوچے تھے اور اس کا بھی خوف تھا کہ ابوبکر نہ بول سکین گے مگر ابوبکر نے
خوب ہی کلام کیا جناب ابن منذر نے کہا ہم کبھی راضی نہونگے جبتک ایک ہم سے
ایک تم مین سے والی نہ ہو۔ آخر ابوبکر نے کہا کہ عمر خطاب و ابوعبیدہ جرّاح موجود ہین
اُنسے بیعت کرو مگر جناب عمر نے کہا یہہ آپ کیا کہتے ہین آپ ہمارے سردار ہین ہم سے
بہتر ہین رسول خدا کے محبوب ہین ہاتھ بڑھاؤ بلکہ ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی پھر سب راضی
ہوگئے ایک شخص بولا تم نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا عمر نے کہا منظور خدا یہی تھا یعنی
وہ پکڑ ہشت مشت ہوا کہ سعد بن عبادہ پامال ہوگیا اور سخت چوٹ آئی۔

عمر خطاب کی خواہش اور آرزو پہلے ہی سے عمدہ عمدہ الفاظ خوب طبع جو سوچ کر منتخب
کر رکھے تھے کہنے اور بولنے کے تھے پس معلوم ہوا کہ جب خم غدیر مین حضرت علیؑ کو آپنے
کل مومنین و مومنہ کے مولے ہونے کی مبارک باد دی اُسیوقت سے یہہ عمدہ و چیدہ
الفاظ منتخب کر لیئے تھے کہ وقت پر استعمال کرونگا

پس ظاہر ہے کہ جیسا نماز جماعت کی امامت مین جناب عمر نے ابوبکر کو امام بنا
دیا ویسا ہی یہان بھی مدعی سُست گواہ چُست جبراً ہاتھ پکڑ کے بیعت کر لی
اور نہ مشورہ ہوا نہ اجماع۔ عمر خطاب کی یہہ پولیٹکل چال تھی کہ یہہ حضرت تو ساٹھ
سالہ ہو ہی چکے ہین برس دو برس برائے نام اگر ہوا کرو پھر ہم ہی ہم ہین چنانچہ ایسا ہی
ہوا بھی کہ ابوبکر کی خلافت مین بھی حضرت مختار عام بلکہ اعلے رکن اسلام رہے
جب وفات ابوبکر کا زمانہ قریب ہوا تو اُنھون نے مصداق من تراحاجی بگویم

تو مر اچھی بگو۔ نہ شورہ پر خلافت چھوڑی نہ اجماع پر اپنی حیات ہی مین سند
خلافت بنام جناب عمر لکھا دی اور یہہ خیال کیا گمان بھی نہ ہوا کہ رسولؐ اللہ نے
تو کسی کو خلیفہ کیا ہی نہین مسلمانون پر انتخاب منحصر کر دیا ہے پھر ہم خلاف فعل
رسولؐ اللہ کیون اپنا آبائی مال سمجھکر سند خلافت و ولیعہدی لکھے دیتے ہین
صدقت یا رسول اللہ سچ آپ نے فرمایا کہ بعد میرے دین مین کیا کیا ایجاد
کرو گے۔

اب جناب عمر جو مرنے لگے تو فرمایا کہ مین اگر کسی کو خلیفہ کر جاؤن تو مجھسے بہتر شخص یعنے
ابو بکر نے ایسا کیا اور نہ کر جاؤن تو مجھسے افضل تر رسولؐ اللہ نے امت کو بے خلیفہ
کے چھوڑا۔ پس آپ نے یہہ دونون طریقے ناپسند کر کے چھہ اصحاب خاص پر جن مین
عثمان بن عفان کے طرفدار زیادہ تھے امر خلافت کو چھوڑا اور ایک ایجاد اپنی جانب
سے زیادہ کی۔ عثمان بن عفان کی بے اعتدالیان خلاف شریعت صحاح و
تواریخ اہل سنت مین مرقوم ہین جس کے باعث سے اُن کی جان عزیز برباد ہو گئی
مگر پہلے ایجاد مروان بن حکم مردود و مطرود رسولؐ خدا و خلفائے ماسبق کو اپنا
وزیر و مشیر و مہمات مالی و ملکی کا مدار المہام بنایا۔ قرآن مروجہ سابق جو عہد رسولؐ خدا کے
عہد و ابو بکر و عمر کے زمانہ خلافت مین عملدرآمد ہوا کیا سبکو منگوا کر جلا دیا۔ اور اپنا
جمع کیا ہوا قرآن جاری کر دیا جو اب تک موجود و زیر قرأت ہے۔ یہہ دوسری
ایجاد ہوئی۔ ہمکو اس قرآن مین کمی الفاظ و آیات کا غیر ترتیب ہونیکا اعتراض
ہے جس سے بقول مخبر صادق کتاب اللہ مین مخالفت پیدا ہو گئی ورنہ منزل من اللہ
ہونے مین شک و شبہہ نہین ہے۔

ان خلافتون مین حضرت علیؑ و اُنکا گروہ ناپرسان حالت مین رہا مگر یہہ ضرور تھا کہ آپ
امر بالمعروف و نہی عن المنکر بتلاتے رہے اور حق بات کہنے سے باز نہین آئے
بہت سی مثالین کتابون مین مذکور ہین چنانچہ عمر خطاب سے آتش مزاج اور
غصہ ور کے عہد مین بھی آپ نے احکام دینی مین اصلاح فرمائی - امام احمد ابو طیبان سے
روایت کرتے ہین کہ عمر نے ایک زانیہ کو رجم یعنی سزائے شرعی دینے کا حکم دیا لوگ
سزا کے واسطے لیچلے حضرت علیؑ راہ مین ملے حقیقت پوچھی اور فرمایا یہہ مجنونہ مرفوع
قلم ہے اسے سزا نہ ہونی چاہیئے چنانچہ وہ رجم سے بچی اور جناب عمر نے ازراہ انصاف
فرمایا لولا علی لھلک عمر اگر نہوتے علیؑ ہلاک ہوگیا تھا عمر - اسیطرح
دوسری روایت ہے ایک حکم شرعی دینے مین عمر خطاب سے غلطی ہوئی حضرت علیؑ نے
تصحیح کی عمر نے کہا اُس وقت سے مین پناہ مانگتا ہون جبکہ علیؑ موجود
نہ ہون -

جبکہ عموماً اہل سنت اور خصوصاً جوہر صاحب اپنی نادانی و کج بحثی سے یہہ بہت
بڑا اعتراض اور سوال کرتے ہین کہ حضرت علیؑ اسد اللہ الغالب اشجع الناس کفار
کش وغیرہ اگر تھے تو غصب خلافت پر کیون راضی ہوئے اور بزور ذوالفقار
شرربار خلفاء ثلثہ سے کیون نہ خلافت چھین لی نہ کہ ہمیشہ مغلوب و محکوم
رہے -

اس کا جواب مختصر یہہ ہے کہ قصص الانبیاء و اوصیا اگر دیکھی جاوین تو ظاہر
ہو جائے کہ خدا کی حکمت و مصلحت و حلم و برداشت اپنے بندون کے اعمال و
افعال قبیحہ پر باوصف قدرت و جبروت و عظمت و قہاری و جباری کے

کس درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ عموماً کل انبیاؑ کا حال با ستثنا ے حضرت سلیمانؑ جنکو
نبوت و پادشاہی جن وانس ملی دیکھا جاتا ہے تو اپنے عہد کے بادشاہان جابر و ظالم
سے مغلوب ہی رہنا اور اُن کی حکومت مین بسر کرنا ظاہر ہوتا ہے مگر تبلیغ رسالت و
احکام خدا کا پہونچانا جو خدمات وقتاً فوقتاً اُن کے سپرد ہوئین اُن کی بجاآوری مین
سر مو فرق نہین کیا کیسے کیسے ظلم و شدائد و عذاب و عقاب ظالمون نے
اُنپر کیئے مگر وہ اپنی رسالت و خدائی یکتائی کی وحدانیت ظاہر کرتے رہے اور بندگان
خدا کو وحدہ لاشریک لہٗ کی پرستش و بندگی کی دعوت عام فرماتے۔ جن لوگون نے
اُن کو رسولؑ اور خدا کو واحد و یکتا مانا وہ خاص مین محسوب ہوئے باقی عام خلقت
کافر کی کافر رہی۔ حضرت داؤدؑ و حضرت موسیٰؑ وغیرہ بعض پیغمبرون کو جہاد
بحرب و ضرب کا حکم ہوا اُس کی بھی تعمیل کی مگر نہ ایسا کہ مغرب سے مشرق تک عالمگیری
کی ہوس مین قتل و قمع کرتے پھرین غرضکہ جہاد بھی محدود اور خاص قوم کے واسطے تھا
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر نبیؑ کے ساتھ اُسکا وصی بھی ضرور ہوتا جو اُمور نبوت و
رسالت مین اُس کے ہمراہ رہکر مدد کرتا جیسا حضرت موسیٰؑ کے بھائی حضرت
ہارونؑ۔ اور وہ بھی بحکم خدا انتخاب ہوتا مقبول و برگزیدہ شخص کیونکہ خدا لئے
قادر مطلق اپنی مخلوق پر تصرف کامل رکھتا ہے اور اپنے بندون کی رہنمائی و ہدایت
و پند نصائح کو ایسے ہی خاص الخاص اشخاص کو منتخب کرتا ہے جو اُس زمانہ مین وحید
عصر و یگانہ روزگار ہون اور خدا کے حکمون کی تعمیل مین کامل اور عامل ہمہ صفت
موصوف اور اُن کو خدا کی جانب سے ہی ایک دستور العمل ملتا ہے جیسے صحیفہ یا وحی
یا الہام جو چاہے سمجھ لو جسپر وقتاً فوقتاً عمل کیا جاتا ہے اگر وصی ہوا تو رسولؑ کے ذریعہ

ہے بہرکیف خدا کی جانب سب مدارج طے کر دیئے جاتے ہیں حضرت موسیٰ اور ہمارے
حضرت سے مشابہت تام ہے اور خود ہی آنحضرت نے امت موسوی سے اپنی امت
کو مشابہ ہونا فرمایا ہے عمر خطاب سے بھی آپ نے یہی فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ
زندہ ہوتے تو مجھے چھوڑ کر تم اُن کی پیروی کرتے اس پر خدا کی قسم بھی آپ نے
مزید کی۔
پس دیکھو حضرت موسیٰ چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے فرعونیوں کے
ہاتھ سے کیا کیا اذیت سہی کیسی کیسی مصیبتیں جھیلیں جب معجزہ دکھاتے ساحر و
کاہن وغیرہ الفاظ سے یاد کیئے جاتے ایک عرصہ دراز کے بعد قوم کا چھوٹا سا
گروہ فراہم ہوا اور فرعون سے مقابلہ کرنے کو حکم ملا حضرت جبرئیل مدد کے
لیئے ساتھ ہوئے حضرت ہارون وصی و شریک فی النبوت قرار پائے دریائے
نیل سے آپ نے عبور کیا فرعون ملعون مع سپاہ و لشکر غرق ہوا آپ نے اپنی امت
کو حضرت ہارون اپنے بھائی کے سپرد کر کے کوہ طور پر تشریف لیگئے یہاں
سامری مردود نے اور ہی کرشمہ کیا سب کو گئو سالہ پرست کر دیا حضرت
ہارون سمجھاتے رہے ایک نے نہ سنی جب حضرت موسیٰ واپس آئے پھر قوم کو
جمع کیا اور راہ راست پر لائے اپنے بعد یوشع بن نون کو خلیفہ مقرر کیا زوجہ
حضرت موسیٰ نے اُن سے جدال و قتال کیا۔
ہمارے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین میں سب انبیاء کے کمالات آپ کو
ملے۔ اور آپ بھی اسی عمر میں رسالت پر مامور ہوئے سب سے پہلے حضرت
خدیجہ اور حضرت علیؑ نے تصدیق رسالت کی کفار قریش قوم و قبیلہ والے تکلیفیں

دینی شروع کین ۔ اللہ اکبر ابتدائے بعثت مین جو اذیت مصیبتین آپنے برداشت کین
اور جو طعن و تشنیع استہزا ہنسی ٹھٹھہ توہین تذلیل قوم کیجانب سے آپ کی جناب مین
ہوئین اُن کے مفصل لکھنے سے روح کانپتی ہے کوئی اونٹ کی اوجھڑی گلے مین
ڈالتا ہے کوئی راہ مین کانٹے بچھاتا ہے کوئی کاہن و ساحر و مجنون کہتا ہے کوئی ہنستا
ہے کوئی ناسزا باتین کہتا ہے یہانتک کہ عقبہ بن معیط مردود ملعون نے حالت
نماز مین آپکے گلے مین چادر ڈالکر اس زور سے کھینچا کہ آپ کا گلا گھٹ گیا ۔ ابوجہل مردود
علانیہ آپ کو برا کہتا ایکروز امیر حمزہ نے سن لیا اور اُسے ایسا سیدھا کیا کہ علانیہ بدگوئی
سے باز آیا ۔ مگر آنحضرت نے کبھی پروا نکی اور کلمہ حق زبان پر جاری رہا حضرت ابوطالب
آپکے چچا جنھون نے بعد وفات جناب عبد اللہ پدر بزرگوار آپکو پرورش کیا اور ہر حال
مین آپکے مدد و معاون رہے جب یہہ حال سنتے سخت صدمہ گذرتا اور حتی الوسع
اُن نااہلون سے انتقام لیتے ۔

آپکے چند اصحاب مثل حضرت یاسر وغیرہ و انکی زوجہ مکرمہ کو کفار نے ہر روز یہہ اذیت
دینی شروع کی کہ بطحا کی رتیلی زمین مین گرم ریت پر اُن کو لٹاتے اور پتھرون کی سلین
اُن کی چھاتیون پر رکھہ دیتے عرصہ تک یہی ظلم و ستم جاری رہا مگر آپ ہر حال
مین صابر و شاکر رہتے اور تبلیغ رسالت فرماتے ۔

ایک دن آپ تنہا طائف کو تشریف لیگئے اس اُمید پر کہ وہان کے باشندے
کلمہ حق سنکر راہ راست پر آوین مگر اُن ناعاقبت اندیشون نے جو مجسم شیطان
تھے آپ کو مجنون و دیوانہ کہکر نکالدیا اور دور تک مجنون و دیوانہ کہتے پتھر مارتے
پیچھے چلے آئے نعوذ باللہ من ذالک ۔ پھر آپ مکہ مین تشریف لائے

ایک روز آپ نے قبیلے کے آدمیوں کو جمع کیا اور دعوت کی فرمایا میں خدا کا وحدہ لاشریک ہے اُس کی پرستش کرو بتوں کو چھوڑ دو یہ لکڑی و پتھر ہیں اور دیکھوں انمیں سے کون شخص میرا مددگار و جان نثار خدا کے کاموں میں اعانت کرنے والا ہوتا ہے سب لوگ خاموش رہے مگر حضرت علیؑ کو کم عمر تھے مگر اُٹھے اور عرض کی اے رسول اللہ میں آپ پر جان قربان کرونگا آپ کی مدد کرونگا خدا کے کاموں میں میں آپکا سپر ہونگا آنحضرتؐ خوش ہوئے اور فرمایا دیکھو یہ میرا وزیر اور جانشین و خلیفہ ہے۔ سب لوگ ہنسنے لگے کہ ایک چالیس سالہ جوان اور ایک لڑکا چاہتے ہیں کہ تمام جہان میں حکومت کریں غیرہ وہ لوگ ہنس ہنسا کر منتشر ہوگئے۔

اللہ جل شانہ نے آپ کے کلام میں وہ برکت اور عظمت دی تھی کہ لوگ عش عش کرتے اور بجز استہزا وغیرہ کے جواب نہ دے سکتے۔

خیر ایک چھوٹا سا گروہ مسلمانوں کا ہوگیا اور کفار کی آتش غضب روز بروز مشتعل ہونے لگی آپ کو اور آپ کی اصحاب کو سخت ایذا دینے لگے۔ آپ نے بہ سرداری حضرت جعفر ابن ابوطالب حقیقی بھائی حضرت علیؑ کے بعض اپنے اصحاب کو حبش کی جانب ہجرت کرنے کو فرمایا اور وہ گروہ حبش کو گیا وہاں بھی کفار قریش نے پیچھا نہ چھوڑا اور بادشاہ حبش سے درخواست کی کہ ہماری فوج کے کچھ لوگ ہمارے خداؤں سے انحراف کرکے آئے ہیں اُن کو ہمارے سپرد کردو بادشاہ نے حضرت جعفر کو مع اصحاب کے بلایا اور واقعات پوچھے حضرت جعفر نے خدا کی یکتائی اور وحدانیت اور رسول اللہ کی نبوت و رسالت کی نسبت وہ مدلل تقریر کی کہ

بادشاہ حبش کو بہت پسند آئی اور کفار قریش کو بے نیل مرام اپنے دربار سے نکلوا دیا۔

اکثر محققین اسلام نے اسی کو ہجرت اولےٰ قرار دیا ہے اور قرینہ بھی اسی پر دال ہے۔

یہان بعد اسلام لانے عمر خطاب کے کفار نے وہ شورش اور کاوش کی کہ رسول اللہ صلعم کو شعب ابوطالب مین پناہ لینے کی ضرورت ہوئی یعنی گھربار چھوڑکر پہاڑ کی کھوہ مین جو اس نام سے مشہور تھا تشریف لیجانا پڑا۔ ابوطالب ایک اور دشمن قوم کی قوم کیا کرین۔ مکہ والون نے خرید و فروخت داد و ستد رسم معاملہ برادری سب ترک کردی اور ابوطالب سے درخواست کی کہ اپنے بھتیجے کو ہمین دیدو اور ہم مین سے جس کا لڑکا خوبصورت لائق ہنرمند جسے تم پسند کرو لے لو ابوطالب نے فرمایا استغفر اللہ میرے بھتیجے کے مقابل مین تمام جہان پاسنگ ہے۔

پھر ابوطالب کے رعب و داب افہام تفہیم سے صلح ہوگئی مگر کفار ہمیشہ آپ کی تاک مین رہتے اسی عرصہ مین مدینہ والے جو ہر سال مکہ مین آتے جاتے تھے آپ کے کلام معجز نظام پر فریفتہ ہوکر اس بات کے آرزومند ہوئے کہ آپ ہمارے یہان تشریف لائین۔

یہان کفار قریش نے جب یہہ قول و قرار سنا تو اور بھی جل مرے ابوجہل مردود و ابوسفیان مطرود نے اوباشون کو جمع کرکے شورہ کیا کہ آج رات کو محمد صلعم کا کام تمام کردو سب لوگ اس بات پر متفق ہوگئے اور صلاح ہوئی کہ ہر قبیلہ سے چند آدمی حملہ کرین تاکہ کوئی خاص قبیلہ قتل کا مجرم نہ تصور ہو۔ آنحضرت صلعم کو بذریعہ جبریل امین یہہ خبر پہونچی اور حکم ربی صادر ہوا کہ رات کو اپنے فرش مقدس و مُصلے ہمپایہ عرش پر علی ع اپنے بھائی کو سُلاکر آپ غار مین پوشیدہ ہوجائین اور یہان سے ہجرت فرمائین کیونکہ یہہ مقام خطرناک و آزاردہ ہے۔

آنحضرتؐ نے اپنے بستر پر حضرت علیؑ کو سلایا اور تشریف لیچلے ابوبکر کو بحکم خدا یا راہ مین ملجانے کے باعث جیسا شیعہ سنی مین جھگڑا ہے ساتھ لیا اور غار ثور امین پوشیدہ ہوے تین شبانہ روز غار مین رونق افروز رہے - بعدہٗ مدینہ مین نزول اجلال فرمایا -

یہہ خلاصہ جملہ تواریخ اہل سنت کا ہی جس کا دل چاہے دیکھ لے - چالیس سال کی عمر مین آپ کی بعثت ہی - اور اکیاونؔ سال مین ہجرت یس دس گیارہ برس بعد بعثت آپ مکہ مین رہ کر صرف لسانی جہاد فرمایا کئے - مدینہ پہونچنے کے بعد بھی جب کفار قریش نے آپ کا پیچھا کیا اور فوج جمع کر کے جدال و قتال پر آمادہ ہوے تب جہاد کا حکم نافذ ہوا کیونکہ اُس وقت اصحاب کی جماعت مین کثرت ہو گئی تھی جمین بہ نسبت مہاجر کے انصار زیادہ تھے -

مگر بعد نفاذ حکم جہاد و کثرت مہاجر و انصار بھی آنحضرتؐ نے حدیبیہ مین جو باوجود زیادتی و سرکشی کفار مکہ کے صلح کی اور جدال و قتال نہ کیا مصلحت سے خالی نہ تھی خلاصہ حال صلح حدیبیہ یہہ ہے کہ آنحضرتؐ نے قصد حج بیت اللہ شریف کا کیا اور حدیبیہ تک پہونچے کفار مکہ مزاحم ہوے اور آپ کو روکا آخر صلح پر دار و مدار ہوا کفار نے جو شرطین اپنے مفید و خاطر خواہ پیش کین وہ سب منظور کین جس مین اسلام کا ضعف اور کفار کا غلبہ صریح تھا یہانتک کہ تحریر صلحنامہ مین محمدؐ رسول اللہ کے الفاظ پر بحث ہوئی کفار نے کہا کہ اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے تو کیون یہہ جھگڑا ہوتا صلحنامہ مین محمدؐ ابن عبداللہ درج ہونا چاہئیے چونکہ رسول اللہ کا لفظ تحریر ہو چکا تھا آنحضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا رسول کا لفظ کاٹ کر ابن عبداللہ بنا دو حضرت علیؑ نے بپاس کمال ادب و ایمان عرض کی کہ

میرے ہاتھ مین یہ قدرت و جرأت نہین کہ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دون آنحضرتؐ
نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ کاٹ کر ابن عبداللہ بنا دیا صحیح بخاری مین مفصل
واقعہ درج ہے عمر خطاب کا اس صلح کی بابتہ یہ کہنا کہ مجھی ایسا شک نبوت آنحضرتؐ مین کبھی
اور نہین ہوا جیسا آج۔

دیکھو تاریخ خمیس اور اسد الغابہ اور اصابہ فی معرفت الصحابہ اہل سنت ابن حجر
عسقلانی جناب عائشہ سے ناقل ہین کہ اسلام نے جدائی ڈالدی تھی درمیان زینبؓ
دختر رسولؐ خدا و ابو العاص شوہر اُن کے سبب کے مگر رسولؐ خدا قادر نہ ہوئے کہ
دونون مین جدائی کردین کیونکہ وہ حضرت مکہ مین مغلوب تھے اور حلال و حرام مین فرق
نہ کر سکتے تھے لشکر اسلام نے ابو العاص کو گرفتار کیا اور آنحضرتؐ نے رہا کر دیا مگر اس
تفریق پر قادر نہ ہوئے یعنی لا تنکحوا المشرکین پر۔ اور جناب عائشہ فرماتی ہین
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے عائشہ اگر تیری قوم کا مجھے خوف نہ ہوتا تو مین خانہ کعبہ کو
از سر نو تعمیر کرتا۔

دیکھو آنحضرتؐ خوف کی وجہ سے خانہ خدا تعمیر نہ کر سکے ابتدائے بعثت رسولؐ
مقبول مین سورہ قل یا ایہا الکافرون نازل ہوا تھا جس کے
معنی یہ ہین نہ ہم تمہارے معبودون کی پرستش کرین نہ تم ہمارے معبود کی پرستش کرو تم
اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر رہین۔

جو ہیر صاحب نے قول جناب علی مرتضٰےؑ صفحہ ۲۳ اسرار الہدیٰ مین جو استحکام خلافت
ابو بکر مین لکھا ہے ہم اوپر بحث خلافت مین لکھ آئے ہین کہ آپ نے نہج البلاغت
مین فرمایا ہے انہ قال لابد للناس من امام بر او فاجر یعمل فے امرتہ المومن

لیستمع فیہا الکافر ویبلغ فیہا الرّاجل ویامن فیہا السبل ولیوخذ بہ للضعیف من القوے حتی یستریح بر ویستراح من فاجر۔
ترجمہ چارہ نہین آدمیون کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد کہ عمل کرے اُس کی حکومت مین مومن اور بہرہ پاوے اُس مین کافر اور پہونچ جاوے اُس حکومت مین تا اجل اور راہ مامون ہون اُس حکومت مین راہین اور ضعیف کا حق قوی سے دلایا جاوے اور آرام پاوے نیک بخت بد بخت سے اور راحت پائی جاوے اُس فاجر سے۔
پس انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہیے حضرت علیؑ کو اہل حق شیعہ اثنا عشری خدا نہین کہتے رسول اللہؐ نہین کہتے بلکہ بندۂ خدا۔
رسول اللہؐ کے بھائی وصی جانشین خلیفہ لہذا جیسا عموماً کل انبیائے مرسل کا طریقہ معاشرت دنیا مین رہنے اور بسر کرنے کا تھا خصوصاً جناب سیدنا محمد رسول اللہ کا ویسا ہی اُن کے خلیفہ برحق علیؑ ابن ابی طالب کا۔
آنحضرت بھی دنش گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ مین کفار اشرار سے مغلوب رہی اُن کی حکومت مین بسر کی اُن کی ایذائین سہین مصیبتین جھیلین انواع اقسام کی توہین تذلیل بدگوئیان گوارا کین ویسا ہی آپ نے پچیس چھبیس برس تک یہ سب صدمے اُٹھائی وہان رسالت تھی یہان خلافت جیسا اُس وقت رسول اللہ کو حکم جدال وقتال نتھا صبر و شکر ضبط و تحمل برداشت کرنے کی خدا کی جانب سے ہدایت تھی ویسا ہی آپ کو صبر و سکوت کی رسول اللہؐ کی طرف سے وصیت۔ جیسا آنحضرت کو بتدریج حکم جہاد ملا ویسا ہی آپ نے بھی اپنی خلافت حقہ مین نواصب و خوارج بصرہ و شام و نہروان وغیرہ پر جہاد کیا۔ جیسا رسول اللہؐ نے اپنے وطن سے ہجرت کی ویسا ہی

آپ نے مدینہ سے کوفہ کو ہجرت کی جیسا آنحضرتؐ باوصف ایذارسانی کفار کلمۂ
حق ادا کرنے اپنے کو رسول اللہ کہنے سے باز نہ آئے ویسا ہی آپ بھی اپنا
استحقاق خلافت علانیہ ظاہر کیئے گئے۔ جیسا رسولؐ اللہ نے حدیبیہ مین کفار سے
دب کر بقول عمر خطاب مگر نہین مصلحتاً صلح کر لی اور اپنے نام سے رسولؐ اللہ کا
لفظ خود کاٹ دیا۔ ویسا ہی آپ نے ابوبکر سے صلح کر لی۔
اور بقول جناب عائشہ خطبہ مین فرمادیا کہ ابوبکر مستحق خلافت ہین دیکھو حدیث
بیعت مندرجہ رسالہ ہذا جس مین بیعت کا وجود مقصود ہے اور جبکہ اس حدیث
صدیقہ مین بیعت کا نہ کرنا ثابت ہے تو اور حدیثین بمقابلہ قول صدیقہ مکذوب و مصنوعی
ہین۔ جیسا جناب رسالت پناہ کے اعوان و انصار روز بروز بڑھتے گئے
ویسا ہی جناب امامت دستگاہ کے یاران جان نثار و سر فروشان وفاشعار
روز بہ ترقی کرتے رہے جنگ جمل و صفین مین بقول ابن الحسن ذہبی مسعودی سنی المذہب
نوّے ہزار کا شمار تھا۔ دیکھو تشبیہ ہارونی کا تقیہ جیسا حضرت موسےٰ کے پہاڑ پر جانے
سے امت موسوی گمراہ ہوئی سامری ملعون کے اغوا سے ویسا ہی بعد وفات
رسولؐ خدا امت محمدی راہ حق سے پھر گئی بعض مخرب دین کی ترغیب و تحریص سے
مماثلت یوشع بن نون با حضرت علیؑ صفرا بنت شعیب زوجہ حضرت موسےٰ نے
حضرت یوشع سے جنگ کی یوشع تیس سال تک زندہ رہے۔ ایک بادشاہ
کافر سے صلح کر لی ویسا ہی حضرت علیؑ سے عائشہ زوجہ رسولؐ خدا نے جدال و
قتال کیا۔ آپ بھی اسی عرصہ تک زندہ رہے اور ابوبکر و معاویہ سے صلح مصلحتاً
بہ تقلید رسولؐ خدا کر لی۔ اب اس سے زیادہ صاف و صریح تشبیہات حضرت

ہارون و یوشع کیا ہو سکتے ہین -
جیسا آنحضرتؐ کے اصحاب خاص مثل حضرت یاسر وغیرہ کو کفار مکہ نے مار تکلیفین
دین ویسا ہی امامت دستگاہ کے یاران باوفا خلیفہ بلافصل تصدیق کرنے والے
حضرت عمار و ابوذر و مالک اشتر وغیرہ کو خلفائے ثلثہ کی حکومتون مین ایذائین و
مصیبتین جھیلنی پڑین دیکھو تاریخ اعثم کوفی سنی المذہب عمار یاسر کو خلیفہ ثالث نے
حق کلمہ کہنے پر اپنے غلامون سے پٹوایا اور خود بھی انکے پیٹ پر پیر و پر اس قدر
لاتین مارین کہ وہ بیہوش ہو گئے اور نماز مغرب ان سے قضا ہو گئی حضرت ابوذر
غفاری شام مین تھے اور حق باتین کہا کرتے معاویہ نے خلیفہ صاحب سے شکایت
کی اُس پر حکم ہوا ابوذر کو ایک شتر برہنہ ولاغر پر سوار کرا کے مدینہ روانہ کرو
اور اُس کے ساتھ ایک شخص وحشی و بدمزاج کریہہ منظر بد صورت کو بھیجو جو
رات دن اونٹ ہانکتا رہے ابوذر کو آرام نہ لینے دے چنانچہ اسی حیثیت سے
ابوذر مدینہ پہونچے شتر کی برہنہ پیٹھ اور تیز رفتاری سے زانون کا چمڑا الٹک آیا
اور قریب المرگ ہو گئے خلیفہ صاحب کے روبرو لائے گئے خلیفہ نے کلمات
ناملایم کہے ابوذر نے جواب ترکی بترکی دیا خلیفہ نے سزا دینی چاہی حضرت
علیؑ موجود تھے مانع ہوئے خلیفہ نے کہا خاک ہو تیرے منھ مین اے ابن
ابیطالب غرضکہ بڑی بحث و تکرار کے بعد ابوذر کو جلاوطن کی سزا ملی اور ابوذر
زبدہ کو چلے گئے - اسیطرح مالک اشتر کو ولید میخوار حاکم کوفہ کے جھوٹی شکایتون
پر جلاوطن ہونا پڑا - خلاصہ یہہ کہ حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل سمجھنے والے خلفاء کی
عہد مین مخذول و مغلوب و مصیبت کش رہے جیسا رسول اللہؐ کہنے والے

مکہ مین جیسا آنحضرت کے گلوئے مبارک مین عقبہ بن ابی معیط مردود نے چادر کا پھندا
ڈالکر خاص کعبہ مین کھینچا جس سے حضرت کا گلا گھٹ گیا ویسا ہی حضرت علیؑ کے گلے مین ریسمان
ڈالکر منافقون نے کھینچا مکان جلانے کو آگ و لکڑیان دروازہ پر جمع کین بضعتہ الرسول
کے پہلو پر دروازہ گرا دیا گھر کے اندر جو یاران باصدق و صفا جمع تھے اُن سے لڑنے قتل پر
آمادہ ہوئے صحیح بخاری دیکھو عمر خطاب ان سب مین پیش رو تھے جیسا آنحضرتؐ اپنی
رسالت و نبوت ظاہر کرنے طائف کو تشریف لیگئے اور شیاطین طائف آپ کو مجنون
و دیوانہ وغیرہ کہکر دور تک توہین و استہزا کرتے پیچھے چلے آئے ویسا ہی حضرت
علی بھی شب کو جناب فاطمہؑ زہرا کو دراز گوش پر سوار کر کے اپنی خلافت بلا فصل جو خم
غدیر مین ہوئی تھی استحقاقاً ظاہر کرنے کو مہاجر و انصار کے دروازون پر پھرے
اور فرمایا اے نا اہلو کور باطنو منافقو کل کی بات بھول گئے اور رسول اللہ
کی وفات ہوتی ہی خدا اور رسولؐ کے حکمون سے انحراف کرتے ہو مین وہی علیؑ
ہون جسکا ہاتھ تھام کر اپنے برابر منبر پر بلند کر کے خم غدیر مین رسول اللہؐ نے بحکم خدا
فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ - اور یہہ تمہارے نبیؐ کی نور نظر
لخت جگر فاطمہؑ بنت رسول اللہ ہین جنکو گمراہان وادی ضلالت و شقاوت ایذائین
دیتے ہین اُن کا رزقہ چھینتے ہین جو میراث پدری ہے اُن کو اُن کے پدر عالی مقدار نے
بحکم خدا دیا تھا - یہہ حسنؑ و حسینؑ رسول اللہؐ کے فرزند دلبند ہین جو اپنے جد بزرگوار
کے انتقال پر ملال و اپنے باپ و مان کی مصیبتین دیکھ کر روتے تڑپتے بلبلاتے ہین
اور کوئی نہین پوچھتا جیسا طائف والون نے آنحضرت کو دیوانہ و مجنون کہا اُس وقت
مین بھی شاید حضرت علیؑ کی نسبت یہہ کلمات استعمال ہوئے ہون - مگر جو مرحمت

شیاطین طائف کی سنت ادا کر رہے ہین (بصورت دلوائگان کس بہر پساد) اور بے حفظ پاس ننگ و ناموس کا بھی فقرہ جو پیر صاحب کی ایجاد ہے خیر یہان تو شب کا پردہ حائل تھا اور مظلومیت کی حالت مگر جنگ جمل مین جناب عائشہ اونٹ پر سوار روز روشن مین ہزارہا نواصب و خوارج کی صف مین حاضر ہوکر زبان مبارک سے اقتلو العلی و انصارہ کا نعرہ مارتی تھین۔ اور معاذ اللہ بروایت بخاری رسول اللہ کے کاندھے پر چڑھ کر رقاصونکا ناچ دیکھین۔ وہان ننگ و ناموس کا محافظ کون تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ جیسا آنحضرت نے باوجود ظلم و جور کفار مکہ و توہین و تذلیل خود حالانکہ صدیق اکبر و فاروق اعظم ذوالنورین ایسے مغرب سے مشرق تک اسلام پھیلانے والے اشد علے الکفار وغیرہ مصاحب خاص موجود تھے کسی کافر پر تلوار نہ اٹھائی نہ انکی تلوار کسی کافر کے گرد پھری یہانتک کہ کفار کے خوف سے غار مین پوشیدہ ہوئے ویسا ہی حضرت علیؑ کی بھی تلوار زمانہ ثلثین تک کسی مرتد و منافق کے گرد نہ پھری اور صبر و شکر جسکا حکم تھا فرماتے رہے مگر ہان جیسا رسول اللہ کو بعد عرصہ دراز سرکشی و زیادتی کفار کی وجہ سے حکم جہاد ملا تو ویسا ہی حضرت علیؑ کو بھی جنگ جمل و صفین و نہروان مین نواصب و خوارج کو فی النار کرنے کا حکم ملا جو اسلام کی تاریخ مین بے نظیر اور عدیم المثال ہے تاریخ دیکھو دی سنی المذہب دیکھو جنگ جمل مین تیرہ ہزار نواصب و خوارج قتل ہوئے اور آپ کے ہمراہیان باایمان مین سے صرف پانچ نفر نے شہادت پائی اللہ اکبر۔ دیکھو حق و باطل مین بہم فرق ہوتا ہے۔ ایسا ہی رسول اللہ کی حرب و ضرب مین ہوا ہے کہ اکثر فی ہزار ایک یعنے کافر اگر ہزار جہنم واصل ہوئے تو مومن ایک داخل جنت

جنگ صفّین کا حال تاریخ مذکورہ مین دیکھو ستائیس ۲۷ لڑائیان ہوئین شامیون کے
کشتون کے پشتے اور انبار ہوگئے مگر یہان وہی معدودے چند بہر وان مین
بھی یہی حال ہوا واقعات تاریخی دیکھنے سے لطف آتا ہی۔
پس اب غور سے دیکھو رسول اللہ کا دس گیارہ برس مکہ مین اُس طرز و طریقہ سے
رہنا جو اوپر مذکور ہوا۔ قل یا ایھا الکافرون کا نازل ہونا۔ بعد غلبہ اسلام
بھی حدیبیہ مین شرائط کفار کو غلبہ سمجھ کر صلح کرنا اپنا رسول اللہ لکھنا بلکہ اس لفظ
کو خود محو کر دینا۔ غار مین پوشیدہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔ بعدہ حضرت علی کا یہہ فرمانا
کہ انسان کو چارہ نہین امیر سے نیک ہو یا بد ہو مسن کو اُس کی حکومت مین بسر کرنا
چاہیئے۔ پھر اب کیا اعتراض باقی رہا جیسا خدا نے اور اُس کے رسول نے
کیا بعینہ وہی حضرت علی نے اگر خدائے قادر مطلق کفار مکہ کا تختہ مثل قوم لوط الٹ
دیتا۔ رسول اللہ ابوجہل و ابوسفیان کی سرداری بزور شمشیر چھین لیتے اور خود امیر
مکہ بنجانے شروع ہی سے جہاد شروع کر دیتے تو حضرت علی بھی سب ہی کچھ
کر دکھاتے مگر یہان تو اطاعت خدا و رسول کا طوق گران گلوگیر تھا کیونکر خلاف
حکم دم مارتے۔ اگر کوئی کہے ابوبکر وغیرہ کی بیعت کی اُن کی اطاعت مین رہے
شورہ خلافت مین شریک رہے اُن کے پیچھے نماز پڑھا کیئے۔ ہم کہتے ہین بیعت
کرنا قول عائشہ صدیقہ سے ثابت نہین۔ خلافت مین نہ شریک ہونا خط معاویہ
بنام محمد ابی بکر سے ثابت ہی (علی کو امر خلافت مین اُنھون نے یعنی ابوبکر و عمر
نے اپنا شریک نہ کیا اپنی باتون کی اُن کو خبر نہ دی) نماز کا پڑھنا بھی تحقیق نہین
تو فرضاً اگر بقول اہل سنت رسول اللہ نے عبد الرحمن بن عوف کے پیچھے نماز

پڑھی ویسا ہی حضرت علیؑ نے بھی پڑھ لی ہوگی۔ اور جب یہ مسئلہ حضرات شیعہ اعادہ کر
لیا ہوگا اطاعت خدا و رسولؐ میں تھی خلفاء کی اطاعت کیسی وہ اپنی خلافت میں
مصروف تھے اپنے گھر قرآن جمع کرنے میں دیکھو خلفاء کے عہد میں صد ہا لڑائیاں
ہوئی ہونگی کسی میں بھی حضرت علیؑ شریک ہوئے ہرگز نہیں۔ پس جیسا اور انبیا
و خود رسولؐ اللہ غیروں کی حکومتوں میں بسر کرتے رہے ویسا ہی آپ بھی غرضکہ
جیسا رسول اللہ کو حالت قیام مکہ و صلح حدیبیہ وغیرہ میں حکم تھا ویسا ہی حضرت علیؑ
کو سمجھ لینا چاہیئے سر مو فرق نہیں ہے۔

اب سنیئے اسلام برائے نام جو بعد انتقال جناب رسولؐ خدا خلفائے ثلثہ نے
جاری کیا اور اب تک کثرت کے ساتھ باقی ہے اگر نظر انصاف سے دیکھا
جاوے تو ایمان حقیقی کے ساتھ ہرگز مناسبت نہیں رکھتا جس سے تصدیق بالقلب
و اقرار باللسان کہتے ہیں کیونکہ جب کتاب اللہ میں مخالفت و طریقہ رسولؐ اللہ میں منافقت
بقول مخبر صادق پیدا ہوگئی تو اُن کی تبعیت و بجا آوری احکام میں بُعد المشرقین کا فاصلہ
رہا اور جبکہ اسلام حقیقی میں طرح طرح کی ایجادیں اور اختراعات حسب تصدیق رسولؐ اللہ
کی گئی تو وہ اسلام کہاں جو رسولؐ خدا کے عہد مبارک میں تھا پس ظاہر ہے کہ
اسلام حقیقی جس سے خدا اور رسولؐ کی اطاعت مشتق ہے ہرگز نہ رہا ہاں سیرت شیخین
و سنت جماعت یعنی جن امور پر عام نے اجماع و اتفاق کر لیا ہے وہی سنت
واجب التعمیل قرار پا گئی خدا و رسولؐ کے حکموں کی ضرورت نہ رہی۔ دیکھو
بعد وفات عمر خطاب حضرت علیؑ اور عثمان خلافت کے لیئے جب منتخب کیئے گئے
تو پہلا سوال اُن سے یہی ہوا کہ سیرت شیخین پر عملدرآمد کرنا ہوگا حضرت علیؑ

نے انکار کیا وہ محروم رہے۔ عثمان بن عفان نے اقرار کیا اُن کو منصب خلافت مل گیا۔ دیکھو صحیح بخاری و تاریخ اہل سنت۔ جملہ بنی ہاشم نے بیعت نہ کی اور علحدہ رہے۔

پس ابتدا سے جو اسلام کی بنیاد بگڑی یعنی جس کی لاٹھی اُس کی بھینس اب تک نہ سنبھلی۔ جس نے کچھ دنیا کے شعبدے دکھائے لقمہ تر کی چاٹ دی ہزاروں لاکھوں شہد کی سی مکھی ٹوٹ پڑے نہ خانہ خدا کو چھوڑا نہ مدینہ رسولؐ کو کتاب اللہ میں مخالفت طریقہ رسولؐ اللہ میں مفاسد عظیم ہو ہی چکے تھے۔

پھر اب کیا خوف تھا اسلام کے پردہ میں ہر مجدد و مقلد خود رائے و قیاس کو س لمن الملک بجانے لگا اور اسلام کو جس طریقہ پر چاہا دہر گھسیٹا ہزار منہ ہزار باتیں بیچارا اسلام عجب کش مکش میں پڑا ہے کس کی سنے اور کس کی مانے جس نے علم خلافت و امامت بلند کیا اُسکے سایہ میں موجود۔ گزشتہ انقلابات کو جانے دو اسکی زمانہ کے اسلام پر غور کرو۔ ہندوستان ہی میں اسلام کی کیا کیفیت ہے۔ شیعہ اہل حق تو اس اسلام کو دور ہی سے سلام کرتے ہیں اہل سنت میں باہم خلفشار جو ہو رہا ہی تماشے کے لائق ہے۔

جس کا کچھ مختصر سا ذکر اوپر اس رسالہ کے کیا گیا ہے اور لطف یہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے کو ناجی اوروں کو ناری بناتا ہے اور رسولؐ خدا کا حدیث بھی صرف ایک فرقے کے ناجی ہونے کی مصدق ہے پس اس حساب سے بھی بجز فرقہ مخصوص کے کل فرقہائے اسلامی ناری ہونگے اور اسلام بدتر از کفر سمجھا جائگا اب دیکھو ناجی ہونے کی بھی تخصیص خاص ہے پر قرار پائی نہ عام ہر اور دہ

اسلام جو مشرق سے مغرب تک پھیلا محض بیکار و بے سود رہا۔ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا
انصاف اور ایمان سے اگر دیکھا جاوے تو یہ انقلابات و مفاسد و مخالفت
و منافقت اسلام مین جو ظاہر ہوئے اُن کی بنیاد ابتدائی صرف حب جاو مناصب
دنیاوی تھے جس نے خدا و رسول کے احکام صاف و صریح سے روگردان
کرکے اختراعات و ایجادون پر آمادہ کیا۔ آیات بینات مین تاویلین عجیب
توجیہین رکیک الفاظ کے معنون مین اُلٹ پھیر زیر زبر پیش اعراب کے زور سے
اپنے خاطر خواہ معنے نکال لینا غرضکہ کیا کچھ نہین ہوا۔ دیکھو ایک مختصر آیہ کریمہ
وضو کا ہے۔ (فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الے المرافق وامسحوا
برؤسکم وارجلکم الے الکعبین۔ صاف معنے یہ ہین۔ غسل دو اپنے منھ
کو اور ہاتھونکو کہنی تک اور مسح کرو اپنے سرکو اور پیرون کو ٹخنون کے جوڑ
تک۔ پس اس ارجلکم پر وہ چڑہائی ہوئی — اور زیر زبر پیش کے زور سے
وہ تاویلین اور توجیہین نکالی گئین کہ پیرون کو دہونا جبراً قایم کر دیا گیا ہزارون دلیلین
لاکھون توجیہین بنائی گئین حالانکہ دہونا منھ اور ہاتھونکا اور مسح کرنا سر اور
پیرونکا بالکل علحدہ ہے نہ سیاق نہ سباق نہ ربط نہ ضبط مگر وہی مرغے کی ایک
ٹانگ۔

رسول اللہ کے عہد مبارک مین اعراب زیر زبر پیش کہان تھا سب لوگ سیدہی طرح سے
پڑہتے پڑہاتے رہے نہ اختلاف ہوا نہ بحث اور جب قرأت مین کسی کو شبہہ
ہوا آنحضرت نے اصلاح فرمائی۔ اسی طرح عملدرآمد مدت تک ہوتا رہا۔ یہ تو
ظاہر ہے کہ وقتاً فوقتاً جو سورہ و آیت نازل ہوئی وہ تحریر کی گئی لوگ پڑہتے

پڑہا تے رہے ہان جمع ہو کر مجلد نہ کیا تھا متفرق تھا۔
دیکھو حدیث ترمذی اسلام عمر خطاب ابن سعد اور ابو یعلے اور حاکم اور بیہقی انس سے روایت کرتے ہین۔ عمر خطاب بارادہ قتل رسول اللہ تلوار کمر سے نکال کر گھر سے باہر نکلے راہ مین بنی زہرہ مین سے ایک مرد ملا اور پوچھا کہان جاتے ہو عمر نے کہا محمد کو قتل کرنا چاہتا ہون اُس نے کہا بنی ہاشم سے کیون کر اسن ملے گا عمر نے کہا شاید تو بھی بے دین ہو گیا وہ بولا اس سے زیادہ تعجب کی بات تم کو سناؤن تم کو خبر نہین تمہاری بہن اور بہنوئی دونون بے دین ہو گئے۔ عمر یہہ سنکر اپنی بہن کے گھر آئے اُسوقت ایک انصاری خباب بن الارت سورہ طہٰ پڑہ رہے تھے عمر کی آہٹ پاکر خاموش ہو رہے اور کسی گوشہ مین چھپ گئے۔ عمر نے بہن اور بہنوئی سے پوچھا یہہ نرم آواز کس کی تھی دونون نے کہا آپس مین باتین کر رہے تھے۔ عمر نے کہا تم دونون بے دین ہو گئے ہو۔ بہنوئی نے کلمہ حق کہا عمر نے اُسے زمین پر پٹک کر خوب مارا بہن چھڑانے آئی اُسے بھی ایک طمانچہ رسید کیا تب اُس نے غصہ مین آکر کہا کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے اور محمد اُس کے رسول۔ عمر نے کہا وہ صحیفہ جو تم پڑہ رہے تھے مجھے دکھاؤ۔ بہن نے کہا تو ناپاک ہے ایسی کتاب بجز پاک لوگون کے دوسرا نہین چھو سکتا۔ جا غسل کر۔ عمر نے غسل کیا بہن نے صحیفہ دیا پڑہنے لگے اور معقول ہو کر حضرت کی خدمت مین آکر مسلمان ہو گئے۔
پس ثابت ہو گیا کہ ابتدائے بعثت سے قرآن کا لکھا جانا شروع ہو گیا تھا اور مسلمان دیکھ کر پڑہا کرتے تھے۔ حضرت علیؑ نے قرآن جمع کیا اور پیش کر کے چاہا مسلمان لوگ اِسے استعمال کرین مگر پسند نہ ہوا جنکی نسبت حضرت رسول خدا کی حدیث مقبولہ فریقین

موجود تھی (قرآن علیؑ کے ساتھ اور علیؑ قرآن کے ساتھ) پس آپ سے زیادہ قرآن کے رموز و نکات و معنی و مطالب کو کون جان سکتا ہے۔ رسولؐ خدا کی پیشین گوئی پوری ہونی چاہئیے سو ہوئی یعنی کتاب اللہ میں مخالفت پیدا ہو گئی اور جبکہ مسئل خلافت کے عام کا رجحان اس قرآن مروجہ پر ہو گیا تو پھر کوئی کوشش مفید و کارگر نہ ہوئی ہاں جو لوگ مصدق حکم خدا اور رسولؐ تھے یا اب ہیں وہ مخالفت و منافقت سے دور رہکر آیات بینات کے معنی و مقاصد شان نزول صاف اور سیدھے طریقہ پر سمجھ لیتا ہیں نہ تاویل کرتے ہیں نہ توجیہہ نہ وہم نہ قیاس۔

قرآن موجودہ بیشک منزل من اللہ ہے کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہے۔

بعض محقق علمائے حضرات شیعہ نے جو کمی الفاظ ہونا کتب اہل سنت سے ثابت کیا ہے وہ بہت صحیح ہے کیونکہ مثل عبد اللہ بن مسعود وغیرہ صحابی آنحضرتؐ نے قبول کیا ہے کہ عہد مبارک رسول اللہؐ میں ہم اسی طرح پڑھتے تھے جیسا آیہ کریمہ یا ایّھا الرّسول بلّغ۔ میں ملا کاشانی کی تفسیر سے اِنَّ عَلِیًّا مَوْلیٰ المؤمنین۔ امام فخر الدین رازی نے بہ نقل سیوطی بیان کیا ہے کہ ابن مسعود سورہ قُل اعوذ بربّ الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو داخل قرآن نہ جانتے تھے یہ روایت اکثر کتب اہل سنت میں مذکور ہے امام رازی کہتے ہیں کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانہ میں متواتر نہ ہو یا ان صحابیوں کو کافر قرار دیں کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا فر ہے اور دونوں صورتوں میں بھی فساد لازم آتا ہے پس دیکھو ابن مسعود کیسے صحابی ہیں اُن کے بیان کی کہاں تک وقعت رہی کہ فخر رازی سا امام اہل سنت اُن کے رد قول میں فساد ظاہر کرتا ہے اور بیشی آیات بھی تسلیم کرتا ہے پس اہل سنت ہی کے یہاں کمی و بیشی

قرآن مین جھگڑا ہی۔
پھر کیف بیشی الفاظ پر علمائے شیعہ نے رائے نہین دی پس جو کچھ موجود رہا اور رہے
واجب التسلیم و تعمیل۔ ہمکو نہایت تعجب ہے کہ جو قرآن بعہد خلافت اول مین زید بن ثابت
صحابی نے بحکم خلیفہ اول جمع کرکے مجلد کیا اور زمانہ خلافت ثانی تک اسپر عملدرآمد
ہوا وہ کیون غیر مفید و بیکار تصور ہوا اور تمام جلدین اطراف و جوانب سے طلب ہو کر
جلا دی گئین۔ مروان کی وزارت مین پھر قرآن بطرز جدید جمع کیا گیا جس کی ترتیب
شان نزول مین فرق رہا آیات مکی و مدنی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اگر خدا نے لوح محفوظ پر وعدہ
حفاظت کیا تھا تو یہہ حفاظت کیسی پھر رسول اللہ سے زمانہ خلافت ثانی تک جو قرآن رائج الوقت
اور مخزن دین و دنیا تھا وہ کیون غلط سمجھا گیا اگر صحیح تھا تو کیون جلایا گیا۔ اصل بات یہہ ہے
کہ مخبر صادق کا قول کیونکر نہ صادق ہو مخالفت کتاب اللہ کا بانی و موجد مروان مطرود
وزیر اعظم خلیفہ ثالث کو فرمایا تھا وہی ہوا بیچارے خلیفہ ثالث پر یہہ دھبہ تا قیام
قیامت باقی رہا اور انھین کے نامہ اعمال مین قرآن سوزی لکھی گئی اگر براہ نادانی
یہہ اعتراض کیا جاوے کہ حضرت علیؑ نے اپنی خلافت مین اپنا قرآن جمع کیا ہوا کیون نہ
جاری کیا اور مخالفت کتاب اللہ کو نہ مٹایا۔ جواب یہہ ہے کہ یہی اعتراض معاذ اللہ
رسول خدا پر بھی ہو سکتا ہی۔ آنحضرت نے قرآن کو جمع کیون نہ کیا اور کیون اسطرح چھوڑ
گئے کہ ہر خلافت مین بطرز جدید جمع کرنے کی نوبت پہونچی اور مخالفت پیدا ہو گئی۔
مگر نہین آنحضرتؐ قرآن جسطرح نازل ہوتا رہا کاتب وحی سے لکھوا دیا کرتے جمع کرکے
مجلد کرنے کی ضرورت نہ سمجھی کیونکہ خود ہی قرآن ناطق تھے مگر ہان یہہ ضرور فرما دیا
کہ کتاب اللہ مین مخالفت اور طریقہ رسول خدا مین پیدا کرنے والا فلان مردود مطرود

ہے اُس سے ہوشیار رہنا اُس کے مکر و فریب مین نہ آنا دین مین ایجاد نہ کرنا مگر بجز خاص قدسی صفات کے عام نے نہ سنا اور وہی ہوا جو آنحضرتؐ نے فرمایا دیا تھا۔

حضرت علیؑ کو اتنی فرصت ہی کہان ملی کہ اپنا قرآن جاری کرتے ادہر خلافت ظاہری کی بسم اللہ ہوئی اُدہر جناب عائشہ بصرہ مین آ کودین اور علم بغاوت و مخالفت بلند کرکے جدال و قتال پر آمادہ ہوئین مجبور اُنکا شر دور کرنا ضرور ہوا آپ اُس طرف متوجہ ہوئے اور لڑ بھڑ کر اُنکا قصہ تمام کیا تھا کہ معاویہ شامی مدعی خلافت ہو کر صفین مین صف آرا ہوا اُس سے بہتر لڑائیان پے در پے ہوئین۔ دیکھو تاریخ ذہبی مسعودی ہیں حتیٰ کہ حضرت علیؑ نے قبل شروع ہونے لڑائی کے معاویہ کو پیغام بھیجا کہ مین نے کلام اللہ سے تم پر حجت ختم کی اور کتاب اللہ سے دعوت کی اور مین نے تمہارے لیئے صاف رستہ چھوڑ دیا بتحقیق اللہ مکارون کو نہین ہدایت کرتا۔ شامیون نے ایک نہ سنی اور جنگ پر تل گئے عمار یاسر صاحب خاص رسولؐ خدا و علیؑ مرتضیٰ صف جنگ مین پہونچکر للکارے اے آدمیو کوئی خدا کی طرف چلنے والا ہے جو بڑا مرتبہ پاوے خدا کی قسم ہم قرآن کی تاویل پر تم سے لڑینگے جیسا کہ اُس کے نزول پر لڑے ہم نے تم کو پہلے قرآن کی حقیقت پر مار مار کر مسخر بنایا آج ہم اُس کی تاویل کا اقرار مار کر تم سے لیتے ہین تاکہ حق جاری ہو۔ جب معاویہ مغلوب ہوا اور جنگ سے مجبور تو پانچسو قرآن نیزون مین باندھ کر بلند کیئے اور براہ فریب ہمراہیان حضرت علیؑ مین تفرقہ ڈالدیا چنانچہ اشعث بن قیس وغیرہ نے کہا کہ ہم تو کتاب خدا قبول کرتے ہین اُس سے نہین پھرتے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ازوف ہو تم پر اُنھون نے یہ قرآن اس لیئے نہین اُٹھائی

کہ وہ اُن کو جانتے اور مانتے ہین فقط مکر و فریب و جعلسازی سے یہ قرآن
نیزہ و نیزہ پر بلند کیے ہین اور مین اسی واسطے تو اُن سے لڑتا ہون کہ وہ قرآن کا حکم مانین
اُنھون نے تو اللہ کی نافرمانی کی اور قرآن کو پیچھے چھوڑ دیا۔ مین قرآن ناطق
ہون میرا کہنا مانو اور سچ پر قایم رہو مین خوب جانتا ہون معاویہ اور عمرو عاص اور پسر ابی معیط
و حبیب بن مسلمہ و فہری تابعہ وغیرہ دیندار اور قرآن کے عامل نہین ہین اور مین اُن کو
خوب پہچانتا ہون اور اُنکے چھوٹے بڑون کو جانتا ہون کہ نہایت بدترین اطفال و
مردان ہین۔

آخر اس قرآن کی ضمانت و کفالت پر معاویہ نے جو عہد و دغا کیا وہ ظاہر ہے
دیکھو کارروائی عمرو عاص و ابوموسے اشعری ؎

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے — دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

بعدہ خوارج نہروان کو بزور ذوالفقار شرربار فی النار کیا اور کوفہ مین واپس تشریف
لا کر جام شہادت نوش فرمایا۔ پس قرآن کا رائج کرنا ایسے انقلابات عظیم مین کیونکر ممکن
تھا اور اگر فرصت بھی ملتی تب بھی بتدریج اسی قرآن مروجہ کو مکمل فرما دیتے اور جو اختلافات
و منافقت معنی و مطالب و مقاصد مین ہوئے ہین اُن کو دور کر دیتے۔ نہ یہ کہ تمام دیار
و امصار سے جلدین قرآن کی منگا کر جلا دیتے نعوذ باللہ منہا پس جیسا جناب رسول
خدا باوجود خواہش دلی و عزم قلبی خوف قوم عائشہ سے خانہ خدا کی تعمیر نہ کر سکے
ویسا ہی حضرت علیؑ اپنا جمع کیا ہوا قرآن نہ جاری کر سکے دیکھو کیسی مناسبت
ملی ہے۔

اب حدیثون کا طور بار و انبار دیکھو نہ حصر ہے نہ انتہا ہر فرقہ اسلامی اِن حدیثون سے اپنا

مطلب نکال لیتا ہے اور ہر ایک جدا مذہب قایم کرتا ہے قریب آتی فرقے کے تو شدہ
ہو گئے ہین خبر نہین اور کس قدر ہونگے اور انہین حدیثون کے وسائل و ذرائع سے
ہزار دو ہزار اور مذاہب قرب قیامت تک ظاہر ہو جاوینگے - حدیثین کیا ہین ایک
بڑے دوا فروش کی دوکان کی دوائین ہین جو ہر مرض کے لیئے مل سکتی ہین خود علماے
اہل سنت نے اقرار کر لیا ہے کہ لاکھون حدیثین مصنوعی و موضوعات سے ہین اہل سنت
کی مسند ابو حنیفہ خوارزمی مین لکھا ہے کہ کہا یحیے بن معین نے کہ واقدی نے بیس ہزار
حدیثین بنائین اور رسول خدا کی طرف اُن کی نسبت کی شافعی نے کہا کہ واقدی کی کتابین
سراسر کذب و لغو ہین - انہین واقدی صاحب کو امیر المومنین فی الحدیث کا لقب
ملا ہے پس اہل سنت کے ایک عالم کا یہہ حال ہے کہ بیس ہزار حدیثین بنا کر رسول خدا پر
تہمت لگائی اور وہ حدیثین مشہور اور شایع ہون تو کیا ٹھکانا - ابو جعفر اسکافی نے
بجواب حافظ عثمانی کیا خوب تقریر کی ہے یہہ سب جانتے ہین دولت و سلطنت
اُنہین کے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے ہم آواز ہون اور قدر و منزلت
اُنہین علماء و شیوخ کی ہوتی تھی جو فضائل ابوبکر بیان کرتے بنی اُمیہ کی اسباب
مین کس قدر تاکید و سختی ہے کہ بدون اس کے کسی طرح دنیا سے تمتع ممکن نہین پس
محدثین نے کوئی دقیقہ ایسی روایات کے بنانے مین اُٹھا نرکھا اور چونکہ یہہ امر بدون
اخفائے مناقب علیؑ ابن ابیطالب ممکن نہ تھا ہر طرح درپے ہوئے کہ ذکر علی و
اولاد علیؑ کو محو کرین اور اُن کے فضائل و مناقب و سوابق کو ہٹائین چنانچہ اسی لیئے
سب کو برانگیختہ کیا کہ آنحضرات کو سب و شتم کرین اور فقیہ و محدث و قاضی و متکلم سب کے
سب لوگون کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہین کہ اُن کے فضائل نہ بیان کرین پس

محدثین حضرت علیؑ کا ذکر ہی نہین کرتے نہ نام لے سکتے ہین اور اہل مذاہب جس قدر ہین
وہ سب اسی بات پر تلے بیٹھے ہین کہ فضائل و مناقب اہل بیت اطہار باطل کردین تاویلات
بعیدہ اور حیلہ و مکر سے کام لین ۔ خارجی ہون یا ناصبی عثمانی ہون یا معتزلی یا
جو فرقے ان فرقون سے نکلے سب کی یہی خواہش ہے کہ فضائل اہل بیت کو مخفی
کرین ۔ زمانہ معاویہ و یزید سے مابعد سلاطین بنی امیہ تک جو اسی حال تک
رہا کوئی دقیقہ سب و شتم لعن و تبرا کا اٹھا نہ رکھا اور یہ امر ظاہر ہے کہ سلاطین و ملوک
کوئی دین و مذہب یا بدعت جاری کرتے ہین تو اپنی رعایا کو اس کی تعمیل پر ایسا
مجبور کرتے ہین کہ اس دین و مذہب کے سوا دوسرے سے واقف تک نہون
دیکھو حجاج بن یوسف نے جو عامل عبد الملک بن مروان تھا علاوہ ان ظلم و
ستم کے جو اہل بیت اطہار و خانہ خدا و مدینہ رسولؐ پر کیئے لوگون کو اس بات پر
مجبور کیا کہ قرآن کو بقرأت عثمان پڑہین اور قرأت ابن مسعود و ابی بن کعب کو
ترک کرین جو رسولؐ خدا کے عہد مبارک سے جاری و ساری تھی بیس برس اسکی
سلطنت رہی مگر اس کی زندگی ہی مین تمام ملک عراق قرأت عثمانی پر متفق ہو گیا
اگر ابن مسعود و ابی بن کعب کی قرأت پر کوئی پڑہتا تو اسے وہ لوگ قرآن ہی نہ سمجھتے
بلکہ موضوعات سے خیال کرتے ۔
وضع حدیث کے مرض مین ایک بڑی جماعت مبتلا ہو گئی جن کے مقاصد و مطالب
جداگانہ تھے بعض ان مین زنادقہ ہین مثل مغیرہ بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی جنہون نے
صرف شک پیدا کرنے کی غرض سے حدیثین بنائین ۔ ابو العینا خود مقر ہے کہ ہم نے
اور جاحظ نے حدیث فدک بنائی اور شیوخ بغداد کے روبرو پیش کی سب نے

اقبول کر لیا مگر ابن شیبہ علوی نے کہ وہ حیران گیا کہ اول حدیث آخر سے نہیں ملتی یعنی بے ربط ہے سلیمن بن حرب کہتا ہے کہ ایک شیخ مجہول الاسم کی خدمت میں گیا دیکھا وہ رو رہا ہے وجہ پوچھی اُس نے بیان کیا کہ چار سو حدیثیں وضع کرکے کتاب میں داخل کردیں اب کیا کروں اکثروں نے صرف درد دین وتحفظ قرآن مجید کے لیئے حدیثیں بنائیں تا کہ لوگ فضائل اعمال کی طرف رغبت کریں مثل ابی عصمہ ونوح بن مریم مروزی ومحمد بن عکاشہ کرمانی واحمد بن عبداللہ جویباری وغیرہ چنانچہ کسی نے ابی عصمہ سے پوچھا کہ تم اس قدر حدیثیں ہر سورہ کی فضیلت میں ابن عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت کرتے ہو مگر شاگردان عکرمہ ایسے واقف نہیں ہیں تو ابی عصمہ نے کہا کیا کروں میں نے دیکھا کہ لوگ فقہ ابو حنیفہ ومغازی ابن اسحاق میں مشغول ہیں اور قرآن سے بالکل روگرداں ہو رہے ہیں اسلیئے میں نے قربتاً اللہ یہہ احادیث وضع کیں - بہر کیف جب واضعین حدیث کی یہہ کثرت اور اُن کے مقاصد کی یہہ حالت ہو سلطنت کا وہ تقاضا مذہب کے وہ اغراض تو ایسی صورت میں سب خلفائے ثلثہ اور توہین حضرت علی واہل بیت اطہار میں موضوعات کا بننا اور مشہور ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے -

مگر ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا رہا اور حضرت علی ع واہل بیت اطہار کے فضائل ومناقب بڑھتے رہے اور اُن کے اعوان وانصار جن کو جناب رسول خدا نے بہ لقب مکرم ومعظم شیعان علی مخاطب فرمایا ہے ابتدا سے علحدہ اور ان انقلابات اسلامی سے دور رہکر اطاعت خدا ورسول ص وخلیفہ برحق میں ثابت قدم وراسخ دم رہے - مگر وہ ہی قلیل من عبادی الشکور -

دیکھو ازالۃ الخفا دو روایت بخاری جب خلیفہ دویم عمر خطاب پر ابولولو دار کاری لگا
تو عبداللہ ابن عباس سے خلیفہ صاحب نے کہا کہ کیا یہ امر تم لوگون کے مشورہ سے ہوا
اور جب وقت موت اضطراب و قلق و بے چینی شروع کی تو ابن عباس نے تسکین
دی کہ تم صحبت رسولؐ خدا و ابو بکر مین رہے چنین و چنان اسپر آپ بولے کہ جو کچھ ہمکو
خوف و الم ہے وہ سب بدولت تمہارے و تمہارے اصحاب کے ہے۔ لیس ثابت
ہوا کہ ہاشم و اُن کے یاران باصدق و صفا ہمیشہ الگ رہے۔ اور حضرت علیؑ کو خلیفہ
برحق بلافصل سمجھا کیئے ہر ایک عہد ہر ایک سلطنت مین شیعیان علیؑ کی تھیر و حسنات
علے الاعلان ہوتی رہی اور بہ نسبت عام کے خاص لوگ خدا کے نزدیک عزیز اور
برگزیدہ تھے حسب قاعدہ کلیہ ابتدائے آدم تا اینندم۔ دیکھو بعصر کہ کربلا مین کو لاکھ
شامیان ناہنجار کے مقابلہ مین صرف بہتر۷۲ نفر مقبول بارگاہ ایزد جل و علےٰ قرار پائے
بعدہ انتقام خون شہیدان راہ خدا کے لیئے لاکھون حق پرست کامل الایمان ظاہر ہوگئے
بنی امیہ کے ظلم و جور تخریب خانہ خدا و رسولؐ بیعت عبودیت کے زمانہ مین خدا کی شان
اُس کا فضل شامل حال تھا خود یزید علیہ اللعن نے حضرت زین العابدین علیہ السلام کو پیغام
بھیجا کہ آپ اس فتنہ و فساد سے علیحدہ ہو جائین چنانچہ آپ معہ اہل بیت و اصحاب
خاص مدینہ سے نکلکر ایک دیہہ مین مسکن پذیر ہوئے۔ مدینہ مین جو ہونا تھا ہو گیا۔
اسیطرح ہر زمانہ مین آئمہ معصومین علیہم السلام و انکے شیعہ با ایمان و الیقان وہی قلیلاً
من عبادی الشکور موجود رہ کر نور ہدایت سے اسلام حقیقی کو چمکاتے رہے اور خدا
کی وحدانیت رسولؐ اللہ کی رسالت وصیؐ رسولؐ کی بلافصل خلافت پر منافقین امت
کو رغبت دلاتے۔ تا اینکہ آج کروڑون قدسی انفاس خدا کے نام لیوا رسولؐ اللہ

ــے کہنے والے بہشت کے بحث نہ سمجھنے والے خدا کے وعدہ پر ایمان رکھنے والے اختلاف

بلافصل کے قائل ہو بہو ہیں اللہم ذد فزد جو خدا کو واحد یکتا قادر مطلق بے زوال اور

محمد کو رسول مقبول خاتم الانبیا محبوب رب دوسرا بشیر و نذیر بصحیح احمد از خدا

بزرگ تو ئی قصہ مختصر ـ اور علی ابن ابیطالب کو ولی اللہ وصی و جانشین

و خلیفہ بلافصل رسول اللہ و اُن کی اولاد امجاد کو یکے بعد دیگرے امام و ہوسئے و سردار

اُمت جانتے اور اس اعتقاد کو اپنا ایمان مانتے ہیں پس اسلام حقیقی جس کی نسبت

خداوند جل و علیٰ نے رضیت لکم الاسلام دیناً فرمایا ہے یہی باقی ہوس ـ

دیکھو علامہ تفتازانی نے تصریح کی ہے کہ شیعہ مذہب علی سے مناسبت کلی رکھتے

ہیں اور شاہ عبد العزیز نے بھی شیعوں کو محب اہل بیت اطہار ہونے کا اقرار کیا ہے

بلکہ مولوی عبد الحلیم پدر فاضل معاصر مولوی عبد الحی لکھنوی فرنگی محل نے

تو اس اقرار متابعت وولائے شیعہ کے ساتھ چار و ناچار حقیقت مذہب شیعہ کا بھی

اقرار کیا ہے چنانچہ اپنی کتاب حل المعاقد فی شرح العقائد فی شرح العقائد

میں جہاں ملا جلال الدین دوانی نے حقیقت مذہب اشاعرہ اور بطلان سائر مذہب کا دعوی کیا ہے اور تمثیل میں کہا ہے

کہ مثل شیعہ جو تمسک کرتے ہیں اُس چیز سے جو مروی ہے اُنکے ائمہ سے بسبب اعتقاد کرنے اُنھیں شیعوں

کی عصمت کو اُنھیں ائمہ میں فرماتے ہیں اس کلام میں اختلاج ہے کیونکہ اگر مقصود دوانی یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت

علیہم السلام کی متابعت شیعہ اس وجہ سے کرتے ہیں کہ اُن ائمہ کو مجدد دین انیاد دین بنانے والا جانتے

ہیں اور انکو ناقل دین ختم المرسلین جانتے تو ایسا دعوے شیعوں پر محض افترا ہے اور بہتان ـ

اگر مقصود اُس کا یہ ہے کہ شیعہ اس وجہ سے ائمہ اہلبیت کی متابعت کرتے

ہیں کہ وہ حضرات جناب رسالتمآب سے احکام دین کے ناقل ہیں اور عادل تر ہیں

اُمّت ہین یہانتک کہ انکو معصوم جانتے ہین تو اب شیعون پر طعن یا اس بنیاد پر ہے (معاذ اللہ) کہ ائمہ اہل بیت عادل نہین ہین اور اُن کی عدالت وعصمت کا دعوے غلط ہے تو ایسا گمان اور دعوے کرنا سو سبب تزلزل ایمان ہے یا اس بنیاد پر شیعہ مورد طعن ہین کہ ائمہ اہل بیت کی متابعت جائز نہین ہے گو وہ لوگ عدول اُمّت سے ہون پس ایسا دعوے محض ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ فرقہ اشاعرہ جو متابعت اشعری وشافعی کرتے ہین تو اسی وجہ سے کہ اُن کو عادل اور ناقل دین جانتے ہین پس اب کوئی فرق نرہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے انتہے کلامہ جزاک اللہ خیر اپس اس تقریر سے علاوہ اعرفیت شیعہ و متابعت ائمہ ہدےٰ علیہم الصلواۃ والسلام کی کمال حقیت مذہب شیعہ ثابت ہوئی (عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد) اب معلوم نہین جو ہر صاحب نے ان فرقہاے اسلامیہ مین سے کس فرقہ کو اسلام مین منتخب کیا ہے کیونکہ کُل فرقے تو داخل اسلام ہو ہی نہین سکتے صرف ایک ناجی باقی کلہم فے النار پس شاید امام ابو حنیفہ کے فرقہ کو پسند کرین کیونکہ ہندوستان مین اسیکی کثرت ہے پس ابو حنیفہ کو دیکھنا چاہیے اُن کی نسبت علماے متقدمین اسلام کا کیا فتوےٰ ہے۔

علامہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین خود ابو حنیفہ سے بسند متصل ناقل ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے جب مجھے شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریافت کیا کسی نے کہا علم قرآن سیکھو ہم نے فائدہ پوچھا لوگون نے کہا قرآن سیکھوگے تو مسجد مین بیٹھکر لڑکون کو تعلیم کرنا کچھ دنون بعد کوئی لڑکا تم سے زیادہ یا تمہاری برابر حافظ ہو جائیگا ساری ریاست تمہاری جاتی رہیگی۔ تب ہم نے چاہا علم حدیث حاصل کرین

ایسے محدث بنیں کہ دنیا میں ہماری برابر حافظ حدیث دوسرا نہو لوگوں نے کہا شہرہا پہلے میں مبتلائے اغلاط ہوگے آخر تم کو لوگ کاذب وخائن کہکر بدر کردیں گے۔ میں نے کہا ایسی علم کی مجھے حاجت نہیں۔ پھر کہا کہ علم نحو سیکھیں لوگوں نے کہا معلم ہوگے تنخواہ آمدنی دو تین دینار ہوگی۔ ہم نے شعر کے فن میں مہارت پیدا کرنے کو کہا لوگوں نے کہا نتیجہ یہہ ہوگا کہ اگر تم نے کسی کی ہجو کی اُس نے تجھ بدنیا تو ضرور ہجو کہو گے اور پارسا عورتوں پر تہمت لگاؤ گے۔ تب ہم نے کہا علم کلام میں کمال پیدا کریں لوگوں نے کہا نتیجہ یہہ ہوگا کہ کفر و زندقہ کا تم پر الزام لگایا جاوے اور قتل کیئے جاؤ۔ اگر بچگئے تو ہمیشہ مذموم وملوم رہوگے۔ آخر علم فقہ سیکھنے پر سب کا اتفاق ہوا کہ عام لوگ قدر کرینگے فتوے لینگے قاضی بنا دینگے۔ پس ہم نے فقہ سیکھنا شروع کیا اور آخر سیکھ لیا۔ اس تاریخ کی نسبت صرف یہی سندِ صدق کی کافی ہے کہ شاہ عبد العزیز دہلوی نے بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ اس کی سماعت کو خود جناب رسالتمآب صلعم تشریف لایا کرتے ابو حنیفہ نے پیشہ تجارت پر علم فقہ کے فوائد و منافع کو ترجیح دی کہ اسمیں فائدہ زائد ہے اور اُس میں وہ فائز المرام ہوئے اہل سنت کے یہاں علم کلام کے تین اُستاد مسلم الثبوت ہیں یا ابو الحسن اشعری منصور ماتریدی حنابلہ۔ ابو حنیفہ کو کسی نے اس فن کا اُستاد نہیں مانا۔ علم حدیث اس سے ابو حنیفہ کو کلیۃً نفرت تھی دیکھو معیار الحق صفحہ سات لاہور بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات و تہذیب الاسماء چار صحابی رسول صلعم خدا کے ان کے زمانہ میں تھے مگر کسی سے کوئی حدیث روایت نہیں کی حال میں مولوی شبلی صاحب بھی سیرۃ النعمان میں اس بات کے مُقر ہیں پس حدیث سے کنارہ کشی اس سے بڑھ کر کیا ہوگی۔ لسان المیزان میں امام احمد سے منقول ہے کہ محمد بن الحسن اور اُس کا اُستاد

ابوحنیفہ مخالف ہین حدیث کے اور امام شافعی سے سبکی نے طبقات کبرے مین نقل کیا ہی
کہ حنفیون کی کتابین بشکل فروخ کی مشک کے ہین کہ ظاہر تو نام کتاب اللہ وسنت
رسول اللہ کا لیتے ہین مگر دراصل سب مسائل ان کے خلاف ہین - عمارۃ المساجد جلد دوم کے
صفحہ ۵ مین لکھا ہے کہ یہ امام اہل سنت اکثر احادیث نبوی کے بارے مین
حکم دیتے کہ اس کو خنزیر یعنے سور کی دم سے چھیل ڈالو اور خلیفہ دوم کے بعض حکم
کو ہذیان و مجنون بناتے تھے کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد علامہ ذہبی نے
جن کو شاہ عبدالعزیز امام اہل حدیث کہتے ہین اپنی میزان الاعتدال مین لکھا ہی کہ نعمان
بن ثابت بن زوطی ابوحنیفہ کوفی امام اہل الرائے کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے
اسی طرح ابن عدی وغیرہ نے بلکہ اسی میزان مین ہی اسمٰعیل بن حماد بن نعمان بن
ثابت (ابوحنیفہ) کو کہا ابن عدی نے کہ تینون ضعیف ہین پشت ہی پس ضعف
اسی کو کہتے ہین - ابن عدی کہتے ہین کہ کل روایتین ان کی غلطی اور تصحیف وزیادت
سے مملو ہین اور عبداللہ بن علیؒ نے عبداللہ مدینی سے نقل کیا کہ ابوحنیفہ کی روایتین
از حد ضعیف ہین کیونکہ اُس نے کل پچاس حدیثین روایت کین مگر سبھون مین غلطی کی
اور امام بخاری حمیدی سے ناقل ہین کہ کہا ابوحنیفہ نے جب مین مکہ معظمہ کو گیا تو حجام
سے تین سنتین سیکھین کیونکہ جب مین حجامت کے لیے بیٹھا تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹھو و
دہنی طرف سے حجامت شروع کی اور دونون ہڈیون تک حجامت بنائی - کہا حمید نے
کہ جو شخص ایسا ہو کہ سنت رسولؐ و اصحاب رسولؐ سے واقف نہ ہو بلکہ حجام سے
سیکھے اُس کی تقلید احکام حد و میراث و فرائض و زکواۃ و دیگر امور اسلام مین کیونکر کیجا سکتی
ہے - امام احمد بن حنبل کہتے ہین کہ ابوحنیفہ کی نہ رائے ہے نہ حدیث بلکہ

تاریخ صغیر بخاری مین ہے بروایت نعیم بن حماد کہ کہا فزاری نے ہم سفیان کے پاس
بیٹھے تھے کہ خبر مرگ ابوحنیفہ آئی اُس پر سفیان نے کہا شکر خدا یہ شخص اسلام کو ٹکڑے
ٹکڑے کرتا تھا اس سے زیادہ مشئوم کوئی مولود اسلام مین پیدا نہین ہوا
ایک حکایت سننے کے قابل ہے۔ ابوحنیفہ کو دعوے تھا اور اُن کے چیلون کا گروہ
بھی اس بات پر فخر کرتا ہے کہ امام اعظم کوفی حضرت امام باقر علیہ السلام کے شاگرد ہین مگر
باوجود شاگردی ہمیشہ اُن کے اور اولاد امجاد کے مخالف اور منافق رہے ہین۔
قاضی القضات ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی جامع مسانید ابوحنیفہ مین لکھتے ہین
کہا ابوحنیفہ نے کہ ابوجعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ لوگ
جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر فریفتون و گرویدہ ہو رہے ہین
تم ایسے چند مسائل انتخاب کرو جو نہایت سخت و دشوار ہون تاکہ امام علیہ السلام اُن کے
جواب سے عاجز ہون پس مین نے حسب الحکم خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب
کیئے اور خلیفہ کے پاس لے گیا دیکھا کہ منصور سریر خلافت پر بیٹھا ہے اور امام علیہ السلام
پہلوئے خلیفہ مین جلوہ افروز ہین۔ مجھے وہ ہیبت و رعب معلوم ہوا کہ کبھی خلیفہ کے
دربار مین نہوا تھا آخر خلیفہ کے حکم سے مین بیٹھ گیا منصور خلیفہ نے امام علیہ السلام سے
مخاطب ہو کر کہا کہ یا اباعبداللہ یہ ابوحنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہان مین پہچانتا ہون۔
خلیفہ نے مجھ سے مسئلہ دریافت کرنے کو اشارہ کیا پس مین نے وہ مسائل پوچھنے
شروع کیئے امام علیہ السلام ہر مسئلہ کا وہ جواب مسکت فرماتے کہ مین لاجواب
ہو جاتا آخر چالیسون مسئلہ کا جواب دیا اس وجہ سے مین کہتا ہون کہ حضرت امام
جعفر صادق اعلم الناس ہین اور سب سے زیادہ فقیہہ۔

پس یہہ سلوک ابوحنیفہ کا اپنے محسن زادہ کے ساتھہ یادگار ہے کہ بطمع حطام دنیاوی انکو عاجز و حقیر کرنا چاہا - ایک لطیفہ بھی مومنین کی تفریح طبع کو درج کیا جاتا ہے - ایک روز ابوحنیفہ و مومن الطاق علیہ الرحمہ سے مسئلہ رجعت مین گفتگو ہوئی ابوحنیفہ نے طنزاً کہا تم لوگون کے عقیدے کے مطابق مومن و منافق پھر زندہ کیئے جاینگے اور اُنپر قصاص جاری ہوگا پس دو سو اشرفیان ہمکو قرض دو رجعت مین لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے فرمایا ہان لو مگر ہمکو یہہ کیونکر معلوم ہوگا کہ تم کس صورت مین مسخ ہوکر زندہ ہوگے جو ہم تم سے اپنا قرض وصول کرین اگر اسکا اطمینان ہم کو کردو تو قرض دینے مین کیا عذر - ابوحنیفہ شرمندہ ہوکر ساکت ہوگئے -

ہزارون موقع ایسے ہوئے ہین کہ ابوحنیفہ کا خاندان رسالت کے ساتھہ بغض و عناد و فساد ظاہر ہوا ہے کتابین دیکھنا شرط ہے -

امام اعظم کا خطاب آپکو اس وجہ سے ملا کہ خلاف ائمہ اربع اہل سنت اپنی رائے و قیاس سے مخالفت قرآن و حدیث و اہل بیت کر کے حسب خواہش سلاطین وقت احکام جاری کردیئے - معاویہ و یزید و ہارون رشید وغیرہ جو اپنی مان بہن پھوپی کے ساتھہ مرتکب فعل شنیع ہوئے اُن کے لیئے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر اپنی محرمات شرعیہ کے ساتھہ بعلت حرمت مرتکب حرام ہو تو جائز ہے اور اپنی مان و بہن کے ساتھہ نکاح کرے تو کسی طرح اُس پر حد جاری نہوگی - اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ اگر وطی کرے اپنے غلام و لونڈی و عورت کی دبر مین تو اُس پر حد نہین اور اُس مین کسیکو اختلاف نہین ہے - قاضی یحیٰی بن اکثم جو بڑا

ہدایہ جلد اول صفحہ ۴۹۶

[illegible] المبتدی صفحہ [illegible]

فتاوی عالمگیری صفحہ [illegible]

عالم اہل سنت لکھا ہے ہارون رشید کو شراب پلایا کرتا اُس کی خوشامد مین ابو حنیفہ نے یہہ مسئلہ بتایا کہ اگر نو پیالے تک شراب پیئے اور نشہ نہ ہو تو اُس پر حد نہین۔ اسیطرح نماز کی یہہ گت بنائی کہ نبیذ سے جو ایک قسم کی شراب ہے اُٹھا وضو کرے اور کُتے کی کھال دباغت شدہ پہنے اُس پر بھی چوتھائی کپڑا نجاست سے آلودہ کرے اور اللہ بزرگ ست اور دو برگ سبز کہکر مرغون کی طرح دو چار ٹھونگین لگاکر بجائے سلام آخری گوز کردے تو نماز درست ہی۔ جیسی تفصیل اس کی ظفر المبین صفحہ دو صفحہ میں مذکور ہے۔ اُن سلاطین کو جن کو ایمان سے کوئی واسطہ نہ تھا ابو حنیفہ نے کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑھتی ہے چنانچہ یہہ بھی کہا کہ ایمان ابو بکر و ابلیس واحد ہے اسیطرح اگر بغرض تقرب خدا نعلین و کفش کی پرستش کرے تو جائز ہی۔ پس یہی وجہ خاص ہوئی کہ اہل سنت کو ابو حنیفہ کا مذہب نہایت درجہ مرغوب ہوا سع ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است ۔ نہایت مضبوط اصول اہل سنت کا ہے چنانچہ ابتدا سے اس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قایم ہے کہ سلطان وقت جو فعل کرے وہ قابل اعتراض نہین بلکہ محمود ہے پس اصول کو تابع ان سلاطین کا بنا دیا نہ یہہ کہ خلفاء و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دیا۔

چونکہ ظالم کا ظلم سرکار کی سرکاری بے ظاہر ہوئے نہین رہتی لہذا ابو حنیفہ نے بھی اس کام کا مزا چکھا اپنے کیفر کردار کو پہونچگئے جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کھو دیا پہلے اُنھون نے دو مرتبہ کفر و زندقہ سے توبہ کرائی آخر ابن یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے جو مروان کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا حکم دیا کہ ابو حنیفہ کو ہر روز دس درے لگائے جائین چند روز تک کوڑے کھایا کیئے۔

[illegible]

زوال سلطنت مروانی و عروج سلطنت عباسی مین وہی منصور خلیفہ جس کی خاطر سے ابوحنیفہ نے امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے چالیس مسئلہ پوچھکر اُن کو خفیف و حقیر کرنا چاہا تھا امام اعظم کو جیل خانہ مین ڈلوا کر زہر دلوا دیا کہ اپنے مقام مخصوص کو پہنچ گئے اب جنت مین نہ معلوم کس قالب مین تشریف لاوین مگر انکا فتنہ فرو ہوا اور لوگون نے اُن کی پیروی نہ چھوڑی۔ کسی مولوی صاحب کسی شیخ صاحب کسی خانصاحب سے پوچھا آپ کا کیا مذہب ہے فرماینگے حنفی مگر نہین جانتے کہ امام اعظم صاحب کی رائے و قیاس نے اسلام کو بدتر از کفر بنا دیا ہے لکیر کے فقیر بنے ہین اور انھین کے گن گا رہے ہین حالانکہ امام بخاری کے اُستاد شیخ حمیدی نے صاف صاف کفر کا فتوےٰ دیا اور امام غزالی کا فتوےٰ کہ ابوحنیفہ نے شریعت کو اُلٹ دیا تھا کہ جن امام غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا جایز ہو وہ ائمہ سلف سے اپنے امر اہل سنت کی نسبت لعن نقل کرتے ہین اور علامہ خطیب کا حکم کہ ابوحنیفہ دجال ہے اور خود غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی کی شہادت ابوحنیفہ کی کفر و گمراہی و جہنمی ہونے پر حصہ اول ذوالفقار حیدری مصنفہ سید اظہر علی صاحب مین بشرح درج ہے۔

مولوی شبلی سیرۃ النعمان کے صفحہ دو سو سولہ ۲۱۶ مین لکھتے ہین کہ لوگونکا خیال ہے امام ابوحنیفہ نے فقہ کی تدوین مین رومن لا یعنی رومیون کے قانون سے بہت مدد لی اور اُس کے بہت سے مسائل اپنے فقہ مین داخل کر لیئے۔ اس عبارت کو مصنف نے ابوحنیفہ کی تعریف مین ذکر کیا ہے یعنی مثل قانون انگریز و نصارا اب فرمایئے شریعت کجا و احکام خدا و رسول کی تبعیت کجا ؏

این چہ شوریست کہ در دور قمر مے بینم ہمہ اسلام پُر از فتنہ و شر مے بینم

خلفائے ثلثہ کے اسلام مشرق سے مغرب تک پھیلائے ہوئے کی کچھ مختصر سی کیفیت آپ نے سنی اگر اور مفصل و مشرح حالات دریافت کرنے منظور ہوں تو کتابیں دیکھو پھر کہو

ع کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست —

اگر برائے نام اسلام کی کثرت پر ناز ہے تو سراسر بیجا اور خیال فاسد کثرت خدا و رسولؐ کے نزدیک ممدوح نہیں نہ کوئی دین و مذہب کثرت پر منحصر کیا گیا ہے ہندوستان ہی کی مردم شماری دیکھو اٹھائیس کروڑ بہتر لاکھ تیئیس ہزار چار سو اکتیس میں ۲۰ کروڑ ستر لاکھ ہندو پانچ کروڑ ستر لاکھ مسلمان تیس لاکھ عیسائی پندرہ لاکھ جینی ستر لاکھ بودھ ایسا ہی اور ممالک پر قیاس کرو پھر کیونکر بہ نسبت بودھ و عیسائی کے مسلمان کے حصہ کم ہونگے — علاوہ اس کے جب مسلمانوں کا ایک ہی فرقہ کامل الایمان ناجی قرار پایا باقی ناری تو پھر وہی قلت کی قلت پس کثرت کسی طرح قابل ناز نہیں ؎

کجا بودم الکنون کجب آمدم زرفتار تیم تا بجا آمدم

اب جوہر صاحب کی فقرات شکنی منظور ہے تاکہ شکایت باقی نہ ہے — خلفائے ثلثہ نے جو مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلایا اُس کی دھجیاں تو یوں اُڑیں کہ بدتر از کفر ہو گیا ع گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ اِدہر کے رہے نہ اُدہر کے رہے۔

دوسرا فقرہ — اگر امامت دستگاہ کو پہلے ہی سے خلافت ملتی تو اسلام کا نام ہی نہ رہ جاتا —

جواب — تعجب ہے کہ چوتھی خلافت ملنے سے تو کروڑوں ملکی صفات اسلام حقیقی کی قابل ایمان و ایقان کے حامل خدا اور رسولؐ کو رسولؐ اور علیؑ کو نجاحل

خلیفہ برحق کہنے والے موجود ہین اگر اول ہی سے اُمت گمراہ ضلالت پسند خدا و رسولؐ کے حکم کو مانتی علیؑ کو خلیفہ بلافصل جانتی تو تمام روئے زمین پر آج اسلام ہی اسلام ہوتا کفر و شرک کا کوئی نام بھی نہ لیتا خلق خدا حق پرست ہو جاتی اسلام بدتر از کفر نہ ہوتا کتاب اللہ بخانہ خدا و رسولؐ پر وہ ظلم و جور نہ ہوتے جو اسلام کے ہاتھ سے (تتبت یدا) ہوئے۔ دجال شریعت اُلٹنے والے سو لود مشوم و بدبخت کافر مطلق امام اسلام نہ بنجاتے حدیث بضعۃ منی کو معاذ اللہ سور کی دم سے چھینے کو نہ حکم دیتے۔

اب ہم پوچھتے ہین ابتدائے آفرینش خلق سے خدائے قادر مطلق نے با وصف جباری و قہاری سب خلقت کو حق پرست کیون نہ بنا لیا انکے اعمال و افعال پر کیون چھوڑ دیا از آدم تا ایندم خدا کو وحدہ لاشریک جاننے و ماننے والے کتنے ہین اور کفار شرک کس قدر بلکہ کروڑون آدمی خدا ہی کے قائل نہین۔ مثل دہریہ وغیرہ۔ اور رسول اللہ نے ابتدائے بعثت سے قلع و قمع کفار عرب کیون نہ جاری کردیا اور اپنی رسالت کا اقرار انسے کیون نہ لیا۔

اُن کے ہاتھ سے تذلیل و توہین و تحقیر اپنی کیون گوارا کی اُن سے مغلوب کیون رہے حضرت کے عہد مبارک مین صدق دل سے رسول اللہ کہنے والے کتنے تھے اور اب کسقدر ہین۔ سوائے فرقۂ ناجیہ اثنا عشریہ اگر بتا دو تو ہم مانین۔

اصل یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اسلام حقیقی کی آبرو رکھ لی اور خدا و رسول کے نام لیوا تمام عالم مین پھیلا گئے۔ ورنہ ابو حنیفہ وغیرہ امام نے تو اسلام کو خیر باد کہکر آخری سلام کر لیا تھا۔

اگر خدا کا وعدہ سچا اور رسول اللہ کی بعثت بحق اور حضرت علیؑ کی خلافت مطلق نہ ہوتی تو آج اسلام حقیقی کا نام بھی کوئی نہ جانتا اور نہ خدا و رسول کو پہچانتا۔ حنفی۔ مالکی حنبلی۔ شافعی۔ اشاعرہ۔ معتزلہ۔ نواصب۔ خوارج وغیرہ کوس لمن الملک بجاتے۔

تیسرا فقرہ۔ بستر رسالتمآب پر آرام فرمانا مصلحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہیں۔

جواب۔ یہہ کمال خدا و رسولؐ و جبرئیلؑ ہی کو معلوم ہے اور جو اہل ہین ہان جاہلون اور نادانون کو اِس کمال کا مزہ کیونکر آئے مصرع چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔ اللہ اکبر دنیا سے انصاف ہی جاتا رہا کیا غضب ہے ابوبکر ظل حمایت و حفاظت حضرت رسولؐ خدا مین غار مین چھپے ہوئے کفار سے جان بچا کر بھی رسولؐ خدا کی حفاظت پر صبر و نہ کر کے روئین پیٹین چلائین اور رسولؐ خدا تسلی دین کہ مت گھبراؤ خدا ہمارے ساتھ ہے اسپر بھی اُنکا اضطرار و اضطراب کم نہ ہوا اُنکا تو کمال و جلال مصاحبت و جان نثاری یار غار ہونا خلافت کا استحقاق غرضکہ تمام دنیا کا فضل و کمال ظاہر کیا جاوے۔

حضرت علیؑ اپنی جان رسول اللہؐ پر قربان کر کے ایسے نازک وقت خطرناک مین جس مین جان جانے کا قطعی یقین تھا (مگر خدا کا فضل کہ بچگئے) بستر رسالت پر رضینا بالقضا آرام فرمائین اور کفار اشرار کے حملہ و شورش کا ذرہ بھی خوف و اندیشہ نکرین اُن کا یہہ فعل معمولی اور مصلحت وقت سے سمجھا جاوے۔

کیون صاحب جب کفار قریش نے مصمم ارادہ کر لیا کہ آج شب کو رسول اللہؐ پر سب قبیلے کے لوگ متفق ہو کر حملہ کرین اور شہید کر ڈالین اور رسولؐ خدا جبرئیلؑ کے ذریعہ سے

خبر پاکر عازم غار ہوئے تو کیا ضرورت تھی کہ حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیں وجہ یہی تھی کہ کفار قریش کے مخبر ہر وقت وہر لحظہ دیکھا جایا کرتے کہ رسولؐ خدا اپنے بستر پر آرام فرماتے ہیں اور وقت کے منتظر تھے اگر ذرہ دیر بھی بستر خالی دیکھتے تو تمام گلی وکوچہ میں فوراً دوڑ پڑتے اور ناکہ بندی وغیرہ کرکے رسولؐ خدا کو غار تک نہ جانے دیتے اور جو قصد تھا اُس میں کامیاب ہوتے پس اسی لیئے رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم بجائے میرے میرے بستر پر آرام کرو تا کہ کفار کی توجہ اسی طرف بنی رہے اور میں باطمینان غار تک پہونچ جاؤں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفار بستر ہی پر رسولؐ خدا کا آرام فرمانا سمجھے اور رسولؐ خدا باطمینان غار تک پہونچکر پوشیدہ ہوگئے جب حملہ کا وقت ہوا تو سب متفق ہوکر آئے اور حملہ کیا مگر حضرت علیؑ شیر خدا کی طرح اٹھکر للکارے پھر کیا مجال تھی کوئی روبرو آتا آخر تین روز تک آپ کفار سے لڑتے جھگڑتے رہے اور رسولؐ اللہ کی وصیت مثل ادائے قرض وغیرہ بجالاکر مدینہ کی راہ میں شریک سفر رسولؐ خدا ہوگئے۔

جوہر صاحب نے صفحہ ایکسو اکسٹھ اسرار الہدیٰ میں (ثانی اثنین فی الغار) کو ابوبکر کی نسبت خطاب سے عطا ہونا بلا شرکت اغیار بڑے طمطراق سے لکھا ہے جس کے معنے یہ ہیں ایک دوسرا تھا غار میں۔ مگر (لا تحزن) کے القاب مستطاب سے محروم رکھا ہے جس کے معنے ہیں (مت رو اور پیٹ اور شور کر) پس ایسی سمجھ کے آدمی کو کیا کہیئے مصرع جواب جاہلان باشد خموشی۔

ایک طفل مکتب سے بھی پوچھیئے کہ ایسے مصاحب غار کو کیا کہے گا جو باوجودیکہ رسولؐ اللہ کے ساتھ غار میں پوشیدہ ہے اور حصار سنگین میں محفوظ ونظر بند مگر کفار کے خوف سے جان نکلی جاتی ہے روتا ہے چلاتا ہے شور کرتا ہے رسولؐ اللہ جھڑکتے ہیں مت رو مت شور کر ہمارے ساتھ خدا ہے اس پر بھی اضطراب کم نہیں ہوتا سعدی شیرازی نے کیا خوب

کہا ہے ؎

ترا اژدہا گر بود یار غار ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار

ہمیشہ جاہلون کی صحبت سے ایسے ہی رنج والم پہونچتے ہین جیسا رسول خدا کو ابو بکر کی صحبت سے ملال ہوا مگر کیا کرتے کفار بر سر غار موجود تھے ورنہ ضرور ہی بدر کر دیتے جب رسول خدا غار سے نکل کر مدینہ کی طرف تشریف لیچلے تو ایک سوار کفار کا تعاقب پیچھے چلا جب قریب پہونچا اور ابو بکر نے دیکھا تب بھی رو دیئے اور کہا ہمارا قاتل آ پہونچا مگر خیریت ہوئی کہ سوار کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر کر بیکار یا نادم ہوا اب دیکھیئے رسول خدا کے ساتھ مین ہم دو ہا اور وہ سوار اکیلا پھر بھی روئے دیتے ہین اور جان نکلی جاتی ہے۔

کیون جوہر صاحب یہی آپکے یعسوب الدین ہین۔ عبد الرحمن پسر ابو بکر کی خدمتین غار مین پوشیدہ رہنے کے وقت جو سر ہے جاتے ہین وہ اپنے صرف اپنے بوڑھے باپکے لیئے تھین نہ رسول خدا کی خاطر۔ اگر اُن کے باپ نہوتے اور رسول خدا تنہا یا اور کسی کے ساتھ ہوتے تو اس خدمت کی کچھ وقعت ہوتی اور اطیعو الرسول مین شمار سمجھے جاتے۔

جوہر صاحب صفحہ باون و ترپن اسرار الہدے مین کہتے ہین کہ حضرت صدیق اکبر اسلام مین سبقت نہ کرتے تو رسالت رسول اللہ کی حقیت ہرگز کسی پر ظاہر نہ ہوتی جب آپ حامی دین و یعسوب مومنین ہوئے تب ہی تو آپ کی شوکت فاروقی دیکھکر ہیبت سے کفار عرب کی کمر ٹوٹ گئی اگر صدیق اکبر اپنی صدیقیت کا نمونہ نہ دکھاتے اور ایک جماعت کثیرہ صنادید عرب کو در پردہ کلمہ توحید نہ پڑھواتے اور پوری پوری دین محمدی و شریعت محمدی کی استعانت و حمایت نہ کرتے تو کفار عرب حضرت رسول خدا اور اُنکے تنہے سے بھائی

کو کب زندہ چھوڑتے اسی آخراہی سبب سے تو کسی کا حوصلہ نہیں پا تا کہ کوئی حضرت رسولؐ خدا سے آنکھ بھی ملا سکے۔
جب کفار اشرار نے باغوائے ابوجہل حضرت رسالت پناہ کے قتل کا ارادہ مصمم کیا تو حضرت نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین ہی کو اپنا یار غار و مصاحب جان نثار بنایا۔
ہم کہتے ہین جب بقول ابوحنیفہ ایمان ابوبکر و ابلیس برابر ہے تو سبقت ہو یا عالم ارواح مین بیعت ایسا اسلام جس کا ایمان شیطان کے مشابہ ہو بدتر از ہزار کفر و ضلالت۔
تاریخ اسلام دیکھو ابوبکر نے سفر شام مین ایک راہب یا کاہن سے سنا تھا کہ مکہ مین ایک نبی ہوگا اُس کی وزارت تم کو ملے گی اس لیئے آپ نے سبقت کی اور یہی سبب ہے کہ شب ہجرت رسولؐ خدا کا راستہ روک کر با نتظار ہمراہی کھڑے رہے اور حضرت کو چارو ناچار ساتھ لیجانا ہی پڑا۔ اگر تمہارے دعوے کے مطابق ابوبکر مین یہ سب کمال تھے تو غار مین پوشیدہ ہونے ہجرت کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی ایسے یعسوب مومنین ہو کر خود رسولؐ خدا ہی کی مدد و اعانت نکرین اور اُن کے جوتیون کے صدقے مین اپنی جان بچائین۔ کفار قریش کا آنکھ ملانا کیسا انھون نے تو رسولؐ خدا پر ایسے ظلم کیئے اور ایذائین دین کہ گلے مین چادر ڈالکر کھینچا جس سے گلا گھٹ گیا ساحر و کاہن و مجنون ابتر وغیرہ الفاظ سے مخاطب کرتے راہ مین کانٹے بچھاتے اونٹ کی اوجھڑی گلے مین ڈالدیتے یہانتک کہ گھر بار چھوڑ کر شب کے وقت غار مین پوشیدہ ہونا پڑا تمہارے یعسوب دین کو کچھ شرم نہین بھی کہ اپنے ہادی و پیشوا رسولؐ اللہ کا یہ حال دیکھتے اور کچھ نہ کہتے نہ اپنی یعسوبیت دکھاتے لاحول ولا قوت الا باللہ۔

سعلوم نہین ایسے وقت مین مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے والے مثل ابو بکر
کس غار مین چھپے تھے اور کس اُدھیڑ بُن مین کہ رسول اللہؐ پر ایسی مصیبتین پڑین مگر اُن کو خبر تک
نہ ہوئی۔ حضرت علیؑ تو ننھے بچے تھے مگر خلفائے ثلثہ اچھے خاصے جغادری اور ہرکارہ
پھر ایسے خدا کے رسولؐ کی کیون نہ مدد ہو سکی اور نہ اُن کی تکلیفون وایذاؤن پر کسی کا
دل کڑھا افسوس ہزار افسوس رسول اللہؐ کے عہد مین تو یہ جُبن اور نامردی کم ہمتی و بیغیرتی کہ غلبہ اسلام
مین بھی صف جنگ سے لوگ دُم بھاگے تین تین روز پتہ نہ چلتا جب سن لیتے کہ لشکر اسلام
فتحیاب ہوا کامی چور نولے حاضر۔ آموجود ہوتے۔ احد مین حُنین مین خیبر مین جن کے
افسانے طشت از بام ہین اس پر بھی یعسوب دین کا خطاب ملے تو اختیار۔ تم ابو حنیفہ
ہی کو اپنا امام اعظم نے ہوئے ہو جن کی ساری قلعی علمائے اہل سنت نے کھولدی ہے
اور کوئی کرم اُمتہم نہین رہا تو ہم مجبور ہین ایسا ہی یزید کو بھی امام المسلمین و خلیفہ برحق
کا لقب مل رہا ہے تو اپنی اپنی سمجھ کسی کا کیا قصور۔
چوتھا فقرہ نہ وہ کہ آدہ پاؤ یا تین چھٹانک جو اپنے حقیقی بھائی پر ذو الفقار کھینچین
یہ فقرہ رحماء بینہم پر چسپان کیا گیا ہے کہ مومنین کافرون پر اشد ہین اور آپس مین رحیم۔
ایک خطبہ روضۃ الصفا کا شروع خلافت ابو بکر مین جو اونھون نے پڑہا اُس کی نقل
ہے آخر فقرہ یہ ہے۔
وہن تا در متابعت آفریدگار جہان وجہانیان باشم انقیاد واطاعت من بجا آرید و اگر
خلاف حکم ایزدی امرے از من صادر گردد شما نیز از متابعت واطاعت من تخلف
نمائید۔ دیکھو اسکا نام رحماء بینہم ہے نہ وہ کہ آدہ پاؤ الے آخر۔
اس کلام ابو بکر سے اور رحم سے کیا تعلق وہ ایک واقعی امر بیان کر رہے ہین کہ

جب مین خلاف حکم خدا کوئی حکم دون تو میری اطاعت نہ کرو۔ جوہر صاحب کو معلوم نہین
یہہ ایک پولیٹکل چال ہے کہ ابوبکر نے یہہ فقرہ سنا کر سب کو اپنی طرف گرویدہ کرلیا
اور وہ چال قوم نہ سمجھی کہ جب اول تم نے خلاف حکم خدا خلافت لے لی اور رسول اللہ
کی حدیث غدیر پر عمل نہ کیا تو آیندہ تم سے خدائی احکام کی کیا امید ہے مگر وہان تو
دنیا کی چاٹ تھی کون پوچھتا خیر آدہ پاؤ یا تین چھٹانک جو کا یہہ ذکر ہے کہ حضرت عقیل کے
حصہ مین کسی قدر جو زیادہ لگ گئے تھے اس پر حضرت علیؑ نے کچھ عتاب و خطاب فرمایا جس کو
جوہر صاحب نے ذو الفقار کھینچنے پر تعبیر کیا۔

ہان یہہ امر سچ ہے وہ تو تین چھٹانک جو تھے اگر ایک دانہ جو بھی تقسیم بیت المال مین
کوئی زیادہ لیتا تو ممکن نہ تھا یہی سبب تو ہوا کہ قوم طامع و حریص دانہ زد نے حضرت
علیؑ کو اپنی گو نکا نہ سمجھا اور نفع دنیاوی کی امید آپ سے منقطع کرکے دوسرون کو خلافت
کے لئے منتخب کیا جنسے پوری پوری تمتع دنیا کی امید تھی چنانچہ ان لوگون نے بھی بال بخیۂ دل
بیرحم سمجھ کر انتخاب کا صلہ خاطر خواہ دیا۔

خلیفہ ثالث کی چند نظیرین ہم لکھتے ہین اور خلافتون کا حال اگر دریافت کرنا ہو کتابین دیکھو
ہزار ہا بے اعتدالیان نظر آئینگی۔ کتاب الفتوح خواجہ بن محمد کوفی المعروف باعثم کوفی اپنی
تاریخ مین لکھتا ہے کہ جب خلیفہ صاحب کو پوری طاقت خلافت پر ملی تو خلیفہ دوئم
کے عمال و کارکنان کو یکقلم موقوف کرکے تمام حکومتون پر اپنے اعزا و اقربا کو مقرر
کیا عبداللہ بن عامر کو امیر بصرہ ولید بن عقبہ شراب خوار کو حاکم کوفہ عبداللہ بن سعد کو
حکومت مصر عمرو عاص کو حاکم فلسطین معاویہ کو ہمجنس ہونے کی وجہ سے بدستور حاکم
شام تمام شہر و ممالک دستبرد بنی امیہ مین آ گئے۔ بیت المال شیر مادر ہو گیا سبیل۔

عبد اللہ ابن خالد کو ایک لاکھ دینار حکم بن عاص کو ایک لاکھ دینار حارث بن حکم کو خلعت گران بہا وغیرہ وغیرہ مروان طرید رسول اللہ کو وزیر خلافت غرضکہ عثمان غنی کی داد و دہش یادگار ہے اور اسی لیے آپ کو غنی کا خطاب ملا ہے اب حضرت علیؑ کا حال سنیئے بخاری و مسلم مین روایت ہے عمر بن مخیلے سے کہ حضرت علیؑ کے لیئے چند مشکین شہد اور روغن کی آئین اور بیت المال مین رکھی گئین۔ حضرت ام کلثوم نے تھوڑا لے اپنے صرف کیواسطے لے لیا کیونکہ آن کے پدر عالی مقدار کا مال تھا مگر جب آپ نے شہد وغیرہ کی تعداد کم دیکھی اور دریافت سے معلوم ہوا کہ آپ کی صاحبزادی نے لیا ہے تو پانچ درم قیمت اُن سے وصول کر کے پورا کر دیا اور فرمایا کہ یہہ تمام مسلمانو نکا مال ہے۔

اسیطرح حضرت قنبر سے روایت ہے کہ چند مشکین شہد کی بیت المال مین آئین حضرت امام حسینؑ نے قنبر سے کہا مہمان کی خاطر ہم کو ضرورت ہے ہمارے حصہ کا شہد لا دو قنبر بقدر معین لے گئے۔ حضرتؑ نے یہہ حال دریافت کر کے ناراضی ظاہر فرمائی۔ اور حضرت امام حسینؑ سے اُسی قدر شہد منگوا کر شامل کر دیا۔ علامہ ذہبی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین بعد خاتمہ جنگ جمل حضرت علیؑ کوفہ مین داخل ہوئے بیت المال کو ملاحظہ فرمایا بہت کچھ نقد و جنس تھا اُس کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ اے سونے چاندی تو اور کسی کو فریب دینا مین تمہارے مکر و فریب مین نہ آؤنگا بعدہٗ حکم دیا سب مال مسلمانون کو تقسیم کر دیا جاوے۔ وہ تقسیم ہو گیا۔ آپ نے اور آپ کی اولاد نے بھی بقدر ایک سپاہی کے حصہ لے لیا۔ بعد تقسیم ایک شخص نے آکر کہا کہ مجھے حصہ نہین ملا۔ آپ نے اپنا حصہ اُسے دیدیا۔

اوسیطرح ہزارون نظیرین و مثالین ہین۔

پس جب آپکے عدل و زہد کا یہہ حال ہو کہ اپنے فرزندون کو بھی الیسا مال لینا گوارا نہ فرمائین اور واپس لے کر بیت المال مین جمع کر دین تو بھائی کیجا گو کہ حقیقی ہو۔

آپ نے فرمایا ہے کہ خلیفہ کو بیت المال سے صرف دو پیالہ لینے کا استحقاق ہے۔ ایک اپنے و اپنے عیال کے لیئے دوسرا مہمان کے واسطے۔

پس ایسے عادل و زاہد ترین آدم کو آپ کیون رحماء بینہم مین تصور کرینگے۔ اس صفت سے موصوف تو آپکے غنی صاحب ہونگے۔

پانچوان فقرہ جب جناب امیرؑ نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہوئے۔

جواب۔ اہل سنت حضرت رسولؐ خدا کے والدین معظم کو معاذ اللہ کافر بتاتے ہین اور یہہ بھی کہتے ہین کہ آنحضرتؐ نے اُن کی مغفرت کے لیئے دعا کی مگر اجابت نہ ہوئی۔

پس بقول و اعتقاد اہل سنت حضرت رسولؐ خدا بھی نعوذ باللہ منہا۔ اُسے طریقہ پر تھے اور بعد چالیس سال کے جب آپ کو نبوت ہوئی تو اسلام کے دائرہ مین قدم رکھا۔ اس حضرت علیؑ تو آٹھ سال سے بھی کم عمر بچہ تھے انکا کفر کیونکر ثابت ہوا کیونکہ اجماعی مسئلہ یہہ ہے کہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور غیر مکلف تک اسی حالت پر رہتا ہے پھر ماں باپ جیسی تعلیم دیتے ہین وہ مذہب قبول کرتا ہے۔

صفحہ اکیانوے اسرار الہدے مین لکھتے ہین کہ جناب امیرؑ بہت ہی کم عمر تھے بلکہ آپ سن تمیز کو بھی نہ پہونچے تھے کہ تکلیف شرعی کے آپ مصداق ٹھہرتے پھر آپ کی شان مین یہہ الفاظ موصوفہ بالا کیونکر راست آسکتے ہین اسلئے آیہ والسابقون الاولون من المہاجرین کی تفسیر بالا کا ثعلبی کی ہے۔

اوّل کسے از مردان مہاجر کہ تصدیق نبوت کرد امیر المومنین بود۔ واز زنان خدیجہ کبریٰ۔

ابوطلحہ گفت من در پیش ابوذر رفتم در موسم حج و گفتم در میان مردمان اختلافے پدید آمد من اقتدا بکہ کنم گفت متمسک بکتاب خدا و بعلیؑ ابن ابی طالب و لازم این هر دو شو بدرستیکہ من گواهی میدهم کہ رسولؐ خدا فرموده کہ علیؑ ابن ابی طالب اول کسے است کہ بمن تصدیق کرده و او کسے باشد کہ روز قیامت با من مصافحہ کند و او صدیق اکبر است و فاروق اعظم میان حق و باطل و یعسوب مومنین۔ پس یہ فقرات حضرت علیؑ کی نسبت دیکھکر آپ جل مرے اور تن بدن میں آگ لگ گئی سچ کہتے ہیں کیونکہ یہ الفاظ جناب امیرؑ کی شان میں صادق آسکتے ہیں وہ تو طفل ہشت سالہ تھے۔ جوہر صاحب کا یہی طریقہ ہے ملّا کاشانی کی تفسیر و منہج الصادقین کی تحریر لکھتے جاتے ہیں جہاں مہاجرین و انصار کا نام آیا جھٹ ابوبکر عمر عثمان کو سب کا مقدم بنا دیا اور کہا دیکھو شیعہ تمہارے ملّا صاحب اور اخوند صاحب یہ لکھتے ہیں حالانکہ اُن میں نشان تک ان حضرات کا نہیں ہے تاہم تو محالات سے ہے۔ مگر ملّا کاشانی نے حضرت علیؑ کا نام لیا اور آپ بگڑ بیٹھے ملّا صاحب کو صلواتیں سنانی شروع کر دیں۔ ابوطلحہ صحابی حضرت ابوذر غفاری سے راست گو صادق الایمان ہے جس کی صدق گفتاری پر رسولؐ خدا کی شہادت موجود ہے یہ روایت بیان کرے کہ رسولؐ خدا نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین کے خطاب معظم و معلّے سے حضرت علیؑ کو سرفراز فرمایا مگر آپ اُس کی ضد میں صرف قیاس پر ان القاب کو ابوبکر سے نسبت دیں یہ کیا انصاف ہے کوئی جھوٹی ہی روایت اپنے دعوے کے ثبوت میں لکھدی ہوتی کہ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے یہ خطاب مسترد کر کے ابوبکر کو دیدیا۔ غضب تو یہ ہے کہ ابوبکر کے جوش اُلفت میں عمر خطاب کو بھی بھول گئے کیونکہ اہل سنت اُنھیں کو فاروق اعظم کہتے ہیں پس اُنھیں پر رحم کر دیکھیں انکی روح کو بیزار کرتے ہو۔ تم کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہجرت اوسکے حدیث کیطرف حضرت

جعفر طیار وغیرہ کے جانے کو اہل سنت نے اقرار کرلیا ہے اور السابقون مین وہ گروہ منتخب ہوا ہے ۔

دیکھو خطبہ جناب علی مرتضیٰ وقت تقرر خلافت عثمان مندرجہ کتاب الفتوح تاریخ اعثم کوفی سنی المذہب ۔

ای عزیزان وسرداران اسلام ای صحابہ رسول مالک علام تم سب کو معلوم ہے کہ ہم کیا ہین اور ہمارے مدارج کیسے ہین ۔ ہم اہل بیت نبوت ہین ہم سبب نجات امت ہین سور دھر ام رب جلیل ہین مہبط جبرئیل ہین وحی ہمارے ہی گھر مین نازل ہوئی بنائے دین ہم سے ہی کامل ہوئی رسول خدا سے قرب وحق سب پر ظاہر ہے خرد و بزرگ اس امر کا ماہر ہے پس اگر ہمارا حق ہمکو ملے تو حق بحقدار رسید کا مقالہ صادق آوے اور اگر امر ناحق مد نظر ہے اور غصب حق ہین بدستور امر تو مین صبر کرتا ہون ۔ خدائے پاک کی قسم ہے کہ اگر اس کے پیغمبر برحق اعنی محمد نے مجھ سے عہد نہ لیا ہوتا اور پایان کار خلافت کی خبر مجھ سے نہ کہی ہوتی تو مین حق کو کبھی نہ چھوڑتا اور ہرگز روا نرکھتا کہ زید و بکر اسپر قابض ہون ۔

ای عزیزو تم کو خوب معلوم ہے کہ سابق الاسلام مین ہون قبول رسالت مین میرا پہلا درجہ ہے محب رسول مین ہون کعبہ مین پہلے رسول خدا کے ساتھ مین نے نماز پڑھی مین نے ایام صبا مین بھی کبھی بتون کو سجدہ نہین کیا خیبر و خندق اُحد و حنین وغیرہ مین جنگ سے منھ نہین موڑا ۔ پس میرے خلاف اگر امر خلافت قرار پایا تو جیسا صبر کرتا چلا آیا ہون ویسا ہی اب بھی کرونگا کیونکہ مجھے خرابی و بربادی اسلام کا اندیشہ ہے مگر تم کو چاہیئے کہ حق پر لحاظ کرو اور خدا سے ڈرو نفسانیت و جنبہ داری کو چھوڑو آئین اختیار ۔

پس معلوم نہین اب بھی جوہر صاحب اپنی یاوہ گوئی او بیہودہ سرائی سے باز آئینگے اونشرم کرینگے یا نہین مگر شرم کجا بے شرمی و بے حیائی تو رگ و پے مین مثل خون فاسد سرایت کر رہی ہے۔

چھٹا فقرہ ہمیشہ مغلوب رہے یہانتک کہ جناب نے اپنے دین کو بھی غلبہ دشمنون سے برباد کردیا۔

جواب۔ یہہ فقرہ جوہر صاحب نے غالب علیؑ کل غالب کے الفاظ پر جناب امیرؑ کی نسبت کہا ہے۔

ہم کہتے ہین نعوذ باللہ ہزار ہزار بار توبہ کرکے کہ خدائے قادر مطلق با وصف عظمت و جلالت جباری و قہاری بر جمیع مخلوق و اشیا غالب ہے ابتدائے آدم سے تا ایندم غلبہ کفار اشرار و مشرکان نابہنجار کس درجہ مغلوب ہے کہ اُسی کی پیدا کی ہوئی خلقت نہ اُسے خدا سمجھتی ہے نہ اُس کی اطاعت کرتی ہے نہ اُس کے حکمونکو مانتی ہے نہ اُس کے رسولون کو پہچانتی ہے بلکہ انکو انواع و اقسام کی تذلیل و توہین و تحقیر کرکے قتل کرتی ہے اور صد ہا طرح کی ایذائین دیتی ہے اور خدا مجبور و معطل ہے کچھہ نہین کرسکتا انبیائے مرسل تا حیات اپنے ہر حال و قال مین ظالمون اور خود سر لوگون سے مغلوب اُن کے ظلم شدید سے مضطر و پریشان کوئی آگ کے حوالے ہوتا ہے کوئی تلوار کے کوئی آرہ کے کوئی دار کے مگر دم نہین مار سکتے۔ دیکھو حضرت لوطؑ نے غلبہ کفار نابہنجار سے حالت اضطرار مین باوصف مشاہدہ قوت و طاقت جبرئیل امین جو اعانت کو موجود تھے اپنی دختران پاکیزہ پیش کرکے کفار اشرار سے فرمایا کہ یہ میری بیٹیان پاکیزہ ہین اگر ہو کرنے والے جس کی خبر قرآن مجید سے ملتی ہے

حضرت موسےٰؑ نے حالت قلق و اضطرار میں اپنی بی بی سےشکوہ کو اپنی میں ظاہر کیا ۔ مومن آل فرعون ہمیشہ اپنا ایمان چھپاتے رہے ۔ حضرت رسول خداؐ بحالت مغلوبی میں کیا کیا ایذائیں و مصیبتیں ہو سہیں یہاں تک کہ باوجود نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین) ابو العاص مشرک و زینب دختر نیک اختر خود میں جدائی نہ کر سکے ۔ باوجود غلبہ اسلام صلح حدیبیہ میں اپنا لقب خداداد رسول اللہؐ خود اپنے ہاتھ سے محو کر ڈالا ۔ وقت وفات تک قوم عائشہ سے خوف ظاہر کرکے خانہ خدا حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی نہ تعمیر کر سکے

وغیرہ وغیرہ ۔

پس اگر بحالت مغلوبی خدا کی خدائی و انبیائے مرسل کا دین مسلم ہے تو جناب امیرؑ کا بھی دین مسلم ورنہ خیر نہ وہ نہ یہ اس اسلام برائے نام کے ابوبکر خدا ابو حنیفہ رسول تم اُن کے حواری چلو فیصلہ ہوا تو خوش ہو گئے ۔

معلوم نہیں حضرت علیؑ کے کس فعل سے تم نے دین کا برباد کرنا خیال کیا ہے ۔ اگر کہو ابوبکر وغیرہ کی حکومت رہی پس باشد جناب امیرؑ خود فرماتے ہیں چارہ نہیں امیر کی حکومت سے نیک ہو یا بد کہ اُس میں مومن بسر کرے پھر اگر امیر بد سمجھکر جو واقعی ایسا ہی ہے آپ نے اُن کی حکومت میں بسر کی تو کیا قباحت جیسا کل انبیا و رسول اللہؐ کا حال ویسا ہی جناب امیرؑ کا ۔ اگر کہو اُن کے پیچھے نماز پڑہی لو فرضنا پڑہی خدا کی نماز پڑہی یا ابوبکر کی اور جبکہ خود رسول خداؐ نے اکثر کے پیچھے نماز پڑھ لی ویسا ہی جناب امیرؑ نے ۔ اگر کہو اُن کو مستحق خلافت جان کر بیعت کی لا نسلم کیونکہ حدیث عائشہ صدیقہ سے صرف یہہ ظاہر ہے کہ آپنے خطبہ میں فرمادیا کہ ابوبکر کو استحقاق ہے جیسا مصلحتاً رسول خداؐ نے رسول اللہ کا لفظ خود محو کردیا اس میں دین کی بربادی چہ معنی ۔

بیعت رسول اللہ کا طریقہ و سنت نہین دیکھو ابتدائے اسلام مین صرف یہہ کہدینا کافی تھا کہ
مین خدا اور اُس کے رسول محمدؐ پر ایمان لایا نہ ہاتھ پر ہاتھ رکھا جاتا نہ مصافحہ ہوتا -
ہان بیعت تحت شجرہ مشہور ہے کہ رسول اللہ نے مر نے مارنے پر عہد لیا مگر اُس پر بھی صحابہ
با صدق و صفا قایم نرہے اور جنگ حنین سے بھاگ نکلے پس یہہ بیعت بطور عہد علام قرار
تھی اسلام سے اور بیعت پیری و مریدی سے کیا مناسبت مگر ہان یہہ ایجاد تو ابوبکر یا عمر
کا ہے جسکی خبر رسولؐ خدا نے دیتی ہے -
اب ہم سے بے دینی کی تفصیل سنو - بے دین وہ ہین جنھون نے بقول مخبر صادق دین
مین خلاف طریقہ رسول اللہ ایجادین کین بے دین وہ ہین جو کہتے جب مجھ پر شیطان غالب
ہو اور خلاف حکم خدا کوئی بات کہون تم نمانو - بے دین بلکہ اخوان الشیاطین وہ ہین جنکا
ایمان بقول ابو حنیفہ ابلیس کے برابر ہو - بے دین وہ ہین جن کی نسبت رسولؐ خدا
نے بعلن بیان کیا کہ میرے وقت مین اگر حضرت موسیٰ زندہ ہوتے تو تم اُنکی
کی پیروی کرتے - بے دین وہ ہین جو ہمیشہ رسالت محمدی مین شک کرتے رہے
بلکہ صلح حدیبیہ مین صاف اقرار کر لیا کہ آجکا سا شک نبوت مین کبھی نہین ہوا -
بے دین وہ ہین جنھون نے بضعۃ الرسولؐ کو ایذائین دین اور موذی خدا و رسولؐ ہوئے
بے دین وہ ہین جنھون نے خلافت پاکر ارتداد کیا اور توبہ کر کے کل صحابہ کو توبہ نامہ
لکھ دیا - اور اپنے مرتد ہونے کا صاف صاف اقرار کیا پھر بھی قایم نرہے اور اسی
حالت ارتداد مین قتل ہوئے دیکھو تاریخ اعثم کوفی کتاب الفتوح جب تمام صحابی رسولؐ
نے عثمان کو خلاف حکم خدا و رسولؐ عمل کرتے دیکھا تو درخواست کی یا خلع خلافت
کرو یا اپنی کردار سے توبہ - چنانچہ عثمان نے یہہ تحریر پیش کی بسم اللہ الرحمن الرحیم مین

امیر المومنین عثمان بن عفان برضا و رغبت اقرار تحریری روبرو والیان اسلام و معارف و اکابر ساکنان بصرہ و کوفہ و شام کرتا ہون کہ آج سے مین کتاب اللہ پر عمل کرونگا اور سنت و شریعت محمد مصطفےٰ سے عدول نہ کرونگا خلاف شریعت کوئی فعل مجھ سے نہ ہوگا جملہ اہل اسلام کی رعایت کرونگا مضطر و پریشان کو امن و امان مین رکھونگا مستحقین کا حق ادا کرونگا غیر مستحق کو مجھ سے کچھ سود نہ ہوگا جن کو جلاوطن کر دیا ہے اُن کی نسبت پھر داخلہ وطن کا حکم دونگا جس کا مال و اسباب ضبط کیا ہے واپس دونگا عبد اللہ ابن ابی شرح کو حکومت مصر سے معزول کرتا ہون مصری حسب خواہش جسے چاہین اپنا والی مقرر کرین۔ المرقوم ۵ ذیقعدہ ۳۵ سنہ۔ جب اقرار نامہ ہوچکا علی مرتضےٰ کو فرماہن لکھکر زبیر طلحہ سعد بن مالک عبد اللہ بن عمر زید بن ثابت سہیل بن حنیف ابو ایوب بن زید کی گواہیان لکھوادین۔ بعدہ جب مصریون نے محمد ابن ابوبکر کو اپنا والی تجویز کیا تو خلیفہ صاحب نے حاکم بصرہ کے نام خط خفیہ بھیجا اور لکھا اقتلوا محمد ابن ابوبکر یعنی اسے قتل کر ڈالو۔ پس یہ ایفائے عہد ہوا اور انہین کرتوت سے آپ کی جان عزیز گئی۔

ساتوان فقرہ ملا صاحب کو خلافت جناب امیر پر کیون ناز ہے حضرت کی ذوالفقار تو کبھی کسی کافر کے گرد بھی نہین پھری۔

جواب۔ ابوبکر نے تو تلوار اپنے باپ کافر کے گرد پھرائی تھی جو گلو بستہ قید تھا جس پر آپ نے اشد علی الکفار۔ کا خلعت فاخرہ انکو پہنا رکھا ہے مگر یہ کہیئے آنحضرت نے اس فعل شنیع سے ابوبکر کو روکا اور باپ کو نہ ذبح کرنے دیا زوف بان اشد علی الکفار ہی کہ باپ رسن بستہ مجبور و بے بس محصور و بے کس پر تلوار اُٹھائین اور اس فعل مکروہ سے رسول خدا باز رکھین خیر اگر باپ کو حلال بھی کر ڈالتے تو کچھ شدت پائی جاتی مگر جبکہ ارادہ ہی تھا تو خدا کو علم ہے مارتے یا صرف دھمکیون مین مارتے خان مشہور ہونے کو ارادہ کیا مگر بہر کیف کامیاب نہ ہوئے

اور مسلم ہوا یہ فعل ہرگز محمود لائق پسند رسول اللہؐ نہ تھا کیونکہ آپ نے منع کیا کہ باپ ہی ہے اُسکے
حقوق پرورش پر نظر کرو اور اپنی تلوار غلاف میں کر لو ۔ جوہر صاحب تم کو اشدّ علی الکفار
میں سمجھ لیں گے جو تمہارا مقصد و مدعا ہے ۔ بجز اس ارادہ قتل پدر کافر کے ابوبکر و عمر و
عثمان تینوں کو سمیٹ لپیٹ کر کسی روایت سے بتلادو کہ فلان جنگ میں فلان کافر کے
مقابل تلوار پھرانا تو درکنار وہ تو زنگ و بدرنگ ہونے کے باعث اپنا قالب چھوڑ رہی
ہے نہ تھی کچھ تراہ لفظی ہی سے پیش آئے ہوں اور دور ہی سے ڈانٹ ڈپٹ بتلائی
ہو کیا بعہد مبارک رسول مقبولؐ کیا بزمانہ خلافت منصوبہ مارے تسخان کے پیچھے بھاگتی خان
کے آگے ہمیشہ ان کی یہی روش رہی ۔ کیوں صاحب خندق کی لڑائی میں جب نہنگ
قریش عمر بن عبدود جس کے مقابل شیر مرد جرار بھی نہ ہو سکتے تھے صف جنگ میں مبارز
طلب ہوا اور رسول اللہؐ نے اپنے اصحاب خصوص ارباب ثلثہ کی طرف دیکھا سب نے
گردنیں نیچی کر لیں اور اوپر منہ نہ اُٹھایا جب آپ نے نام بنام پکار کر فرمایا کہ اس کے مقابلہ
میں جاؤ تو عمر خطاب نے عرض کیا کہ مجھے معاف رکھئے ایسا ہی اور لوگوں نے جواب دیا یہ
ہو نیسے عمر ابن عبدود کا غرور بڑھا اور لاف و گزاف بکنے لگا آخر شیر بیشہ رسالت و نبوت
سرفروش و جانباز علیؑ ابن ابی طالب نے اجازت حرب حاصل کی اور پیادہ اُس نہنگ ہیجا کے
مقابل ہوئے ۔ چند دو بدل کے بعد ذوالفقار شرربار صاعقہ کردار کا وہ وار رسید کیا کہ خندق
تن شقی کے لئے قبر ہو گئی ۔ کفار قریش کی کمر ٹوٹ گئی اور بھاگ نکلے کیونکہ اسی پہلوان
نامی پر جنگ کا دار و مدار تھا ۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ایک ضرب علیؑ کی یوم خندق بہتر
ہے دونوں جہان کی عبادت سے یہ حدیث مشہور متفق علیہ ہے ۔ مجال انکار نہیں
جنگ خیبر میں اول روز ابوبکر کو نشان محمدیؐ ملا اور امیر لشکر ہو کر یہودیوں کے مقابلہ کو گئے

اور مغلوب ہو کر بے نیل مرام واپس آئے مگر غیرت ہوئی نشان کو نہین چھوڑا۔ دوسرے روز عمر خطاب کو نشان عطا ہوا آپ سردار لشکر ہو کر تشریف لیگئے چونکہ ترتیب خلافت کا خیال تھا لہذا قدم بقدم اپنے پیش رو کے انھین بھی واپس آنا ضرور ہوا۔ تیسرے روز کے لیئے آنحضرت نے اعلان فرمایا کہ کل یہہ نشان اُسے ملیگا جو کرار ہو غیر فرار ہو اور جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اُسے خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہین۔

تمام اصحاب مین کھلبلی مچگئی اور ہر شخص متمنی تھا کہ خدا کرے کل مجھی کو نشان ملے۔ عمر خطاب فرماتے ہین اُس رات مجھے نہایت بے چینی تھی کہ کاش کل مجھی کو یہ منصب عالی عطا ہو تو کیا کہنا۔ مگر فرار کا فقرہ آپ نسیاً منسیاً کیئے ہوئے تھے۔

حضرت علیؑ کو آشوب چشم تھا اور نہایت تکلیف۔ خیر صبح ہوئی رسولؐ اللہ نے حکم دیا علیؑ کو لاؤ لوگ اُسی حالت مین لے گئے آنحضرتؐ نے آنکھون مین لعاب دہن اپنا مَل دیا آنکھین بفضل خدا و بفیض رسولؐ روشن و صاف ہوگئین۔ لوائے احمدی علیؑ ابن ابی طالب کو ملا اور قلعہ خیبر فتح کرنے کا ارشاد ہوا۔ آپ مثل لوائے سیّد لولاک مین تا زیر قلعہ پہونچے۔ حارث و مرحب پہلوانان روئین تن صف شکن یکے زور و طاقت پر خیبر یونکو ناز تھا صف آرا ہوئے اسد اللہ غالب علیؑ کل غالب نے دونون کو واصل بجہنم کیا اور خندق سے معہ فوج عبور کرکے دروازۂ قلعہ کو جالیا۔

کیواڑ آہنی جسے ستر آدمی ملکر کھولتے و بند کرتے اندر جانے کو حائل تھے اُنکو بزور ید اللّٰہی توڑ پھوڑ قلعہ مین داخل ہوگئے اور نشان محمدیؐ کا پھریرا بالائے قلعہ بلند کردیا۔

آنحضرت کو جبریل امین نے مبارکباد دی اور علائے رؤس الاشہاد باواز بلند فرمایا
لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار اور سب نے یہہ آواز سنی۔
حدیث خیبر ہم اوپر لکھہ آئے ہین دیکھو صحیح مسلم و بخاری سے۔
جنگ احد مین تمام لشکر اسلام بھاگ گیا۔ ابوبکر و عثمان پتھر ڈلی آڑ مین چھپے دیکھے گئے
عمر خطاب پہاڑ پر چڑھ بھاگے۔ وہ خود کہتے ہین مین اُس روز بز کوہی کی مانند پہاڑ پر
اُچھلتا کودتا پھرا۔ رسول اللہ کے دندان مبارک شہید ہوگئے۔ شیطان نے خبر اُڑادی
محمد قتل ہوگئے۔ حضرت علیؑ صف جنگ سے آنحضرت کے پاس آئے آپ نے فرمایا
اے علی تم بھی اپنے بھائیون کے ساتھہ کیون نہ بھاگ گئے آپ نے عرض کی
لا اخوۃ بین الکرار و الفرار۔ مین بھاگنے کے لئے آپ پر ایمان نہین لایا۔ پھر صف دشمن
مین جاکر صدہا کافر فی النار کر دیئے۔
تاریخون کا اتفاق ہے کہ اُس روز بجز حضرت علیؑ و ابودجانہ اور کوئی ثابت قدم نرہا ابودجانہ
رسول اللہ کے پاس تھے اور حضرت علیؑ کافرون کو پسپا و فنا فی النار البوار فرماتے تھے یہانتک
کہ اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور سب بھاگی ہوئی خلقت جمع ہوگئی۔
خیر اور کتابین تو تمہ کرو ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب پدر بزرگوار شاہ عبدالعزیز کو دیکھو صفحہ ۲۵۱
اتا ما انزا سیر المومنین و امام الاشجعین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب۔ صفحہ ۲۵۵ نادی
منادی یوم احد لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی الکرار۔ یہہ دوسری شہادت
حضرت جبریلؑ کی ہی۔
جنگ حنین مین بھی سب لوگ بھاگ گئے اور حضرت علیؑ و چند بنی ہاشم جان نثار ثابت قدم رہے
اور لڑائیون کا حال کتابون مین دیکھنا چاہیئے کہ حضرت علیؑ نے کیا کیا کار نمایان کئے

آپ خود ہی فرماتے ہیں مصرع دین نبیؐ کو دی ہے میری تیغ نے جلا + ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

اب معلوم نہیں جو ہر صاحب ان کا فران مقتول کو کیون کافر نہیں سمجھتے۔ اچھا صاحب انکو نہ سمجھیے۔ جنگ جمل مین تیرہ ہزار۔ جنگ صفین مین ستر ہزار۔ جنگ نہروان مین بائیس ۲۲ ہزار جو حضرت علیؑ سے انکار کیے وہ کافر ہیں جیسے تم سمجھو۔

آٹھوان فقرہ۔ اگر حضرت حسنینؑ وغیرہ دیگر ائمہ بھی کفار عرب کو فی النار کرتے اور اشرار عجم کی جوروں بچون کو لونڈی غلام عرب کا بناتے تو البتہ قابلیت امامت کی رکھتے جب یہ صفت حضرات موصوف مین نہ تھی تو دائرہ امامت سے قطعی خارج سمجھے گئے۔

جواب۔ تم کو روایت روضۃ الصفا پر بڑا ناز ہے جیسے ہر جگہ اپنے رسالہ مین بطور دلیل قطعی و ثبوت مین پیش کرتے ہو۔ دیکھو اُسی تاریخ مین باب سید الشہدا جناب زین العابدین علیہ السلام مین صاف لکھا ہے کہ ملک عجم عہد مبارک جناب امیرؑ مین فتح ہوا جس لشکر کے حضرت امام حسنؑ سوار تھے۔ حضرت شہربانو اور اُن کی دونون بہنین بنت یزدجرد بادشاہ عجم کو نہایت اعزاز و احترام سے آپ اپنے ہمراہ لائے جن مین حضرت شہربانو کا حضرت امام حسینؑ سے وہی لکھے الف اسے عقد ہوا عہد خلفائے ثلثہ مین عجم کا فتح ہونا محض دروغ بے فروغ ہے اکثر شیعون نے بھی سنیون کی روایات بے سروپا سے دہوکا کھایا ہے اور عمر شریف حضرت امام چہارم سے بھی جو کربلا کے معرکہ کے وقت تھی ثابت ہوتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کی نسبت ہم پہلے لکھ چکے ہین خدا کی جانب سے جو نبی و وہی امام ہوتے ہین وہ اُسی دستور العمل کے مطابق کاربند ہوتے ہین جو خدا کی جانب سے اُنکو ملتا ہے۔

حضرات حسنینؑ علیہم السلام نے معرکہ جمل صفین نہروان مین خوب ہی جہاد کیے اور کشتوں کو

پشتے لگا دئیے۔

تاریخین اِن محاربات کی دیکھو معلوم ہو جائے گا۔ بعد خلافت خود حضرت امام حسن علیہ السلام نے بوجہ نہ ہونے اعوان و انصار و بہ لحاظ کشت و خون بندگان خدا اپنے جد امجد سید الانبیا کی تقلید صلح حدیبیہ کی اور معاویہ سے صلح کر لی۔ حضرت امام سوم کا جہاد فی سبیل اللہ تاریخ عالم میں اپنا آپ ہی نظیر ہے دیکھو تاریخ چین جسکا مصنف ایک عالم محقق مورخ عیسائی ہے لکھتا ہے کہ رستم وغیرہ کو شجاع و جری وہ لوگ کہتے ہیں جو تاریخ عالم اور واقعات نبی آدم سے واقف نہیں اور بالکل بےخبر ہیں۔ اگر نوع انسان میں کوئی شجاع و بہادر جرار و کرار پیدا ہوا ہے تو وہ حسینؑ ابن علیؑ ابن ابیطالب قریشی ہے۔ یہ قول ضرب المثل ہے کہ دو ایک پر بھاری ہوتے ہیں مگر حسینؑ کو چند قسم کے دشمنوں سے سامنا تھا۔ اوّل بھوک و پیاس سہ روزہ جن سے بمثل انسان کا دشمن صعب و سخت دوسرا نہیں۔

دوسرے عرب کے ریت گرم تھی جون کا مہینہ آفتاب کی حدت و تمازت نصف النہار باد سموم کے جھونکے جیسے شرار و چنگاریاں نکل رہی تھیں حالت اضطرار و اضطراب تیسرا ہزار فوج دشمن سے مقابلہ جو ہر ایک لہو کا پیاسا تھا پس ایسے دشمنوں کے مقابلہ میں جو شخص مستقل اور ثابت قدم و راسخ دم صرف اللہ پر بھروسہ و توکل کر کے دشمن کے مقابل ہو وہ شجاع ترین عالم و آدم ہے۔

مولوی امیر علیؒ صاحب جج ہائی کورٹ کلکتہ تنقید الکلام فی احوال شارع اسلام میں بمقابلہ عیسائیوں کے جو قایل ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ گناہوں کی فدیہ ہیں۔ لکھتے ہیں کہ اگر معاصی عباد کا فدیہ یعنی ذریعہ نجات و تقرب خدا کا وسیلہ درکار ہے تو امام حسینؑ کی شہادت کاملہ نے اس کی تکمیل کر دی اور اسلام تعلقات ارجاس و انجاس سے پاک ہو گیا۔

کیون جوہر صاحب محقق عیسائی کا شجاعت امام حسینؑ مین وہ قول اور مولوی امیر علی صاحب
کا شہادت امام حسینؑ پر یہ افتخار اور باوصف ادعائی اسلام آپکا یہ کلام کچھ تو خدا سے شرم کرو ؎

باک حسینے نیست کو گردد شہید　　　ورنہ بسیار اند در عالم یزید

عرب و عجم کی عورتون بچون کو لونڈی غلام بنانا اس فعل وحشیانہ وظالمانہ کو کون مہذب قوم
پسند کرے گی۔ کہ بندگان خدا کو خرید و فروخت کیا جاوے اور اُن کو اسیر و مقید رکھا جاوے
یہہ طریقہ آنحضرتؐ کا ہرگز نہ تھا۔ آپکو اللہ جل شانہ نے مجسم خلق عظیم بنایا تھا آپکے
مکارم اخلاق و محاسن اشفاق اس بات کو ہمیشہ مکروہ و معیوب سمجھتے رہے۔
دیکھو جب بنت حاتم طائی مقید ہو کر آپکے روبرو آئی آپنے بہ لحاظ سخاوت و فیاضی اسکے
باپکے اُس کی بیٹی کو اپنی ردا بچھادی اور رہا کر دیا ایسا ہی اور اُسرائے مغلوب کے ساتھہ
آپکا سلوک رہا کیا۔
یہہ ایجاد ظلم بنیاد آپکے خلفا کی سے ہے کہ بیگناہ مردونکو تہہ تیغ کیا عورتون اور بچون بے بس و
بے کس کو اسیر کرکے فروخت کر ڈالا۔ لا واللہ لا اس جبر تعدی سے نہ خدا خوش نہ رسولؐ۔
عیسائیون کے اعتراض پر اہل سنت نے صرف فعل صحابہ کے جائز رکھنے کو اسلام مین یہہ
بھی ایک شاخ لگا رکھی ہے اور بیجا توجیہین و تاویلین کرتے ہین مگر جو داغ اسلام کی قسمت مین تھا
وہ کیونکر مٹتے۔
اور ائمہ علیہم السلام کو حکم جہاد نہ تھا مثل عیسےٰ و دیگر صدہا انبیاء سے مرسل کے جو ہمیشہ تا
حیات جہاد لسانی فرماتے رہے اور شجاعت و شہامت ظاہر نہ کی جیسا اُنکا حال و طرز
معاشرت ویسا ہی اِن کا سر مو فرق نہین جو جیسے حکم ملا اُسپر عامل ہوا ؎ بیت

ہر کسے را بہر کارے ساختند　　　میل آن اندر دلش انداختند

اب دیکھنا مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلنا ایک دین ایک مذہب ایک ملت ایک خدا ایک رسولؐ ایک خلیفہ برحق بعد اُس کے گیارہ اماموں کی امامت اور پھر رجعت و قصاص منافقان بدکردار حشر و نشر بہشت و دوزخ مین داخلہ ۵

یا منتظم ظہور امام زمان دکھا	اب دم لبونپہ ہے در امن و امان دکھا
آنکھین ہین منتظر رخ آرام جان دکھا	پھر برق ذوالفقار کو آتش فشان دکھا
دشمن رہے نہ ایک شہ مشرقین کا	یارب مٹادے نام عدوی حسینؑ کا

نوان فقرہ اس کا جواب مفصل ہم لکھ چکے ہین دیکھو صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ رسالہ ہذا

دسوان فقرہ مصداق ان آیتون کے وہی لوگ ہین جنھون نے بفضل خدا کفار عرب واشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ مین امن کامل رہا اور عدم خوف خلق خدا کو حاصل رہا نہ وہ کہ جنھون نے بہ طمع خلافت اپنے ہاتھ سے اسنیت کا خون کیا۔

جواب آیہ۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا

آیہ مین فقرہ ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا ہے جس کی تفسیر بدل دہد ایشانرا از پس ترس ایشان از شر دشمنان ایمنی) ہے پس اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ مومنین صالحین کو بدل خوف کا امن مین رہنے کا ملا یعنی جیسا شر دشمنان سے انکو خوف تھا وہ خوف مبدل بہ امن ہوگیا۔ اور یہ آیہ بعد ہجرت آنحضرتؐ مدینہ مین نازل ہوا کہ مومنین با ایمان ویقین سمجھو کہ جو تم کو کفار مکہ سے ایذائین پہونچین اور ہر وقت تم کو انکا خوف بنا رہتا تھا اب ان کے شر سے تم امن مین رہوگے (اور وعدہ کرتا ہے خدا اُنہین مومنین صالحین سے

کہ جیسا پیشتر ہم نے انبیا و اُن کی اُمت کو زمین کا سردار بنایا ویسا ہی تم کو بھی اُنکا قایم مقام
اور دیا ہم نے تم کو ایک دین برگزیدہ و پاکیزہ - دوسری آیت ثم جعلنا کم خلائف فی الارض
من بعدھم لننظر کیف تعملون - کیا ہم نے تم کو قایمقام پہلون کا بیچ زمین کے بعد اُنکے
پس ہم انتظار کرینگے کہ تمہارے عمل کیسے ہونگے - پس دونون آیتون کا یہ مطلب ہے
کہ مثل انبیاے سابق و اُن کی اُمت کے تم کو بھی اُنھین کا قایمقام بنایا اور کفار کے
شر سے تم کو امن کیا اب دیکھیے تم کس طرح کے عمل کرتے ہو -

اس مین نہ کہین ذکر روے زمین کو کفار عرب و اشرارھم سے پاک کرنے کا ہے نہ امن کامل و
عدم خوف خلق خدا -

تم تفسیر کو اُلٹ پلٹ کر اپنے خاطر خواہ معنے بنا لیتے ہو - مگر جب آیات کے
صاف و صریح معنے موجود ہین تو ہم کو تفسیر کی ضرورت نہین صرف جو مفسر کی رائے
ہے نہ آیات کے اصلی معنے -

پس اب دیکھو ان آیات کریمہ نے تم کو جھوٹا کر دیا یا نہین صاف ولیبدلنھم من بعد خوفہم
امنا مومنین صالحین کی نسبت ہے کہ شر و نفاق دشمنون سے مامون رہینگے نہ امن
کامل و عدم خوف خلق خدا -

اور یہ بھی یاد رہے کہ ہر آیہ مین جہان اللہ پاک نے امن فرمایا ہے روے خطاب
آنحضرت صلعم ہی کی جانب ہے یعنی آپ مومنین کے سردار اور افسر ہین بعد ازان علی ابن ابیطالب
جن کو بارہا حضرت رسول خدا نے صالح المومنین فرمایا ہے بعدہ اور مومنین صالحین پس
ان آیات مین مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے کا ذکر نہین ہے بجز اس کے
کہ جیسا ہم نے پہلی اُمتون کو زمین کا مالک کیا ویسا ہی تم کو -

اب دیکھو خدا کا وعدہ سچا اور بے زوال ولا تجم جس کی تکمیل آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک سے ہوگئی یعنی جب وعدہ خدا حضرت علیؑ خلیفہ مطلق ہو گئے ورنہ اور خلافتوں سے انکا کیا تعلق کیونکہ عموماً اہل سنت خصوصاً تم خدا کی جانب خلافت کا ہونا ناروا و ناجائز کہتے ہو پھر یہ آیات تمہارے خلفا پر کسطرح صادق آینگی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اب پہلی آیتون سے اس آیت کو مشابہ کرلو دیکھو کیسا جوڑ و پیوند ملتا ہے یہ امر تو ظاہر ہے کہ زمانہ جنگ و جدال مین امن قائم نہین رہتا لیس جیسا رسول اللہ کے عہد مبارک مین کفار قریش و یہودیان خیبر وغیرہ کا امن خاک مین ملا ویسا ہی حضرت علی کے جنگ و جدال کے زمانہ مین نواصب و خوارج جمل و صفین و نہروان کا امن خاک مین ملا اور جس طرح رسول اللہ نے اپنے ہاتھ سے بہ طمع رسالت دین خدا جاری کرنے کو کفار اشرار کو نیست و نابود کیا اُسی طرح حضرت علیؑ نے اپنے ہاتون سے بہ طمع خلافت کتاب اللہ پر عمل کرنے کے لیے نواصب و خوارج نابکار کو فنا فی الدار البوار کیا۔

اپنی چیز پر سب کو طمع ہوتی ہے خصوص اُس وقت کہ جب کتاب اللہ مین مخالفت و طریقہ رسول اللہ مین منافقت ہو کر دین خدا برباد ہو رہا ہو۔

امن و امان کا خون عہد خلفائے ثلثہ مین ہوا جبکہ بجبر قلع و قمع بندگان خدا اُن کے مال کی لوٹ کھسوٹ انکی عورتون بچون کی اسیری بے تحاشا ہونا خرید و فروخت معصوم و مظلوم اطفال ہزارہا خاندان کی تباہی و بربادی طوائف الملوکی کے اور کچھ کام ہی نہ تھا جس کو آپ نے صفحہ ۲۳ تشہیر مین بڑے فخر و ناز سے لکھا ہے حضرت عمر خلیفہ دس برس رہے۔ اُن کے وقت مین اسلام خوب ہی ظاہر ہوا

شام و مصر و ایران و عراق و اکثر روم فتح ہوا۔ چار ہزار بڑے بڑے شہر مع پرگنات فتح ہوئے چار ہزار مسجد تیار ہوئین چار ہزار بتخانہ توڑے گئے بیشمار خزانے مسلمانون مین تقسیم ہوئے لوگ آسودہ و غنی ہو گئے انتہیٰ۔

بس اسی پر خلق خدا کو برا من و امان ہونا قیاس کرلو اور بے شمار خزانے مسلمانون کو تقسیم ہونا جس کے سبب لوگ آسودہ و غنی ہو گئے۔ یہی تو خلفت کے رجحان کا سبب تھا۔ حضرت علیؑ کو وہ لوگ کیون پسند کرتے یہان بجز حصہ رسد ملنے کے اور کیا امید تھی۔

صفحہ ۱۴۳۔ اسرار الہدیٰ مین چودہرے صاحب نے ایک عبارت تنزیہ الانبیا والائمہ مصنفہ جناب سید مرتضے علم الہدیٰ کے لکھی ہے اور اُسے جناب موصوف کیطرف منسوب کرتے ہین (بانکہ حضرت امیر و شیعہ او ہمیشہ دین خود را اخفا فرسودہ اند و در پردہ دین مخالفین گزرانیدہ اند و امن کامل و عدم خوف نیز در زمان ایشان حاصل نبود چہ اصل ایاست ایشان ز ابلاد کثیرہ و اقطار طویلہ مثل شام و مصر و مغرب منکر بانند چہ جائے قبول احکام ایشان الخ

جواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہرگز عبارت جناب علم الہدیٰ کی نہین ہے بلکہ قول اہل سنت نقل کر کے بعد جواب شافی دیتے ہین جس کو تم نے لے آخرہ لکھ کر طاق نسیان پر رکھدیا ہے تمہارا ابتدا سے یہی قاعدہ ہے کہ حدیث و اقوال و روایات و عبارات کو کاٹ چھانٹ کر اپنے خاطر خواہ الفاظ منتخب کر کے لکھ دیتے ہو جیسا حدیث شورہ خلافت مین عمر خطاب نے عمدہ الفاظ وقت پر استعمال کرنے کو منتخب کیئے تھے جس کے وہ قائل ہین یہ ابلہ فریبی اور روباہ بازی اچھی نہین اسد اللہ الغالب کے پیرو محصور کر کے دام الحبس کر دیتے ہین۔ بھلا اس فقرہ کو دیکھئے ہمیشہ دین خود را اخفا فرسودند و در پردہ دین مخالفین

گزرانید نداور جناب علم الہدے سے محی الدین کو جنکی ذات جامع خیر و برکات سے مخالفون کی دھجیان اڑا دین اور لوائے شریعت و تبعیت احکام خدا و رسولؐ اقصائے واکناف عالم مین بلند کردیا وہ جناب امیرؑ کی نسبت ایسا فرمائین کہ دین خود اخفاو در پردہ دین مخالفین لاوَاللہ لا یہ قول اُنکا نہین ہے بلکہ کسی متعصب ناصبی کا ہے۔

اور ہمیشہ کے لفظ نے اور بھی اِس قول کو رد کردیا کیونکہ ہمیشہ کا اطلاق روز ولادت سے آخر دم حیات تک ہوتا ہے پس ایسا کلمہ بجز کور باطنون کے اور کون کہہ سکتا ہے۔

حضرت علیؑ نے نہ کبھی اپنا دین اخفا کیا نہ پردہ دین مخالفین مین رہے صریح کذب و بہتان نہ اُن کے شیعہ ملکی صفات۔ دیکھو آپ نے ابتدا سے انتہا تک اپنے کو مستحق خلافت غیرون کو غاصب و خائن فرمایا اور سیرت شیخین اختیار کرنی ہرگز قبول نہ کی جس پر عثمان کو خلافت ملگئی اور آپ صابر و شاکر رہے سیرت شیخین دین مین داخل نہ تھی ورنہ اُس کے منظور کرنے مین کیا قباحت تھی مگر آپنے صاف جواب دیا کہ یہ مجھ سے نہ ہوگا حضرت ابوذر نے بلا تقیہ ابو طلحہ سے صاف کہہ دیا کہ متمسک بکتاب اللہ و بہ علیؑ ابن ابیطالب شو۔ ایسا ہی شام مین جب تک آپ رہے دین خدا ظاہر کرتے رہے جس پر معاویہ نے عثمان کو شکایت لکھی کہ ابوذر میری حکومت مین خلل انداز ہوتے ہین اور عثمان نے بکمال شدائد و تکلیف مدینہ مین بلا کر جلا وطن کی سزا دی ایسا ہی عمارؓ یاسر و مالک اشتر وغیرہ نے دین حق کے اظہار مین عثمان کے ہاتھ سے کیا کیا ایذائین اُٹھائین۔

خود حضرت علیؑ نے خلافت خصوصیہ مین بارہا معاملات دینی مین اصلاح فرمائی جیسا سزائے سوت جسے عمر خطاب نے خلاف شریعت حد جاری ہونے کو حکم دیا مگر آپنے رد کردیا اور سزا نہ ہونے دی جس پر لولا علیؑ لہلک عمر مشہور دنیا وی سے کہا گیا وغیرہ وغیرہ۔

پس اسے دین ظاہر کرنا کہتے ہین یا اخفا فرمودند کہین گے۔
بہرکیف حضرت علیؑ واُن کے شیعہ بلا تک خصال ہمیشہ وہر حال ہین اپنا دین اپنا ایمان اپنے خدا ورسولؐ کے احکام علی الاعلان ظاہر کرکے گمراہون کو دین حق کی طرف بلاتے رہے ایسا ہی جملہ آئمہ معصومین واُن کے شیعہ والاصفات کبھی کسی حال وقال مین ان حضرات نے دین کو اخفا نہین کیا۔ دیکھو دین پناہی وشریعت محمدی کی آبرو بچانی اسے کہتے ہین کہ حضرت خامس آل عبا روحی لہ الفدا نے ع بیجان ہوگئے دین نبیؐ کو جلالیا ۵

سر داد ونداد دست بردست یزید حقا کہ لوائے دین پناہ ہست حسینؑ

انہین حضرات کے دین حق وشریعت مطلق جاری کرنے سے اسلام حقیقی محفوظ ومامون رہا اور روز بہ ترقی کرکے آج تمام دنیا مین مثل آفتاب عالمتاب چمک رہا ہے ہزارون کالی گھٹا شامیون کی اٹھین مگر دہوان دہار رہو مین وراس کی تابندگی ودرخشندگی بڑھتی رہی الحمد زد فزو۔
گیارہوان فقرہ۔ اسی عبارت مکذوبہ ومصنوعہ پرجوہر صاحب نے اٹھل کو دکر لکھا ہے کہ بقول علامہ حلی الجبان لایستحق الامامۃ جناب امیرؑ مستحق خلافت مطلق نہ تھے۔
تم ننتشر الحریس آدمی ہو کبھی فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق تھے کبھی مستحق خلافت مطلق نہ تھے کبھی کچھ کبھی کچھ ایک رنگ پر قائم رہتے تو مناسب تھا۔
اب ہم سے سنئے جبن کے معنے ہین۔ نامرد بے ہمت سحر کہ مرد آزما سے منہ پھیرنے والا صف جنگ کو پشت دینے والا کڑی پڑنے پر نوک دم بھاگ نکلنے والا۔
علامہ حلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا ہو وہ مستحق امامت وخلافت کا نہین آپ کو خدا کی قسم اور اپنے عمر عزیز کی سوگند سچ کہئے کہ آپ کے خلفائے ثلثہ جنگ احد

صفین نصیب سے بھاگے تھے۔
ابوبکر کو ابن ربیعہ وغیرہ نے صحن کعبہ میں مارا جس کے صدمہ سے تمام منہ سوج گیا تھا مگر
خیر یہ تو ابتدائی حالت تھی اسے جانے دو۔ آپکے خلفا نے سوائے اسکے باپ
قیدی پر تلوار اٹھانے کے کسی معرکہ میں دوسرے کے مدمقابل ہو کر اسے قتل کیا
یا زخمی کیا یا دور ہی سے للکارا۔ یا خود اس کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور نوبت
بہ علاج جراح پہونچی۔ تم نے بھی ابوبکر و عمر کے فتوحات کا خلاصہ لکھا ہے کسی معرکہ
مین خود سردار لشکر ہو کر گئے اور خود لڑے یا خالد وغیرہ کے برتے پر تاتا پانی۔
آنحضرت کے وقت مین ابوبکر کا سردار لشکر ہو کر جانا بمقابلہ ابوسفیان بعد جنگ احد
اور سریہ کراع الغمیم اور خیبر و بنی کلاب و قوم بنی فزارہ اور وادی الرمل مین جو تم نے لکھا ہے
یہ روایتین اہل سنت کی ہین اور خیر لوفرضا گئے بھی مگر کسی سے مقابل ہونا اور ان کی
ہاتھ سے کسی کافر کا مارا جانا ظاہر نہین ہوتا لشکر کے ساتھ رہے ہونگے کلام تو مارنے
مرنے پر ہے۔ ایک امیری حج کی آپ نے اور لکھی ہے اور سورہ برات کا قصہ
بھول گئے ہو وہ ہم سے سنو۔ آنحضرت نے سورہ برات ابوبکر کو دے کر کعبہ
کو روانہ کیا باین غرض کہ لوگون کو سنا دو ابوبکر کعبہ کی جانب چلے۔ جبریل امین نازل ہوئے
اور حکم خدا پہونچایا کہ خدا کے احکام تم اپنی ذات سے پہونچاؤ یا علیؑ جو تمہارا نائب
برحق ہے۔ غیر شخص ایسے احکام پہونچانے کا مجاز نہین۔ آنحضرت نے فوراً حضرت
علیؑ کو حکم دیا کہ تم جا کر ابوبکر سے سورہ برات لے لو اور بہ نفس نفیس احکام خدا کی
تبلیغ کرو چنانچہ آپ نے راہ مین سورہ کریمہ ابوبکر سے لے لیا اور خود امیر حج ہو کر کعبہ مین پہونچے
اور تبلیغ رسالت کی۔ ابوبکر اگر آپکے ساتھ رہے ہون تو باشد مطلب تو سورہ براءت کی تبلیغ

کیا تھا سو وہ منصب حضرت علیؑ کو ملا ہی تو ہم کہتے ہیں کہ تم صرف اپنے مطلب کے لائق عبارت لے لیتے ہو اور اصل مقصد کو چھوڑ دیتے ہو۔

اب اس روایت میں ابوبکر کی اسیری کہاں ہے۔ ایسا ہی جابجا کی سرداری لشکر تم نے کتر بیونت کر ابوبکر پر جو اسیری راست کر دیا ہے ورنہ وہ بیچارے نہ کبھی لشکر کے امیر ہوئے نہ کبھی سے انکو لڑنے بھڑنے کا موقع ہوا خیبر میں البتہ آپ نے نشان دیکر بھیجا تھا سو اس کا حال سن ہی چکے کہ بے نیل مرام زیر علم سے بھاگ آئے بھاگ گئے کا ثبوت آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ کرار ہوگا نہ فرار یعنی بھاگنے والا پس بھاگ گئے کے لئے یہہ فقرہ مصدقہ مخبر صادق کافی ہے کہ بھیجا اور لوگ نشان لے کر بھاگ آئے ویسا وہ نہ ہوگا جسے کل نشان ملے گا۔ اس فرار میں عمر خطاب بھی دوسرے نمبر پر ہیں جیسا استحقاق خلافت حنین کا فرار قرآن مجید سے ثابت ہے اور خود قول عمر خطاب مندرجہ صحیح بخاری و مسلم نیز گو ہی کی مانند اچھلنا کودنا حنین کا فرار بعد بیعت تحت شجرہ غرضکہ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم۔

پس علامہ حلی نے ان فرار معرکہ ہائے مرد آزما سے و نیز دیگر واقعات تاریخی سے جن کی تحریر میں تہذیب مانع ہے خلفا کو جبن فرمایا ہے اور لائق امامت و خلافت نہیں سمجھا آپ کو جناب امیرؑ پر غیظ آگیا اور ایک روایت صریح موضوعی و بے ربط و خبط لکھ کر جبن قرار دیدیا۔ خیر اگر اس روایت کو ہم مان بھی لیں تو اس سے ہمارا صاف جبن کہاں نکلتے ہیں بجز انکہ مثل مومن آل فرعون جس کی صداقت قرآن سے ہوتی ہے یکتم ایمانہ اپنا ایمان دشمنوں کے خوف و غلبہ سے چھپاتے تھے مگر جبن کا اطلاق تو اسی حالت میں صادق آئے گا کہ مثل خلفاء ثلثہ رسول اللہ کو معرکہ جنگ میں چھوڑیں اور بھاگ کر اپنی جان بچائیں۔

اگر مغلوبی و محکومی اُمرائے بد باعث ہین تم سمجھتے ہو تو ابتدائے آدم تا خاتم جملہ انبیائے
مرسل نعوذ باللہ من ذالک اس الزام سے بری نہین بلکہ حضرت علیؑ کی مغلوبی و محکومی و
توہین و تحقیر سے اُن کی مغلوبی و محکومی توہین و تحقیر و تذلیل و ظلم و جور کفار بہت ہی زیادہ
ہے ع جو صاحب ولا ہین وہ ہین مورد بلا آپ جوہر صاحب نے حدیث ثقلین مشہورہ
ومعروفہ لکھ کر تمسک بہ قران مجید و عترت رسول رب وحید کی نسبت بہ اہل سنت دی ہے
کہ بجز فرقہ ناجیہ اہل سنت ان دونون جلیل القدر کی متابعت احکام دینی و شرعی مین ہرگز
نہین کرتے اور مخالف کتاب اللہ و عترت ہین چنانچہ جناب سیدن صاحب قبلہ اعلی اللہ
مقامہ کی تحریر بحوالہ صوارم لکھتے ہین درباره عدم تمسک قرآن گویند تغیر و نقصان در قرآن منحصر
در چہار چیز است یکے تبدیل لفظے بہ لفظے آخر مثلا اینکہ گفتہ شود بجائے کنتم خیر امۃ خیر
ائمۃ بودہ لکن بعضے از اعدائے اہل بیت آنرا تبدیل نمودہ اند مگر وجہ اول بعید است۔
پس یہانتک جناب موصوف کی عبارت تحریر کرکے اب اپنی چرب بیانی سے لفظ
امۃ غلط ہے بلکہ صحیح ائمۃ ہے اور خاص صاحب جہاد ون سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی
کہ درحقیقت قرآن ناقص ہے پس شیعون کو دعوے تمسک قرآن کرنا محض اُن کے
اُصول کے مخالف ہی لکھتے چلے جاتے ہین۔ نہ روایت کا نتیجہ لکھتے ہین نہ آغاز نہ انجام
جناب ممدوح فرماتے ہین تغیر در قرآن چار چیزون مین ہے ایک تبدیل الفاظ مثلاً کہا جاوے
بجائے کنتم خیر امۃ خیر ائمۃ تھا لیکن بعض دشمنون نے تبدیل کر دیا مگر وجہ اول بعید
ہے یعنے نادرست پس کیونکر ظاہر ہوا کہ جناب موصوف نے نقصان قرآن تسلیم کر لیا
جبکہ وجہ اول بعید است کا فقرہ موجود ہے یہ تو تحریر کا طریقہ ہے کہ فلان فلان باتین معلوم
ہوتی ہین مگر وجہ اول درست نہین وجہ ثانی قرین قیاس ہے۔ اگر تم سچے تھے تو

پوری روایت اور چارون چیزون کی تفصیل پر جناب موصوف کی رائے لکھتے تو معلوم ہوتا آپ کے نزدیک کیا درست ہے کیا نادرست پس جبکہ تم نے روایت لکھنے مین خیانت کی ہے اور جناب موصوف کا فیصلہ آخر نہین لکھا تو کسی طرح ثابت نہین ہو سکتا کہ قرآن ناقص ہے اور شیعہ متمسک بہ قرآن نہین صاف تمہاری بناوٹ اور عوام کو دہوکا دینا ہے ۔ شیعہ ایسی بے سروپا باتون کا جواب دینا تضیع اوقات سمجھتے ہین کیونکہ جب سوال کا سر ہی پیر ندارد ہے تو جواب کیا دیا جاوے ۔ اب اگر پوری روایت و فیصلہ آخر لکھوگے تو جواب ملجائے گا۔ قرآن کی مخالفت و منافقت اُس کی تعظیم و توقیر کا حال جو اہل سنت کے پیشوائے دین نے کیا ہے اُسکا مختصر سا حال ہم پہلے لکھ چکے ہین اُسے دیکھو اور دعوائے تمسک قرآن سے باز آؤ۔

اس زمانہ کا حال سنو جوہر الایقان فی حفظ الایمان مصنفہ مولانا مفتی حکیم عبد الکریم دہلوی سنی المذہب کے شروع دیباچہ مین لکھا ہے چونکہ سلطنت اسلامیہ نہین اس لیئے بعض لوگون نے موقع پاکر باغوائے شیطان عقائد مذہب باطلہ خوارج و نواصب و نجدیہ کہ اہانت صلحا و انبیا اُنکا شعار ہے تقریر پلٹ کر بصورت دیگر ظاہر کی کہ عوام کو تمیز نہ ہوئی (کیا جوہر صاحب آپ بھی اُنھین مین سے ہین ۔) شدہ شدہ ایک فریق کا عقیدہ ہے موافق اِن مذاہب باطلہ کے ہوکر گمراہ ہو گئے اور اُسی عین توحید اور اتباع سنت جاننے لگے ۔ اور علم دین یہان سے گم ہو گیا ۔ مدار وعظ کا ترجمہ اُردو بعض حدیث اور آیات قرآن اور چند مسائل فقہ پر رہ گیا انکو یہہ خبر نہین کہ اہل سنت کے نزدیک اس آیت و حدیث کے کیا معنے ہین اور اہل مذاہب باطلہ نے کیا سمجھے ہین اور ہم عقیدہ کن لوگونکا اختیار کرتے ہین آیا ہمارا ایمان درست رہا یا نہین۔

اکثر واعظین اس زمانہ کا یہہ حال ہے کہ اُردو بھی اچھی طرح نہین پڑہ سکتے اگر پوچھو
تو فرائض وسنن نماز اور وضو بھی بیان نہین کرسکتے آیات ناسخ ومنسوخ کا تو کیا ذکر ہے
مگر واہیات مین وعظ کہتے پھرتے ہین اور نشان اُن کے دروغ گوئی وغلط بیانی سوا
یہہ ہے کہ کوئی آیت یا حدیث پڑہ کر اپنے قیاس واجتہاد سے جو سمجھ مین آیا اور
جی چاہا گھڑ لیتے ہین حوالہ کسی تفسیر کا نہین دیتے کہ فلان تفسیر مین اس آیت کے یہہ معنے
لکھے ہین یا فلان مجتہد نے اس حدیث سے یہہ مسئلہ بیان کیا ہے تا کہ صحت
اُس کی معلوم ہو پس خدا پناہ مین رکھے ایسے مذاہب اور وعظ سے کہ جس سے حلال
خدا حرام اور عبادت خدا ضلالت ہو غرض یہہ طریقہ وعظ کا مشل پیرزادون کے
معاش کا ذریعہ مقرر کرلیا ہے کہ جو کوئی دعوت کرے یا نذرانہ دے وعظ کہتے ہین
اپنی استعداد کو نہین دیکھتے ہم کیسے ہین مسائل توحید اور عقائد جو بیان کرتے ہین
کہان سے کہان بہک جاتے ہین غرض اصلی دعوت کھانے اور نذرانہ لینے سے
ہے الحاصل اس زمانہ کے واعظون نے اپنی معاش طلب کرنے کو وعظ کا ذریعہ نکال لیا ہے
اور بعض نے مسجد یا مدرسون مین بیٹھکر فتوے لکھنے کا پیشہ ذریعہ معاش ٹھہرایا ہے
اور مال زکوٰۃ وخیرات باوجود قدرت حصول معاش اپنے کسب ومحنت سے
کھاتے ہین -

اور یہہ نہین جانتے طلب حلال فرض ہے اور آیات الٰہی کو اس ثمن قلیل دنیا پر بیچنا حرام
ہے اور داخل ہوتے ہین اس آیہ کریمہ کے حکم مین ویشترون بآیات اللّٰہ ثمنا
قلیلا ۵ -

ان سب سے حافظون کا گروہ زیادہ ہے جہان ماہ رمضان قریب آیا ٹڈی دل

مشکل پڑا کوئی شہر کوئی قریہ کوئی مقام ایسا نہ ہوگا جہاں چھ لوگ نہ پہونچیں دو چار
مسلمان برائے نام جمع ہو گئے اور تراویح شروع ہو گئی جسمین ختم زیادہ ہوگی
حافظ جی کو نذرانہ زیادہ ملیگا بعد افطار جو تراویح پڑھنے گئے تو ایک رکعت مین دو
تین پارہ آئین بائین شائین ہے اُڑے نہ تلفظ نہ قرات نہ مخارج نہ رکن رانڈ کا
پھر خدا کے چلا جاتا ہے لوگ پیچھے کھڑے کوس رہے ہین کہ خدا حافظ کو موت
دے کوئی گرا کوئی بیٹھ گیا کوئی نیت توڑ کر چلا گیا کرے روزہ نمیکشد تراویح میکشد
بہرکیف حافظ جی سال بھر کی روزی حاصل کر کے اپنے گھر آئے اور اگلے رمضان
مین چھاپہ مارنے کی فکر ہوئی پس اگر اس کو تمسک کتاب اللہ کہو تو ہم تصدیق کرتے
ہین ورنہ اسپر عمل لا واللہ لاجب قرآن مین مخالفت اور طریقہ رسول اللہ ؐ مین منافقت
ہی ہو گئی تو اُسی مخالفت و منافقت پر عمل ہوا نہ اصلی کتاب اللہ پر۔ رہا تمسک
بہ عترت رسول اللہ ؐ این خیال است و محال است و جنون۔ عترت رسولؐ کی نہ آئین
انکا قتل قمع اُن کی غارتگری اُن کی اسیری اُن کی توہین اُن کی تذلیل اُنپر ظلم و جور اُنکی
تباہی و بربادی اُنپر دروازہ کا گرانا اُن کے گھر جلانے کو آگ جمع کرنا صدہا سال
تک اُنپر سب و شتم کرنا غصب خلافت غصب فدک ابتک اُنکو مستحق امامت نہ سمجھنا
انکو جِلن کہنا اُنکو دین سے خارج کرنا انکو مشرک کہنا وغیرہ وغیرہ خشت از بام ہے ابتدا
سے آجتک۔

اہل سنت کی تمام کتابین اور تاریخین و روایتین و حدیثین پکار پکار کر شہادت دے
رہی ہین ہم کس کس کا نام لین تم اپنے رسالہ اسرار الہدیٰ ہی کو دیکھ لو دور کیون جاؤ
تمسک عترت کا حال معلوم ہو جائے گا۔

جوہر صاحب کہتے ہیں شیعہ بعض عترت رسول اللہ کو جنین و چنان کہتے ہیں اور اُن کو
نہیں مانتے ہیں۔
ایک قول جناب امیر کا لکھا ہے اُس کے مضمون پر ناظرین خوب غور کریں اور دیکھیں
کہ جوہر کی دیانت و امانت و خیانت کا کیا حال ہے علامہ طبرسی نے جناب امیر سے
کتاب احتجاج مطبوعہ بمبئی میں یہ روایت کی ہے فذھب ملوکات اعتضد بہم
علی دین اللہ من اھل بیتی وبقیت من الحاضرین قریبۃ العھد بالجاھلیۃ عقیل و عباس
آپ نے معنے لکھے ہیں یعنے وہ لوگ میرے اہل بیت کے جاتے رہے جن کی
قوت کا خدا کے دین میں مجھکو بھروسہ تھا اب صرف دو خوار و ذلیل قریب
زمانہ جاہلیت کے باقی رہے ہیں وہ عقیل و عباس ہیں انتہے۔
اب دیکھیے خوار و ذلیل کا ترجمہ کن عربی الفاظ کا ہے۔ معنے تو یہ ہیں کہ وہ لوگ
میرے اہل بیت کے جاتے رہے جنسے دین خدا میں مدد ملنے کی امید تھی اور
باقی رہے حاضرین میں سے جو ایام جاہلیت سے قریب تھے عقیل و عباس۔ خوار و
ذلیل اس عبارت میں کہاں ہے۔ من الحاضرین جو حاضر ہیں۔ اعوذ باللہ من
الشیطان الرجیم ؎ اسپر بھی اگر جوہر صاحب کا کوئی اعتبار کرے تو اُس کی برابر دنیا میں
احمق نہ ہوگا۔
جناب امیر کا فرمان فیض ترجمان بجا ہے یعنے اگر حضرت امیر حمزہ و جعفر طیار وغیرہ اس زمانہ
میں بقید حیات ہوتے تو زید و بکر کو خلافت نہ ملتی اور غصب فدک نہ ہوتا وہ جرار غیر فرار
دین خدا میں میری اعانت کرتے اور مدعیان خلافت کو دھتا بتاتے مگر مجبور کہ صرف
عقیل و عباس باقی ہیں وہ اُن ایسے مدد و اعانت نہیں کر سکتے اِن دو شیر بیشہ شجاعت

وشناعت وضلالت کے حالات تاریخی دیکھو کہ ترقی دین خدا میں کیا کیا کارنمایان انسے ظاہر ہوئے
ابوجہل سے سردار قوم و سرکش کی مونچھین اکھاڑلین جسکہ وہ آنحضرت کو ناسزا کہہ رہا تھا اور
جنگ بدر واحد میں جانبازیان و سرفروشیان - بادشاہ حبش کے روبرو خدا کی وحدت
و رسول اللہ کی رسالت میں خوش بیانیان جو تقریر تاریخ اسلام میں بےنظیر شمار کی جاتی ہے
پس ایسے اہل بیت کے نہ موجود ہونے کا حضرت کو افسوس رہا - اب جوہر صاحب لکھتے ہین
اولاد عباس کی نسبت حیات القلوب مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
ایسے کلمات واہیات لکھے ہین جنکے تحریر کرنے سے روح کانپتی ہے - تمھاری روح کانپا
کرے ہی تو مشکل ہے کہ نیک و بد ظالم و مظلوم عاصی معصوم کو تم برابر سمجھتے ہو سب دوازدہ
بارہ پیغمبری جسکے جیسے اعمال ہونگے دنیا میں اچھا و برا عاقبت مین جزا و سزا - خلفائے عباسیہ
کا حال تاریخون مین دیکھو انھون نے ائمہ معصومین آل طٰہٰ و یٰسین اُن کی اولاد امجاد کے ساتھ
کیسی بدسلوکیان کیسے ظلم کیسے کیسے شدائد کیے ہین ان کے عہد میں کسی امام معصوم نے
چین نہ پایا بے خانمان ہوئے قید رہے زہر سے شہید کیے گئے انکی آل و اولاد زندہ
دیوارون مین چنوا دیے گئے لاکھون سادات علوی و فاطمی قتل ہوئے - بغداد مین نشان
اُس دیوار کا اب تک موجود ہے جس مین ہزارون لاکھون بے گناہ و مظلوم بلا سبب زندہ
چن دیے گئے - پس ایسی ظالم قوم گو کہ وہ عباسی ہون یا علوی کیونکر ممدوح تصور ہوگی
شیعہ اُن کو قیامت تک برا کہین گے تم اپنی اپنی روح کو سنبھالے رہو -
اب جوہر صاحب نے بہت سے نام علوی و فاطمی کے لکھ کر حوالہ کتاب الانساب و تاریخ
السادات و اصول کلینی کا دیا ہے جن کو شیعہ برا کہتے ہین -
بیشک جو خلاف دوازدہ امام علیہم السلام مقبولہ مذہب حقہ اثنا عشریہ دعوے امامت در رفا

کرے انکو امام نہ سمجھے اُنپر خروج کرے اُن کے دشمنون سے ملے اُن کو بُرا کہے وہ
ضرور حرامزادہ ہے کسی خاندان کا ہو دیکھو ؎

پسر نوح با بدان بنشست　　خاندان نبوتش گم شد

یہہ تو نوح نبی اللہ کا لڑکا تھا انجام کیا ہوا پھر بھلا کیا امام زادہ۔
اب جوہر صاحب نے بکمال سفاہت و شقاوت مرثیہ گوئیون کی ہجو مین تو ایجاد ایک نقل
لکھی ہے اور اپنے مشرب بھانڈون پر گوے سبقت لیگئے ہین وہو ہذا یہہ بات تو ظاہر
ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہین ہے کہ اہانت اہل بیت سے خالی ہو۔
لطیفہ ایک مرثیہ خوان جو مثل میان دبیر و انیس کے اپنے زمانہ مین انگشت نما تھے بلکہ
فصاحت و بلاغت مین مانند میر مونس و میر دلگیر کے اپنے وقت کا یکتا تھا۔ ایک روز
طبیعت جو زور پر آئی چند بند دلپسند قلمبند کر کے کسی امیر کی خدمت مین لے گیا اور بعد مجرا
بجا لانے کے فخریہ عرض کی کہ قبلہ حضور کی تفریح طبع کے لیے ایک نئی بندش کا مرثیہ لکھکر
لایا ہون قسم حضرت عباس علمبردار کی طفیل مولے مشکلکشا علی اہانت اہل بیت رسول
اللہ و مصائب جگر گوشگان اسد اللہ کا وہ جدید مضمون تحریر کیا ہے جس کو سنکر چشم تماشائیان
گریان و دل ماہ مہربان اسیر نے مرثیہ خوان کی مزاج پرسی کی جواب دیا کہ ببرکت امام ضامن
ثامن اچھا ہے امیر نے دریافت کیا کہ آپ کی والدہ عفیفہ کا مزاج کیسا ہے جواب دیا پھر
ہمشیرہ پارسا کا مزاج پوچھا۔ مرثیہ خوان کا دم بند ہوا۔ پھر دختر صالحہ کے مزاج پوچھنے پر کہنے
لگا کہ قسم ذو الفقار حیدر کرار اگر اس دم میرے پاس تلوار ہوتی تو تیرا سر دھڑ سے الگ کر دیتا
کیا کرون جناب امیر کی طرح مجبور ہون سوائے سکوت کچھ نہین کر سکتا۔ امیر نے کہا
آپ تو صرف ہمشیرہ والدہ و دختر کے الفاظ سنکر اسقدر بگڑ گئے حالانکہ انکا نام مین نے

نہین لیا۔ آپ یہہ تو فرمائے کہ جس وقت آپ لوگ برسر منبر بیٹھکر اہلبیت رسول اللہ کے اسمائے مبارک سے گرتوہین کرتے ہو اُسوقت روح پرفتوح رسالتمآب کس قدر تم سے بیزار ہوتی ہوگی نفرین ایسے مشرب پر جو عترت رسول اللہ کی توہین کرے انتہے۔

جواب۔ لعنت خدا و جمیع ملائکہ و انبیائے مرسل و مخلوق انس و جن و وحش و طیور وغیرہ اُس قوم و ملت پر جس نے اہل بیت اطہار رسول مختار کو شہید کیا۔ اُن کی عترت اور رسول اللہ کی نواسیون کو سر و پا برہنہ کربلا سے کوفہ کوفے سے شام اسیر کرکے لیگئے اُن کی توہین و تحقیر و تذلیل مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ نواسہ رسول اللہ کا سر مبارک ولد الزنا فاسق و فاجر بدترین بنی آدم کے دربار مین پیش کیا۔ اُس مردود ازلی و لعین ابدی نے لب و دندان مبارک پر چھڑی ماری اور استہزا کیا جس نے رسول اللہ کے خویش و بھائی و وصی و خلیفہ بلا فصل پر لعن و تبرا جائز رکھا اُس کی اولاد و پیروان نے اس فعل کو مستحسن خیال کیا اُسپر عامل ہوئے۔ خود رسول اللہ کی نسبت ہذیان کا لفظ استعمال کیا نبوت برحق مین شک کیا غصب خلافت و فدک کیا رسول کے جگر پارہ و نور نظر کو ایذائین دین اُن کے پہلوئے مبارک پر دروازہ گرایا جس سے طفل شکم سقط ہوگیا اُن کے گھر جلانے کا ارادہ کیا خلیفہ برحق سے جنگ و جدال کیا اُن کے گلوئے مبارک مین رسی ڈالکر بیعت کے لئے کھینچا تبت یدا تا ہر امام معصوم کو ظلم و جور سے مجبور کیا اُنکو زہر دیا اُنکو قید کیا وغیرہ وغیرہ ع ہیچ کافر نہ کند آنچہ مسلمان کردند

مین ایک نصاریٰ سے یون ازرہ نادانی
پوچھا کہ مسلمان ہے بولا یہ وہ نصرانی

عیسےٰ کے نواسے کو گر عید کی قربانی کرتے تو ہمین پھبتا دعوی مسلمانی

لعنت خدا ایسے اسلام و دین و ایمان پر۔ یہہ واقعات و حالات بشرح و بتفصیل اہل سنت کی کتابون مین لکھے ہین تو بقول جوہر کج فہم لکھنے والے نقل کرنے والے وعظ وغیرہ بر سر عام سنانے والے سب کے سب کافر کے مستحق ہونگے بلکہ تمام قوم لعنت کی سزاوار ہو گی۔

مرثیون مین بھی حالات ہوتے ہین جو کتابون مین درج ہین اُنہین روایتون کو نظم مین بیان کیا جاتا ہے لوگ اُسے سنکر روتے ہین اور ثواب دارین حاصل کرتے ہین۔ اہل سنت بھی مجلس وعظ و میلاد مین یہہ تمام واقعات جور و ظلم کفار اشرار و صبر و شکر عترت رسول مختار پڑھتے اور سنتے ہوتے ہین مگر چونکہ جوہر کے اسلاف آبا و اجداد کی قلعی کھلتی ہے اور لوگ ان مظالم و شدائد جانکاہ دلسوز رنج افزا کو جو شتا بیان ناہنجار بد تراز کفار نے خاصان خدا و برگزیدگان دوسرا پر کئے ہین سنکر شب و روز قوم ظالم پر لعنت و ملامت کیا کرتے ہین اس لئے آپکا دل کڑہتا ہے۔

انبیا کے مرسل کی ازواج مطہرہ و دختران نیک اختر کا نام کتابون مین مرقوم ہے بلکہ کتاب اللہ مین بھی۔ تو پھر نام لینے مین کیا قباحت دیکھو قصص الانبیا۔ حضرت حوا ام البشر کو شیطان نے ورغلانا اُنہون نے حضرت آدم ابو البشر کو گندم کھانے پر مجبور کیا۔ قابیل نے اقلیما اپنی بہن کے ساتھ نکاح کی خواہش کی اور ہابیل کو مار ڈالا حضرت ابرہیم کو خواہش اولاد ہوئی حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کو صحبت ابراہیم کی اجازت دی تب ہاجرہ نے شرف صحبت حاصل کیا جب حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے حضرت سارہ کو رشک ہوا اور کہا کہ ہاجرہ کو معہ اُس کے لڑکے کے بیابان لق و دق مین ڈال آو۔ حضرت لوط

نے اپنی لڑکیون کو کفار کے روبرو پیش کیا بغرض حفاظت مہمان خود - حضرت یوسفؑ
کی ہمشیرہ معظمہ دینا با حالت پریشان دور تک اپنے بھائی کے پیچھے روتی پیٹتی
چلی گئین اور آہ و زاری کرتی رہین - بی بی رحمت زوجہ حضرت ایوب علیہ السّلام نے اُس
حالت مین کہ حضرت کو بستی والون نے نکالدیا جبکہ آپکے تمام بدن مین کیڑے پڑگئے اپنے
خاوند کی تیمارداری مین مزدوری کرکے انکو کھلایا روز آپ مزدوری کیا کرتین شیطان
ملعون سر راہ کھڑا ہوکر انکو بہکاتا اور کہتا کہ تو ایسے شخص کو ترک کر جس پر غضب الہی کی نظر ہے
اگر تو میرا کہنا قبول کرے تو تیرا نکاح سردار مصر سے کردون - مگر آپ نہ سنتین - ایک روز شیطان
بلباس حکیم اُن سے ملا اور کہا کہ اس مرض کا علاج گوشت خوک اور شربت انگور ہے -
بجز اس علاج کے شفا نہ ہوگی آپ نے مزدوری کرکے دونون چیزین بہم پہونچائین -
اور حضرت ایوبؑ کے پاس لاکر حکیم کی تشخیص بیان کی حضرت ایوبؑ نے فرمایا وہ ابلیس ہے
اُس کے فریب مین مت آ - ایک روز مزدوری نہ ملی ملعون ابلیس نے کہا اگر تو اپنے
سر کے بال مجھے دے تو اُس کی قیمت دیتا ہون آپ نے سر کے بال کاٹ دیئے اور
قیمت سے کر کھانا بہم پہونچایا - حضرت شعیبؑ کی لڑکیان بکری چرایا کرتین - حضرت
موسےؑ نے کنوئین سے پانی نکال کر بکریون کو پلایا جو باعث رسائی حضرت شعیبؑ تک
ہوا اور بی بی صفورا سے حضرت موسےؑ کا نکاح ہوا - حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے
حضرت موسےؑ کی پرورش کی - بلقیس کا حال حضرت سلیمانؑ کے عہد مین - حضرت
مریمؑ کا حمل حضرت ذکریاؑ کے قتل ہونے کا سبب ہوا کیفیت حمل کی یون ہے کہ ایک روز
حضرت مریمؑ اپنی خالا کے گھر غسل حیض کرنے گئین اور چاہتی تھین غسل کرین جبرئیلؑ ایک
بے ریش جوان خوبرو کی صورت مین ظاہر ہوئے حضرت مریمؑ کو اضطراب ہوا جبرئیلؑ

نے تسلی دی اور کہا کہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹا بخشنے آیا ہوں حضرت مریم نے کہا کہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں میرے بیٹا کیونکر ہوگا۔ جبریل نے کہا خدا ہر چیز پر قادر ہے بعد ازان جبریل نے مریم کے جیب و گریبان مین حضرت عیسے کی روح پھونکدی اور حضرت مریم حاملہ ہو گئین۔ یوسف نجار برادر یا ہونے زاد نے حمل کے اسباب پوچھے حضرت مریم نے خدا کی قدرت کاملہ بیان کی۔ مریم یوسف نجار کے ساتھ برہبری جبریل بیت المقدس کی طرف چلین ایک گاؤن کے قریب تھک کر بیٹھ گئین اور فرمایا ای کاش مین اس حال سے پہلے ہی مرجاتی اور نسیاً منسیا ہو جاتی۔

حضرت عیسے پیدا ہوئے بنی اسرائیل پیچھے آئے جب حضرت مریم کے قریب پہونچے اور لڑکا نوزائیدہ دیکھا کہا یہ کیا کار بد تو نے کیا تیری مان بھی تو بدکار نہ تھی پھر حضرت عیسے نے اپنے معجزہ سے اُن کو ساکت کیا۔

اب ان واقعات کو کون احمق کہے گا کہ توہین و تحقیر ہین جیسا حال گزرا ہے بجنسہ کتابون مین درج کیا گیا لوگ ہمیشے پڑھا کرتے ہین۔

ایک لطیفہ سنیئے کہ مورخین نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ خلیفہ ہارون رشید بوجہ مداومت شراب اور تعشق و محبت اپنی خواہر عباسہ و جعفر بن یحیےٰ برمکی وزیر کے چاہتا تھا کہ جلسہ شراب مین ان سب کا مجمع رہے لیکن بخیال پردہ شرعی سے رنگ اس محفل کا نہین جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا وزیر جعفر برمکی کے ساتھ عقد کر دیا باین شرط کہ صرف شریک جلسہ شراب رہا کرین دونون مین تخلیہ نہ ہونے پائے جعفر وزیر تو بخوف خلیفہ بیچارہ رہا مگر عباسہ کی فریفتگی اپنے شوہر پر بڑھتی گئی۔ تا اینکہ بحیلہ و مکر اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوئی

اور حاملہ ہوگئی یہہ وجہ تباہی خاندان برامکہ ہوئی ۲

عائشہ صدیقہ سے روایت ہے رسول خدا کی ازواج کے دو گروہ تھے ایک مین عائشہ
حفصہ صفیہ سودہ تھین دوسرے مین اُم سلمہ اور سب بی بیان - مسلمانون کو معلوم تھا
رسول خدا سب سے زائد عائشہ سے محبت رکھتے ہین جب کوئی تحفہ یا ہدیہ رسول خدا کے لیئے
بھیجتے تو عائشہ کی باری کے دن --- اور اُس دن کا انتظار کرتے - دیگر ازواج نے اُم سلمہ سے
کہا آپ رسول خدا سے ظاہر کیجیئے اُنھون سے عرض کے غرض مکرر سہ بار رسول خدا نے
فرمایا اے اُم سلمہ عائشہ کے باب مین مجھے ایذا مت دو کیونکہ سوائے عائشہ کے
اور کسی بی بی کے لحاف وغیرہ مین مجھ پر وحی نازل نہین ہوتی - یعنی عائشہ کے بچھونے
پر وحی خدا کا نزول منحصر ہے - حضرت فاطمہؑ نے بھی عورتون کے کہنے سے رسول خدا
سے عرض کی کچھ فائدہ نہ ہوا - زینب بنت حجش آئین اور بہت سختی سے کہا کہ آپ کی بی بیان
ابوبکر کی بیٹی کے باب مین اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے انصاف طلب ہین یہہ کہکر زینب
بہت ہی بگڑین اور عائشہ کے پیچھے پڑگئین اور بُری بُری باتین سنائین رسول خدا عائشہ کو
دیکھ رہے تھے عائشہ نے وہ کلام کیئے کہ زینب کو خاموش کر دیا رسول خدا نے فرمایا
کیون نہ ہو ہے نہ ابوبکر کی بیٹی - ترمذی مین ابو موسےٰ سے روایت ہے کہ جب ہم لوگون
پر کوئی مشکل حدیث آپڑتی تو عائشہ سے پوچھتے تو اُن کے پاس اُس کا ایک علم ہوتا معلوم
نہین مشورہ خلافت مین کیون نہ پوچھا گیا - مسلم مین عائشہ سے روایت ہے رسول خدا نے
عائشہ سے فرمایا تو مجھے تین روز تک برابر خواب مین دکھائی گئی - تیری تصویر کو فرشتہ
ایک ریشمی حریر کے ٹکڑے پر لاتا تھا اور کہتا تھا دیکھو یہہ تمہاری بی بی ہے مین نے جو
تیرے منہ سے کپڑا اُٹھوالا تو تو ہی تھی -

معاذ اللہ خدا خود لوگرافر ٹھہرا کہ تصویرین بنا کر اپنے انبیا کے پاس بھیجا کرتا - ترمذی میں موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے میں نے عائشہ سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا - کیا رسول اللہ کو بھی نہیں اور قرآن کو بھی نہیں - بخاری میں عائشہ سے روایت ہے مجھ سے رسول خدا نے فرمایا اے عائشہ یہ تجھے جبرئیل سلام کرتے ہیں میں نے کہا ہیں ابھی سلام مگر میں نہیں دیکھتی - حضرت جبرئیل کو لازم تھا روبرو ہو کر مجرا و کورنش بجالاتے - بخاری میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے رسول خدا نے فرمایا مردوں میں بہت لوگ کامل گزرے ہیں اور عورتوں میں مریم و آسیہ کے سوا کوئی کامل نہیں ہوا - عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر - اب تو مریم و آسیہ پر بھی کمال حاصل ہو گیا - بخاری میں ہشام سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے کہتے ہیں کہ رسول خدا اپنی بیماری کی حالت میں اپنی ازواج میں پھرتے اور فرماتے میں کل کہاں رہونگا میں کل کہاں رہونگا اس کہنے سے آپ کی غرض یہ تھی کہ عائشہ کے گھر ہوں - معاذ اللہ منہا - بخاری و مسلم میں عائشہ سے روایت ہے جب سودہ زوجہ رسول اللہ بوڑھی ہوگئیں تو رسول خدا سے عرض کی کہ میں نے اپنی نوبت یا باری عائشہ کو ہبہ کردی سو رسول خدا عائشہ کے ہاں دو نوبت کرتے تھے ایک دن انکی باری کا ایک دن سودہ کی باری کا - بجنسہٖ الیاہی ترجمہ لکھا ہے ہم مجبور ہیں نعوذ باللہ ذالک بخاری و مسلم میں عائشہ سے روایت ہے کہ ہم اپنے ہمجولیوں کے ساتھ گڑیاں کھیلا کرتے جب رسول خدا آتے میری ہمجولیاں چھپ رہتیں مگر رسول خدا انکو میرے پاس بھیج دیتے کہ گڑیاں کھیلو - اعوذ باللہ رسول اللہ اور ایسا فعل - بخاری و مسلم میں عائشہ سے روایت ہے - رسول خدا نے اپنے کندھے پر چڑھا کر

حبشیون کا ناچ دکھایا اور مجھ سے فرماتے سیر ہوئی مین کہتی نہین آپ ایسے کھڑے ناچ جاؤ۔
پناہ بخدا خداوندا الٰہی لغو و بیہودہ روایتون کی نقل مین تجھ سے عفو کا طالب ہون نقل کفر کفر
نباشد۔ ابوداؤد مین عائیشہ سے روایت ہے۔ رسول خدا جنگ تبوک سے واپس
آئے میرے حجرہ مین پردہ کے اندر گڑیان تھین ہوا سے پردہ اُٹھا رسول خدا نے گڑیان
دیکھین اُنمین ایک گھوڑا تھا جس کے اوپر دو پر لگے تھے پوچھا یہ کیا ہے مین نے کہا
گھوڑا ہے فرمایا پر کیسے مین نے کہا آپ نے نہین سنا حضرت سلیمان کے گھوڑے کے
پر تھے رسول خدا ایسا ہنسے کہ کچلیان ظاہر ہوگئین۔ بخاری و مسلم مین عائیشہ سے روایت ہے
رسول خدا زینب بنت جحش کے پاس زیادہ ٹھہرتے اور اُن کے یہان شہد پیا کرتے مین نے
اور حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم مین سے جس کے پاس رسول خدا آئین وہ کہے آپکے منہ سے
مغافیر کی بو آتی ہے۔ مغافیر ایک بدبودار گوند کا نام ہے۔ چنانچہ مین نے یا حفصہ نے
رسول خدا سے یہی کہا فرمایا مین نے شہد پیا ہے اب کبھی نہین پیونگا اس کے پینے
کی قسم کھالی تم اور کسی سے مت ظاہر کرنا۔ بعض علماء کا قول ہے حضرت نے عائیشہ کی
باری کے دن ماریہ سے خلوت کی حفصہ کو معلوم ہوگیا آپنے فرمایا یہ امر پوشیدہ رکھنا مین
نے اپنا نفس ماریہ پر حرام کیا مین تجھے خوشی سناتا ہون ابوبکر و عمر بعد میرے خلیفہ ہونگے
مگر حفصہ نے یہ راز عائیشہ سے کہدیا کیونکہ دونون ہم صلاح تھین۔ بعض نے کہا حفصہ
کی باری کے دن ماریہ سے خلوت ہوئی اور حضرت اس چھپانے کے طالب ہوئے
مگر راز کھل گیا حضرت نے اور بی بیون سے قطع تعلق کیا اور انتیس دن ماریہ کے گھر رہے
وغیرہ۔
رسول خدا پر جھوٹا الزام بدبو کا لگانا اُن کے راز کو باوصف ہدایت اخفا طشت از بام کردینا

واللہ اعلم کس قسم کی بی بیان تھین ۔ بخاری مین انس سے روایت ہے آپ نے ایک مہینے کے لیے اپنی بی بیون سے مفارقت کے لئے عہد کرلیا اور کیا کرتے ۔ مسلم مین عائشہ سے روایت ہی کہ جب میرا نکاح ہوا سات برس کی تھی اور جب رسولؐ خدا مجھ سے ہم بستر ہوئے نو برس کی تھی ۔ اسمین کیا فخر ہوا ۔ ابن ماجہ مین عائشہ سے روایت ہے مین نے رسولؐ خدا کی شرمگاہ کبھی نہین دیکھی ۔ کیا آپ کو حسرت رہ گئی ۔

مسلم مین عائشہ سے روایت ہے رسول خدا نے شوال کے مہینے مین مجھ سے نکاح کیا اور اسی مہینے مین اپنے گھر لائے مجھ سے زیادہ نصیبہ ور اور کون بی بی ہے ۔ درین چہ شک آپ کی وجہ سے عورتون مین خالی کا مہینہ مشہور ہوا جس مین وہ شادی وغیرہ کو مکروہ جانتی ہین ۔ بخاری مین انس سے روایت ہے جنگ اُحد مین رسولؐ کو چھوڑ کر بھاگ گئے مین نے دیکھا عائشہ و ام سلمہ پائینچے چڑہائے جس سے اُن کی پنڈلیون کی چمک ظاہر ہوتی اپنی پیٹھ پر مشک لادے لوگون کو پانی پلا رہی تھین جس ہنر کو سے اُن کے باپ بھاگ گئے وہان انکا گزر کیونکر ہوا تعجب ہے ۔

مسلم مین ابو موسے اشعری سے روایت ہے ابوبکر و عمر حضرت کے گھر مین آئے اُس وقت سب بی بیان رسولؐ خدا کے گرد بیٹھی تھین اور خرچ مانگتی تھین ابوبکر نے عائشہ کو عمر نے حفصہ کو خوب مارا کہ تم رسولؐ خدا سے وہ چیز مانگتی ہو جو اُن کے امکان مین نہین ۔ پس سب نے عہد کیا کہ آیندہ نہ مانگین گے ۔ ازواج نبی کی یہ کیفیت رسولؐ خدا پر یہ چیرہ دستی و سختی ۔ ابوبکر و عمر کا وہ رعب خدا کی پناہ ایسی بیہودہ باتون سے ۔

منقول ہے ابن عباس عائشہ کی بیماری مین عیادت کو گئے جبکہ وہ اللہ کے پاس جانے سے خوف کر رہی تھین ۔ ابن عباس نے تسلی دی اور آیہ الطیبات للطیبین پڑہی عائشہ

مارے خوشی کے بیہوش ہوگئیں - اور کہا مجھ میں نو چیزیں ہیں جو اوروں میں نہیں ہیں شب نکاح میری تصویر جبرئیل رسول خدا کے پاس لائے - میرے سوا رسول خدا کی کوئی بی بی باکرہ نہ تھی - رسول خدا میرے لحاف میں وحی اترتی - خلیفہ کی بیٹی ہوں رسول خدا کا میری گود میں انتقال ہوا اُن کی قبر میرے مکان میں بنائی گئی وغیرہ - تصویر اترنے اور باکرہ ہونے کا فخر کیوں نہ ہو - شاباش -

قصہ افک یعنی بہتان و الزام بر عائشہ غزوہ بنی مصطلق سے واپس آتے وقت ہنگام کوچ لشکر بی بی عائشہ رفع حاجت کو گئیں وہاں گلے کا ہار سلیمانی گر گیا جب واپس آئیں ہار نہ تھا پھر تلاش کو نکلیں اس عرصہ میں لشکر کا کوچ ہوگیا آپ جب ہار پاکر واپس آئیں کوئی نہ تھا وہیں لیٹ رہیں صفوان بن معطل سلمی ذکوانی صبح کو جو پڑے ماندے کی خبر لیا کرتا اُس کے ساتھ قافلہ میں پہونچیں اکثر لوگوں نے الزام لگایا جس کا بانی عبداللہ ابن ابی سلول ہوا اور مسطح جو ابوبکر کی خالہ کا لڑکا تھا - عائشہ بیمار ہو گئیں رسول خدا نے ترک تعلق کر دیا اور اُن کے باپ کے گھر بھیج دیا وحی کے نزول میں تاخیر ہوئی علی ابن ابی طالب نے رسول خدا کو ترک کی صلاح دی مگر اسامہ بن زید نے اُن کی برأت و نیک چلن ہونا بیان کیا آخر بعد رد و قدح بسیار و نہایت انتشار و اضطرار کی خدا کی جانب سے وہ بے قصور ثابت ہوئیں بعدہ تہمت کرنے والوں کی حد جاری ہونے پر مجلس وعظ رسول اللہ میں بہت کچھ شور و شر ہوا - مختصر یہہ حالات ہیں بشرح کتابوں میں درج ہیں -

کیوں میاں جو یہہ صحیح حدیثیں آپ کی تفریح طبع و تفنن خاطر کے واسطے کافی ہیں یا اور لکھی جاویں یہہ روایتیں و افسانے بے سر و پا مجالس وعظ و میلاد شریف میں فخریہ پڑہے جاتے ہیں اور لوگ سنکر نعرہ آفرین و صدائے تحسین بلند کرتے ہیں - آپ نے غلام امام شہید

الہ آبادی کا تصنیف سوا ود نظم سنتا ہوگا بلکہ اُن کو اور دوسرون کو مجلس میلاد مین پڑھتے ہوئے
دیکھا ہوگا - ایک شعر ہم لکھتے ہین ؎

آمنہ کے پوت علی جی کے بھیا ۔۔۔ عایشہ بی بی کے کنور کنھیا

کس خوبی و ذوق شوق سے بر سر تخت بیٹھکر پڑھا جاتا ہی سامعین کو وجد آتا ہی اب فرمائے
رسول اللہ و اُن کی ازواج کی یہ توہین و تحقیر بہ تبدیل جو بر سر عام ہوا کرتی ہے یہ کس مذہب و
ملت مین روا ہے اور مرثیہ جن مین حالات و واقعات ظالم و مظلوم بیان کیئے جاتے ہین وہ
کس مردود کے نزدیک توہین تصور ہونگے ہان تم یا تمہارا امیر معبولہ جس نے مداح اہلبیت
کی ہجو کی اُن کے ساتھ تمسخر کیا البتہ بہ تقلید اپنے آبا و اجداد شامیان ظالم کی جو جی مین
آئے کہو مگر بیہ کچھ بھی لگاؤ اسلام اور ایمان سے ہوگا وہ بیان مصائب اہل بیت و مظالم
دشمنان خدا و رسول کو سنا رونا رولانا اور لئے دین پر لعنت کرنا سعادت کونین سمجھے
گا -

میان جوہر اللسان سے کے مرثیون پر معترض ہین اور جنون کے نوحہ و مرثیہ سے بے خبر دیکھو سعادت
الکونین مصنفہ مفتی محمد اکرام الدین نبیرہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی و دیگر کتب علمائے اہل سنت
مثل اشہادتین وغیرہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ مین نے جنونکو گریہ کرتے سنا جو امام حسین ع
پر نوحہ کر رہے تھے جنونکا نوحہ اُس دن بہت لوگون نے سنا کذا اخرجہ البیہقی فی
دلائل النبوت شیخ نصر اللہ مجلی جو ثقات اخیار سے ہین نہایت وثوق سے نقل کرتے
ہین کہ مین نے علی ابن ابیطالب کو خواب مین دیکھا عرض کی اے امیر المومنین آپ روز فتح مکہ فرماتے تھے من دخل
دار ابی سفیان فہو امن پھر آپکے فرزند حسین پر جو کچھ گذرا ظاہر ہے فرمایا تو نے ابیات ابن الصیفی
اس باب مین سنی ہین مین نے عرض کیا نہین فرمایا اُس کے پاس جا اور سن مین نیند سے

بجانکا اور ابن الصعی کے مکان پر گیا) یہ وہی حص بیص شاعر تھا جس کا لقب شہاب الدین ہے
مین نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ باہر نکلا اور اِس قصہ کو سنکر چیخ مار کر رونے لگے اور کہا
بخدا وہ اشعار مین نے ابتک کسی کو نہین سنائے اور آج ہی رات کو سلک نظم مین
پروئے ہین سے سن بعدہ وہ ابیات سنائے جن مین امام حسینؑ کی شہادت
اہلبیت کی مصیبت بیان کی تھی۔ ابن الاخضر ابن جناب الکلبی سے روایت کرتے ہین
مین نے قبیلہ بنی طے مین سے ایک شخص سے ملاقات کی اور کہا سنا ہے کیا تو نے
جنونکا نوحہ جو اُنھون نے امام حسینؑ پر کیا تھا سنا ہے۔ اُس نے جواب دیا مین نے
کیا ہیرے سارے قبیلے کے لوگون نے سنا مین نے اُس نوحہ کے سننے کی آرزو ظاہر
کی اُس نے یہہ شعر پڑھے۔ مسح النبی جبینہ۔ فلہ بریق فی الخدود۔ ابواہ فی علیا قریش
وجدہ خیر الجدود۔ ابوسعید خدری فرماتے ہین جنون کے یہہ کلمے حضرت ام سلمہ نے
سنے اور روتے روتے بیہوش ہوگئین۔ ابن خالد کہتے ہین کہ مجھ جابر بن خالد بن سعید الوہابی نے خبر دی کہ شہر مین
شور کہتے ہین کہ حضرت ام سلمہ زوجہ نبیؐ کے رونے کی آواز سنکر انکی خدمت مین گیا اور عرض کی جناب خیر ہے فرمایا
آج امام حسینؑ ظالمون کے ہاتھ سے شہید ہوئے اے خدا اُن کے قاتلون کی قبر کو
آگ سے پر کیجیو یہہ کہتے کہتے بیہوش ہوگئین حضرت ام سلمہ فرماتی ہین مین نے نوحہ جنونکا
سنا انکا گریہ عین المشاہدہ ہوا۔ عمرو بن حبیب بن ابی ثابت حضرت ام سلمہ سے روایت
کرتے ہین مین نے رسول خداؐ کے انتقال کے بعد کبھی جنون کی آواز نہین سنی مگر امام
حسینؑ کی شہادت کے روز اُن کے نوحہ سے فوراً مجھے امام حسین کی شہادت
کی خبر ملی۔ حضرت ام سلمہ روتی تھین اور اِن اشعار کو پڑھ کر نوحہ کرتی تھین۔ الا یا
عین فاحتفلی بجہد ومن یبکی علی الشہداء بعدی۔ علی رہط تقودہم المنایا الی متجبر فی الملک العبد

صاحب تہذیب فرماتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام کی خبر شہادت جب مدینہ منورہ مین آئی تو عموماً لوگون کو عجیب طرح کا صدمہ و ملال ہوا ہان جس قدر بنی امیہ کی قوم مین سے وہان تھے وہ بہت خوش ہوئے۔ غنیۃ الطالبین مین روایت ہے جعفر بن محمد رضی سے کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے اور اُس دن سے قیامت تک برابر گریہ کرتے رہینگے اسی کتاب مین حمزہ ناجی فرماتے ہین کہ مین نے رسول خدا اور ابراہیم علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر نماز پڑھ رہے ہین اور رو رہے ہین۔ اور ہزارون روایتین مرثیہ و نوحہ کے جواز مین لکھی ہین جن کو مداح اہل بیت نظم کرکے مجلسون مین سناتے اور سامعین کو رولاتے ہین صاحب کشاف حدیث نقل کرتے ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا اُنکی ایذا کا درپے ہو اُسپر جنت حرام ہے۔ مصابیح مین مرقوم ہے آنحضرت نے فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑہ ہے جو اُسے غصہ مین لایا اُس نے مجھے ایذا دی اس حدیث سے معلوم ہوا اہل بیت کو ستانا خاص کر امامین حسنین علیہما السلام کو تکلیف دینا رسول اللہ کو ایذا دینا ہے اور یہ کفر لعنت کا مستحق۔ پس اہل سنت وجماعت کی نزدیک بالاتفاق قاتل حسین و قتل کا حکم دینے والا کافر و ملعون ہے کذا فی التشریح۔ علماے حرمین شریفین کا فتویٰ ہے کہ اولاد رسول اللہ کی اہانت و ایذا اُنپر ظلم کرنا کفر ہے اُنکا فاعل کافر و مبتدع ہے۔

مولانا ضیاء الدین بہی فرماتے ہین کہ اولاد رسول مقبول کی اہانت اُنکی ذلت صریح کفر ہے کیونکہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ولد کی ایذا والد کو ایذا دینا ہے پس اس سے ثابت ہوا قاتلان و حاکمان و اہانت و ذلت کنندگان کافر مطلق ہین اور اُنپر لعنت

کرنا درست ہے ۔ امارۃ التنزیل میں وارد ہے کہ یزید گو کہ معرکۂ قتال میں حاضر نہ تھا مگر وہ
متغلب تھا اور قتل امام حسینؑ پر دل سے راضی تھا چنانچہ جب امام حسینؑ شہید ہو لئے
تو ابن عباسؓ نے یزید کو خط لکھا کہ اے یزید میں امید کرتا ہوں کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے تجھے
یہ ملک و سلطنت مبارک کرے گا اس کے بعد کہ تو نے امام حسینؑ کو شہید کر ڈالا
خدائے تعالےٰ نے تجھے ایسے عذاب سخت میں گرفتار کرے جس کا ذائقہ قیامت تک تجھ پے
اور آخرت کے مخلد عذاب سخت میں گرفتار کرے جانہار بےنیل مرام اُٹھے ۔
پس ابن عباس ایسے فقیہ کا نسبت دینا یزید کو قتل امام حسینؑ پر کافی ہے ۔ اخبار متواترہ
سے ثابت ہے بارہا رسول اللہؐ نے فرمایا نسل معاویہ سے ایک شخص یزید نام پیدا ہوگا ۔
جس کے ہاتھ سے میرا فرزند حسین شہید ہوگا ۔ بخاری میں مذکور ہے کہ جب یزید نے
سر مبارک امام حسینؑ کے ساتھ انواع انواع کی اہانت کی تو یہ خبر سنکر بعض اصحاب
رسولؐ مختار روتے پیٹتے اس ملعون کے پاس گئے اور کہا اے ملعون تو فرزند رسولؐ
اللہ کے ساتھ اس قسم کی اہانت جائز رکھتا ہے یزید نے اُن بیچاروں کو ناحق شہید
کر ڈالا جو سات صحابی جلیل القدر تھے ۔ امام شعبی سے روایت ہے امام حسینؑ کے قتل
کے بعد یزید ملعون نے آپ کی منکوحہ اور بچوں اور بہنوں کو دمشق کے گلی کوچوں میں
پھرایا ۔ کتاب مناہج میں لکھا ہے یزید نے قرآن مجید کو ہدف بنایا ۔ تہذیب کاملہ
میں مرقوم ہے یزید لعین نے امام حسینؑ کے سر مبارک میں میخ گاڑی اور طرح طرح کی
اہانت قسم قسم کی ذلت سے پیش آیا ۔ قصص سلطانیہ میں مرقوم ہے یزید ملعون نے سر
مبارک امام حسینؑ کی اول اہانت کی پھر مدینہ میں بھیجا اس کے بعد تخریب مدینہ کے
لیئے لشکر بھیجا اہالیان مدینہ کو غارت کیا ہفتصد صحابہ کبار کو شہید کیا مسجد نبوی میں

تین روز تک تنگ وہ دو کی لوگون کو نماز نہ پڑہنے دے ام المؤمنین ام سلمہؓ کا تمام مال
اسباب لوٹ لیا بقیہ آل رسولؐ کو قیدیون کی طرح گرفتار کیا مشکواۃ مین مرقوم ہے
امام حسینؑ کے سر مبارک کو دستنبل سے رنگا ہوا یزید کے تخت کے روبرو رکھا
مسلم و بخاری مین روایت ہے امام حسینؑ کا سر مبارک طشت مین رکھکر کوفہ کے عبداللہ
بن زیاد کے روبرو پیش کیا وہ مردود آپ کی ناک اور دانتون مین نیزہ مارتا اور تمسخر اور استہزا
کرتا اور بطریق بے حرمتی بیہودہ باتین کرتا - اہل سنت وجماعت کے گروہ محقق نے
صرف قتل امام حسینؑ کی وجہ سے یزید کو قطعی کافر کہا ہے - قطع نظر ان معاصی کے
جو اپنے زمانہ مین اُس نے مباح اور جائز کر دئے تھے فی الجملہ یزید مبغوض ترین مردم اور
اقبح ترین خلائق علمائے اہل سنت وجماعت کے نزدیک ہی خدا اور فرشتے اور
تمام مومن مرد و مومنہ عورت کی لعنت ہر لحظہ و ہر لمحہ اُس پر اُس کے پیروان پر
اُس کے یار و مددگار اُس کے لشکر اُس کے خادمون پر ہوجیو انتہےٰ کلامہ فی سعادت الکونین
جزاہ اللہ خیرا -
اب جوہر صاحب ایک خطبہ مندرجہ تاریخ روضۃ الصفا جسے وہ بزعم خود شیعون کی کتاب
نادانی سے سمجھے ہوئے ہین جو آنحضرتؐ نے مرض الموت مین فرمایا لکھتے ہین -
اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہے - یا ایہا الناس وصیت من بشما آنکہ بہ مہاجرین اولین
احسان کنید و وصیت میکنم مہاجرین را کہ باہم طریقہ نیکوئی مسلوک دارید - بعدہ سورہ
والعصر خواندہ فرمود ہر کس کہ با خدائے تعالےٰ خداع نماید خود فریفتہ و منکوب شود
آیہ کریمہ فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم - بخواند ترجمہ
مقبولہ جوہر یعنی از شما می آید کہ چون منصب امارت و حکومت یابید بسبب تکبر و تعظیم

وبہ کثرت جاہ در زمین فساد کنید و قطع رحم نمائید چنانکہ در زمان جاہلیت میکردند۔ ویا معنے آیت
کہ اگر از دین اسلام برگردید و طریقہ زمان جاہلیت را پیش گیرید کہ این فساد انگشت یعنی
خون ناحق و قطع رحم و غارت اسلام۔ فی خلاصۃ المنہج۔ بعدہ فرمودای معاشر مہاجرین
شمارا وصیت میکنم دربارہ انصار کہ چہا احسان کردند۔ ہر کس از شما بر ایشان حاکم شود با نیکو
کاران ایشان نکوئی کند۔ بعد از ان فرمود ای گروہ انصار بس از من جماعتے را بر شما ترجیح خواہند
داشت انصار گفتند یا رسول اللہ صلی اللہ با ایشان چہ کیفیت سلوک کنیم فرمود صبر کنید تا لب حوض
کوثر بمن واصل شوید عباس التماس نمودہ گفت یا رسول اللہ در شان قریش نیز وصیتے فرمائی
آنحضرت صلعم فرمود کہ وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آن شوند و خلق پیرو قریش باشند

حاشیہ ہجیری۔
جناب اثیر پر فرض تھا خطبۂ خم غدیر کو صندوق تقیہ سے نکالکر بدیدۂ گریان و سینہ بریان التماس کرتا
کہ مجھے آپ نے محجوب الارث کردیا چنین وچنان کلمات تمسخر و توہین۔

جواب۔ اب اہل سنت منصف مزاج بنظر تعمق غور کریں کہ خطبہ کے مضامین کیا ہیں اور
رسول صلی اللہ کی وصیت آخر وقت میں کس طرز پر ظاہر ہوئی اور کیسا صاف صاف آپ نے
بیان فرما دیا مہاجرین اولین کے ساتھ احسان کرنا مہاجرین کو باہم سلوک سے رہنا۔
انصار کے ساتھ نیکیاں کرنا اگر مہاجرین سے حاکم ہو۔ انصار کو صبر و سکوت کرنا تا لب حوض
کوثر جبکہ کوئی جماعت کو انپر ترجیح دیجاوے۔ پھر آیہ کریمہ کی تلاوت جس کے معنے ہیں کہ
تکبر و تعظیم و کثرت جاہ سے زمین پر فساد برپا کرنا قطع رحم کرکے اسلام کو غارت کرنا آخر میں قریش
کا متصدی خلافت ہونا تمام خلق کو ان کی پیروی کرنا یہ خطبہ کا خلاصہ ہے۔ اب فرمائیے
اس وصیت پر کیا عمل ہوا۔ ابو بکر خاندان قریش سے تھے یا بنی تمیم۔ عمر قریشی کے سلسلہ

مین تھے یا مجہول النسب ۔ ہم کہتے ہین مان لیا کہ آپنے عموماً قریش کو مستحق خلافت
قرار دیا تو دیکھنا چاہیئے قریش مین سب سے بہتر و برتر جملہ امور مین کس کے مدارج و مناقب
بڑہے ہوئے تھے آیا حضرت علیؑ کے یا اور قریشیون کے یہہ تشخیص مشکل نہ تھی مثل آفتاب
روشن تھا کہ بعد آنحضرتؐ حضرت علیؑ سردار قریش تھے ۔
قریش بنی ہاشم اولاد عبد المطلب محسن و مربی زادہ رسولؐ ابن عم زوج بتولؑ انفسنا مین داخل
بمنزلت ہارونی پر قائض من کنت مولاہ فعلی مولاہٗ مین شامل حالت جنب مین مثل رسولؐ اللہ
خانہ خدا مین رسائی عابد و زاہد ترین بنی آدم اشجع الناس اعلم الناس غرضکہ بعد رسولؐ اللہ ہمہ صفت
موصوف ؎ انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ۔
اب اگر ابوبکر کو خاندان قریش مین جوہر نافہم براہ تعصب و کج بحثی شامل ہی کیئے جاوین تو تکمیل الایمان
شیخ عبد الحق دہلوی کا صفحہ ۱ دیکھین و اول بطن قریش اشارت بہ ابوبکر صدیق کرد کہ از بنی تمیم بود
خاندان بنی عدی خلیفہ ثانی کا مشہور ہے ۔ خالد بن ولید ہمیشہ الیسر بن حنتمہ کہتے تھے
مہاجرین خالد ہمیشہ تشنیع کرتے عمرو عاص باآنہمہ بلند نشینی جو کچھ اُن کے حق مین فرماتے تھے
تھا یہہ ازالۃ الخفا مین موجود ہی ص ا ۔ خولہ بنت حکیم صحابیہ نے جس کا قول خدا نے
بالائے سبع سموات سنا جو کہا معلوم ہے ۔ کہ عمیر سے عمر ہوا عمر سے امیر المؤمنین اب خدا سے
ڈر ص ۲ ۔ عباس عم اشرف الناس نے جو ارشاد فرمایا اعضنت اللہ سیظر امث کما فی کنز الاعمال
خود خلیفہ دوئیم نے جو لاعلمی اپنے نسب سے ظاہر کی ازالۃ الخفا مین مذکور ہے اور تفصیل
اسپر ہیچ شرافت نسبی کی تین پشت تک روض الانف سہیلی اور تاریخ اور کتاب المعارف
و تاریخ ابن کثیر شامی اور مثالب کلبی مین مسطور ہے ۔
کنز الاعمال مین ہے جب ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی ولد الزنا بدترین ثلثہ ہے

یعنی زانی وزانیہ سے بدتر ہے تو فوراً عبداللہ ابن عمر خلیفہ زادہ نے اُس حدیث نبوی کی جو ابوہریرہ نے بیان کی تردید کرکے کہا ولد الزنا خیر الثلاثۃ یعنی زانی وزانیہ سے بہتر ہے ۔ مسلمانو! خواب غفلت سے چونکو اور آنکھیں ملکر دیکھو ولد الزنا کس قوم وملت میں اچھا سمجھا گیا ہے چہ جائیکہ کہ اسلام جو اشرف ادیان ہے ۔

ہم پوچھتے ہیں درآنحالیکہ رسول اللہؐ نے مہاجرین کو اس خطبہ میں عموماً مخاطب فرمایا تو انمیں قریش بھی تھے کیونکہ خطاب عام مہاجرین سے ہے پس حضرت عباسؓ کا یہ التماس کرنا کہ درشان قریش نیز وصیتے فرمائی آنحضرتؐ فرمود وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آنشوند وخلق پیرو قریش ۔ تو اس التماس عباس ووصیت رسول اللہؐ کا کیا مطلب ہوا ۔ صاف ظاہر ہے کہ پہلے آپ نے عام خطاب کیا اور عباس کے عرض کرنے پر خاص قریش کو متصدی خلافت فرمایا تو یہ تخصیص سوائے بنی ہاشم کے اور کس پر صادق آئیگی جسمیں حضرت علیؑ منتخب وبرگزیدہ خدا ورسولؐ تھے ۔

پس اس سے صاف وصریح وصیت خلافت بحق علیؑ ابن ابی طالب اور کیا ہوسکتی ہے ۔ اور اس فقرہ نے کہ پس از من جماعتے را بشما مرجح خواہند داشت صبر کنید تا لب حوض کوثر بمن واصل شوید یہ اشارہ ہے اسی جماعت پر کہ ابوبکر وعمر خاندان قریش سے نہ تھے بلکہ غیر جماعت ورنہ جماعتے فرمانے کی کیا ضرورت تھی ۔ اور تلاوت آیہ کریمہ فھل عسیتم الی آخرہ سے یہی مراد ہے کہ یہ لوگ زمین میں مفسدہ کرینگے حب جاہ وثروت کرینگے اسلام کو غارت کرینگے جیسا آنحضرتؐ نے ابوبکر سے فرمایا کہ خبر نہیں تم دین میں کیا کیا ایجادیں کروگے پس یہ آیہ کریمہ آخر وقت میں اسکی مثبت ہے ۔ اور فقرہ قریش متصدی خلافت شوند حدیث غدیر کا موید پس حضرت علیؑ کو خطبہ غدیر کی یاد دہانی ضرور نہ تھی مگر ابوبکر کو فرض عین محتاجین کا خزینہ خلافت دو ہی چار قدم کے فاصلہ پر پردہ کی آڑ میں موجود تھا رسول اللہؐ کے قدم منبر پر سر رکھکر باچشم گریان وسینہ بریان عرض کرتی

کہ یا حضرت گو کہ میں اذل بطن قوم قریش ہوں مگر حضور نے براہ غریب نوازی و کمینہ پروری میری بیٹی صدیقہ سے میری خلافت کی نسبت ارشاد فرمایا اور تاج و تخت خلافت سے ممتاز کیا اگر حکم ہو صدیقہ کے سینہ صاف تر از آئینہ سے جس میں صندوق سکینہ سمجھتا ہوں نکال کر پیش کروں یا حضور ہی پکار کر دریافت فرمالیں اب عام قریش کو متصدی خلافت فرمانا میری حق تلفی میری آبرو ریزی میری ہجو میری ذلت کا باعث ہے اور جس کاہن و راہب سے میں نے آپ کی وزارت پانے کی خوش خبری سنی تھی وہ بھی جھوٹا ہوتا ہے پس جیسا آپ نے میری رذالت پر خیال نہ فرما کر میری نور نظر لخت جگر صدیقہ سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے اب اس مجمع میں بھی صاف صاف فرما دیجئے ورنہ بعد آپ کے صدیقہ کو مکذوبہ کہیں گے اور اُس کی باتوں پر لوگ اعتبار نہ کریں گے تو حضرت کو حدیث سابق و حال یاد آجاتیں اور برسر عام اُن کا اعادہ فرما دیتے چلو قصہ طے ہوا نہ شورہ کی ضرورت ہوتی نہ پنچایت کی۔

دوسرا سوال سائل کا جو ہمارا فہم سے بیچ ہے یہ ہے کہ اگر حدیث صحیح در بارہ خلافت موجود ہے تو شورہ کی کیا ضرورت تھی اور یہ شورہ مخالف حدیث ہے یا اُس کی مطابق۔

جوہر نے جواب میں ایک حدیث لکھی ہے۔ ترجمہ بخاری میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر طیار سردار ہو اگر جعفر بھی مارا جاوے تو عبداللہ بن رواحہ سردار ہو۔ یہ حضرت نے اُس وقت فرمایا جبکہ جنگ موتہ میں زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا۔ چنانچہ تینوں سردار جب مارے گئے مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار بنایا اور خدا نے اُن کی تدبیر سے فتح نصیب کی۔

پس ایک لشکر مین درجہ بدرجہ کئی سردار مقرر کرنا درست ہے جیسا فی زمانہ انگریزون کا قاعدہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اجماع مسلمین حجت ہے جس کو مسلمان اپنا سردار بنا دین وہ خدا و رسولؐ کو پسند ہے جیسا خالد کو لوگون نے سردار بنایا اور حضرتؐ نے پسند فرمایا کچھ انکار نہ کیا ایسا ہی صدیق اکبر کی خلافت شورہ سے ہوئی تو صاف معلوم ہوا کہ مرضی خدا اور رسولؐ کے مطابق یہ کام ہوا۔

ہم کہتے ہین کہ آنحضرتؐ نے یکے بعد دیگرے تین شخصون کو سردار ہونے کا حکم دیا اگر شورہ مستحسن و ممدوح ہوتا تو ایک سردار کو مقرر کرکے فرما دیتے کہ بعد شہادت اُس کے مسلمان شورہ کرکے سردار تجویز کر لین مگر ایسا نہین ہوا۔ خالد کا سردار ہو جانا۔ اور فتح پانا اتفاقیہ امور ہین۔ جب خالد سرداری کے واسطے منتخب ہوا تھا تو آنحضرتؐ وہان موجود نہ تھے کہ پسند و ناپسند اقرار و انکار فرماتے۔ جب بعد فتح لشکر اسلام واپس آیا تو پھر ناپسندی و انکار کا کیا موقع تھا انگریزونکا قاعدہ یہ نہین ہے کہ سپاہی و سوار کسی سردار کو منتخب کر لین اُن کی فوج مین نمبروار سردار ہوتے ہین جن کا استحقاق یکے بعد دیگرے سرداری کے واسطے پہلے ہی سے انتخاب ہو جاتا ہے عوام سپاہی و سوار کو کچھ دخل نہین ہوتا نہ اُن کی رائے لیجاتی ہے۔

جوہر نافہم قواعد انگریزی سے ناواقف ہین۔

اب جوہر نے اقوال جناب امیرؑ دربارہ شورہ لکھے ہین جن کو ہم پہلے ہی اِس رسالہ مین لکھ چکے ہین اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام شورہ ہے۔ سو ہم بھی منظور کرتے ہین کہ شورہ کے سردار ہین نہ رسول اللہ کے خلیفہ جنکو خدا اور رسولؐ نے مقرر کیا۔ جوہر نے آیہ وشاورہم فی الامر لکھکر آنحضرتؐ کا اصحاب سے شورہ کرنا شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے بیشک

خدا کا حکم ہے مشورہ کرو اپنے امور مین - اس کا کون منکر ہے اور آنحضرتؐ نے بھی
بعض اوقات اصحاب سے مشورہ کیا ہوگا مگر تقرر خلافت مین مشورہ کر کے خلیفہ بنا لینا کسی
آیت و حدیث سے ثابت کرو تب ہم مانین ورنہ خانگی امور مین صلاح و مشورہ کون نہین کرتا
اور درست بھی ہے -

اب ایک آیت لکھی ہے - والذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم -
یعنی - اجابت کیا اپنے خدا کو اور قایم کیا نماز کو اور شورے کیا اپنے امور مین پھر اس سے کس
کو انکار ہے مشورہ اپنے کامون مین جایز ہوا - اب ایک حدیث لکھی ہے بخاری و مسلم مین
عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا سب لوگون سے بہتر میرے زمانہ کے
لوگ ہین پھر وہ جو انسے ملے ہوئے اُن کے صحبت یافتہ پھر تبع تابعین بعدہ ایسے لوگ
ہونگے جو جھوٹی گواہیان دینگے اور دروغ بنانے کا پیشہ ہوگا - حاشیہ جوہر -

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کے بعد حضرت کی صحبت کی برکت سے تین
زمانون تک خیریت غالب رہیگی بعد ازان کم ہو جائے گی - ہر زمانہ مین کچھ اہل حق قایم رہینگے اگرچہ
اہل باطل بہ کثرت ہون - اسکی مؤید منہج الصادقین کی ایک
حدیث نقل کی ہے -

اہل سنت کو اُن تین زمانون کا معتقد قرار دیا ہے باقی بدعات وغیرہ -

ہم کو بھی اقرار ہے کہ ہر زمانہ مین خاص و عام کی تمیز رہی - آنحضرتؐ نے اپنے زمانہ کے
لوگون کو سب سے بہتر فرمایا بیشک خاص اور برگزیدہ لوگ ایسے ہی تھے نہ عوام منافق
و مخالف خدا و رسولؐ کیونکہ اگر عام کیواسطے یہہ بہتری قبول کیجائے تو منافق جو آنحضرتؐ
کے زمانہ مین بہ کثرت موجود تھے اُن کی گنجایش کہان اسی طرح ہر عہد مین اہل حق تھوڑے

اور اہل باطل بہت تھے چنانچہ اسی زمانہ مین دیکھلو ۔ جھوٹی شہادت کی ابتدا جنگ جمل سے
اسلام مین قایم ہوئی جبکہ باغوائے طلحہ و زبیر وغیرہ جناب عائیشہ سے لوگون نے بحلف
بیان کیا کہ یہہ مقام حواب نہین ہے جسکی خبر رسول اللہ نے دی تھی مگر تعجب ہے کہ اسوقت
تک آپ کی صحبت سے فیضیاب بہت سے اصحاب مثل زبیر وغیرہ موجود تھے مگر صحبت
نبوی کا کچھ اثر نہ ہوا ؎

ہر کرا روئے بہ بہبود نبود ۔ دیدن روئے نبیؐ سود نبود

اب جوہر خود فراموش کہتے ہین کہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کسی جگہہ خلافت یا امامت کو منصوص
من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہے ۔ تین آیات قرآنی لکھکر کہتے ہین کہ ان جملہ آیات بینات سے
خلافت و امامت منصوص من اللہ نہین سمجھی جاتی ۔ اول آیت وجعلکم ملوکًا و اتکم مالم یؤت احدًا من
العلمین یعنی بنایا ہم نے تم کو بادشاہ اور دین وہ نعمتین جو کسی کو عالم مین سے نہین ملین
دوسری آیت ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض یعنی تم کو خلیفہ ہائے زمین ہم نے بنایا ۔
تیسری آیت ۔ ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ۔ یعنی بنایا تم کو پیشوایان دین اور بنایا وارث
اموال و امتعہ و املاک ۔

ناظرین نے دیکھا ہوگا جوہر خود غرض نے آیہ وعد اللہ الذین و ثم جعلناکم الی اخرہ ۔
مین خلفائے ثلثہ کو مصداق آیات کریمہ کا قرار دیا ہے اب یہان کل آیات سماویہ سے انکار یعنی
خلافت و امامت منصوص من اللہ نہین بس ایسے مضطرب الحواس سے کیا بحث کیجاوے ۔ تف
باین بے شرمی ۔ ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ آیات موصوفہ مین کس صراحت کے ساتھ بادشاہ
و خلیفہ و پیشوایان دین مقرر کرنا ۔ خدائے جل و علےٰ فرما رہا ہے مگر اندھون کو نہین سوجھتا وہی
ایام جاہلیت کی جہالت کہ خدا و رسولؐ کچھہ ہی فرمائین ہم نہین سنتے ۔ سچ ہے جب دلون پہ

آنکھوں پر کانوں پر گاڑھے پردے پڑے ہوئے ہیں تو کیونکر دکھائی دے۔ ایسے ہی بادشاہت
خلافت پیشوائے دین ہیں منصوص من اللہ ہے جناب امیر و ائمہ اطہار مصداق ٹھہرے اور
آیات وَعَدَ اللّٰهُ و ثُمَّ جَعَلْنَا کہ میں انہیں کے مثل و قائم مقام ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ
مَن يَشَاءُ ۔

اب جوہر نادان لکھتے ہیں کہ اگر شیعہ یہ پہلو نکالیں کہ جناب امیر افضل و معصوم تھے اُس پر اہل شورہ کا
اتفاق کیوں نہ ہوا تو اس کی بھی تردید کلام مجید میں موجود ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ
طَالُوتَ مَلِكًا سے بہ تحقیق برانگیخت برائے شما طالوت را بادشاہ فرمان فرمائے و او از فرزندان
بنیامین بن یعقوب بود ۔ دیکھو طالوت مفترض الطاعت تھے معصوم و افضل نہ تھے بلکہ حضرت
شموئیل و حضرت داؤد علیہم السلام بھی اُسی وقت میں موجود تھے یہ دونوں نبی برحق تھے
طالوت نبی نہ تھے ۔

پھر اس سے کیا حاصل ایک زمانہ میں صدہا نبی ہوا کرتے تھے جہاں جس کو خدمت سپرد ہوئی احکام
خداوندی کی تبلیغ کرتا ۔ طالوت اگر مفترض الطاعت تھے تو ضرور معصوم تھے کیونکہ اُن کو
خدا نے بادشاہ اور رہبر دین بنایا تھا طاعت و فرمانبرداری اُسی کی دین میں لازم ہے
جو معصوم ہو پس اگر مفترض الطاعت تھے تو بالضرور معصوم ہونگے تم کل انبیا کو معصوم نہیں
کہتے تمہاری باتوں کا کیا اعتبار ۔

اب جوہر نے روایت روضۃ الصفا سے بیعت جناب امیر با ابوبکر لکھی ہے ۔
اس کا جواب ہم حدیث عائشہ سے لکھ چکے ہیں ملاحظہ ہو حدیث بیعت ۔

اب جوہر نے روایت روضۃ الصفا در بارہ بیعت جناب امیر بعد قتل عثمان لکھکر مشابہت بیعت
ابوبکر و بیعت جناب امیر کی ہے اور شورہ کو بنیاد خلافت قرار دے کر لکھا ہے کہ جناب امیر

کی بھی خلافت شورہ سے ہوئی نہ خطبہ خم غدیر سے ۔ شروع روایت میں مصنف تاریخ لکھتا ہے ۔ رواتِ اخبار در کیفیت بیعت آنحضرت اختلاف کردہ اند وانچہ بصواب نزدیک تر است آن است چون از واقعہ عثمان سہ روز گزشت مصریان از امیر المومنین علی التماس نمودند کہ بر حال رعایا و برایا التفات نمودہ مسند خلافت را زیب و آرائش بخشد شاہ ولایت پناہ فرمود کہ رضا و عدم رضائے شما در امور خلافت مدخلے ندارد چراکہ این مہم ذمہ اہل بدر است مصریان این کلمات بہ آن سعادتمندان رسانیدند جمہور اصحاب نبوی ہمراہ ایشان بدولت خانہ حضرت امیرؑ آمدہ عرض کردند کہ عثمان سہ روز است کہ از عالم رفت جہانیان را بے امام چارہ نیست لہٰذا ترا اولے واحق میدانیم خلافت قبول فرمائی امیر المومنین فرمود لبعد از عمر خواہش بود اکنون نمی خواہم کہ قبول سازم ہر کرا شما انتخاب نمائید من متابعت نمایم چون مبالغہ یاران بحد افراط رسید امیر المومنین فرمود بے حضور طلحہ و زبیر این مہم انجام نرسد شخصے بہ طلب آنہا رفت بیامدند مالک اشتر طوعاً و کرہاً آورد امیر المومنین فرمود از شما دو کس کہ میل خلافت دارد من با و متابعت نمایم ایشان گفتند باوجود تو کرا تمنائے خلافت در خاطر گزرد و لبعد ازان خلافت علی مرتضےٰ قرار گرفت نخست کہ دست بر دست آنحضرت رسانید و بیعت کرد طلحہ بود ۔ یہہ خلاصہ روایت کا ہے ۔

اب ناظرین ملاحظہ کرین ۔ مورخ پہلے ہی لکھتا ہے کہ کیفیت بیعت مین بہت کچھ اختلاف ہے مگر بصواب نزدیک تر آنست پس یہہ اُن کی رائے ہوئی اگرچہ اختلافات لکھ کر اپنی رائے دیتا تو بھی کچھ وزن ہو سکتا تھا اور ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ مصنف روضۃ الصفا متعصب سنی ہے شیعون پر اُس کی روایتین اور افسانے حجت نہین جیسا کہ روایت بیعت جناب امیرؑ بہ ابوبکر کوئی نادان و ناسمجھ بھی ایسی جھوٹی باتین نہ بکے گا جس کی تردید حدیث بیعت مقبولہ جناب عائشہ سے بخوبی

ہوگئی۔

پس اس روایت بیعت پر کیا اعتبار ہوسکتا ہے۔ اور پھر اس روایت میں بھی تو شورہ ہونا ثابت نہیں صرف مصریوں کے اصرار سے لوگ جمع ہوگئے اور وہاں میں ہاں ملا دیا دیکھو زبیر و طلحہ کا رد و انکار کہ بلانے پر بھی آنے سے اعراض کیا اور طوعاً و کرہاً آئے کیا اسی کو شورہ کہتے ہیں اصحاب رسولؐ کا تین روز تک خبر نہ ہونا کہ کون خلیفہ ہوا اور کسے خلافت دینی چاہیئے۔ اصل یہ ہے عہد خلافت عثمان میں دین بالکل برباد ہوگیا تھا اور ظاہری اسلام بھی نیست و نابود ہوگیا تھا بنی امیہ کی جبر تعدی فسق و فجور شراب خواری زناکاری سے انقلاب عظیم واقع ہوا اور وہی جاہلیت کا زمانہ پھر روبراہ ہوا۔ اس لیئے خدائے جل و علا نے دین حق کو غلبہ دیا حضرت علیؑ نے زمام خلافت حقہ اپنے ہاتھ میں لے لی اور ڈوبتی ہوئی کشتی دین کو سنبھال لیا شریعت محمدی کو دوبارہ رونق دی اور اسلام حقیقی کی آبرو رکھ لی۔ یہ ہے مصلحت وقت اور احکام خدا و رسولؐ کی تبعیت۔

جیسا جوہری نے صفحہ ترسٹھ ۶۳ اسرار الہدیٰ میں لکھا ہے احقاق الحق کے مسئلہ خامس میں

كانوا في هذا السكوت مراعين لما وصى به النبي عليها من الصبر وعدم جهاد لثه الثلثة

ترجمہ۔ تمام بنی ہاشم رعایت سکوت کی اس بارہ میں کرتے تھے اس لیئے کہ رسول خدا نے وصیت صبر نہ کرنے جنگ خلفائے ثلثہ کے ساتھ کی تھی خاص واسطے وفاداری برحال مسلمانان ضعیف و حفاظت دین۔

اب خیال کیجیئے وصیت صبر و سکوت سے کیا مراد ہے یہی نہ کہ خلفائے ثلثہ غصب خلافت کرینگے مگر تم باوصف احق و مستحق خلافت کے صبر و سکوت کرنا اور جنگ و جدال خلفائے ثلثہ سے نہ کرنا تاکہ مسلمانان ضعیف جو سچے دل سے خدا اور رسول پر ایمان لائے ہیں محفوظ رہیں

اور اُنسے دین کی حفاظت ہو ورنہ یہم لوگ قتل ہونگے اور دین حقیقی تلف ہو جائیگا۔ خلفائے ثلثہ کی خلافت اگر بحق ہوتی تو صبر وسکوت کی وصیت کی کیا ضرورت تھی۔ صبر وسکوت ایسی حالت مین کیا جاتا ہے جبکہ کوئی ظلم ہو یا امور ناقابل برداشت پیش آئین اُسپر سکوت کی ہدایت و وصیت ہوا کرتی ہے۔

آنحضرتؐ نے بھی زمانہ قیام مکہ مین ظلم کفار اشرار پر خدا کے حکم سے صبر وسکوت فرمایا اور ہر طرح کی ایذائین سہتے رہے باعث یہہ تھا کہ ضعیف مسلمانون کی حفاظت رہے اور رشید بچے اور بالغ نکلکر شامل اسلام ہوتی رہے اگر شروع ہی سے جنگ و جدال پر تل جاتے تو جو بیچارے دائرہ اسلام مین داخل ہوئے تھے اُنکا خاتمہ ہو کر دین برباد جاتا یا آنحضرتؐ ہی کی شہادت ہو جاتی پھر کون دین خدا کا حافظ تھا۔ الیسا ہی جناب امیرؑ کو ظلم منافقین امت غصب خلافت وغیرہ پر صبر وسکوت کرنے کو رسول اللہؐ نے وصیت فرمائی تاکہ کامل الایمان مسلمان جو بہت ہی کم تھے اور ضعیف و مغلوب وہ محفوظ رہین اور اُن کے سبب سے دین حقیقی بنا رہے ورنہ اُنکا اور حضرت علیؑ کا خاتمہ ہو جاتا پھر اسلام حقیقی کہجا اور دین خدا کو۔ دیکھو اہل سنت کے اعتراض کا جو بوجہ نادانی و کج بحثی سے کہتے ہین کہ حضرت علیؑ نے ابو بکر سے کیون نہ خلافت چھین لی اور ذو الفقار سے سب کو کیون نیست و نابود نہ کر دیا بالکل قلع و قمع ہو گیا۔ حضرت علیؑ نے بعینہ رسول اللہؐ کی تقلید کی اور اُن کی وصیت پر عمل کیا۔ دیکھو حضرت ابوذر و عمار یاسر وغیرہ پاک ایمانون کا بعہد خلافت عثمان کیا حال ہوا کیا ہلاک ہونے مین کچھ شبہہ تھا مگر زندگی تھی اور دین خدا کی حفاظت منظور۔ لہٰذا زندہ و صحیح سالم رہے یہی لوگ ضعفائے اسلام تھے جن کا اشارہ وصیت رسول اللہؐ مین ہوا ہے منشا بیعت ابو بکر و جناب امیرؑ جو ہر کج فہم نے سمجھی ہے بعد المشرقین زمین آسمان کا

فرق - دیکھو یہی سقیفہ کا مجمع و شور و شر مار پیٹ دھا چوکڑی بروز بیعت ابوبکر - ابوبکر خود با چشم گریان و سینہ بریان رسول اللہؐ کا غسل و کفن و دفن چھوڑ کر خلافت کیواسطے دوڑے گئے عمر کو اپنی حمایت و ہمزبانی کے لیے ساتھ لے گئے وہان جو حرص و آرزوئے خلافت مین گفتگوئین ہوئین طشت از بام ہین چھ مہینے تک بیعت کا سلسلہ جاری رہا بلکہ ایک گروہ نے بیعت ہی نہ کی -

حضرت علیؑ کے آستانہ ہدایت پر خود خلقت حاضر ہوئی پیرون پر سر رکھکر عجز و الحاح منت و زاری کی آپ کو اپنا پیشوا و امام و مقتدا قبول کیا اپنی کردار سے توبہ کی حق حق کی آوازین بلند ہوئین باطل جہان سے نابود ہوا ہ

با قیلونی سلونی صد ہزاران فرقہاست | پیر خرسے راہ مقابل با غضنفر داشتن

اب جوہر نافہم نے چند غزوات مین ابوبکر کا سردار لشکر ہو کر جانا لکھا ہے ازانجملہ امیر حج و نشان بانا جنگ خیبر و امامت نماز وغیرہ ہین جنکا جواب صفحہ ۲۲ لغایت ۲۷ و ۴۸ و ۵۱ و ۵۵ مین ہم لکھ چکے ہین اعادہ کی ضرورت نہین +

اب جوہر نافہم لکھتے ہین یہانتک جو کچھ مذکور ہوا وہ دربارۂ شوریٰ ہوا -

ہم کہتے ہین سائل نے کیا سوال کیا اور تم نے کیا جواب دیا سوال از آسمان جواب از ریسمان اسکو کہتے ہین - سائل پوچھتا ہے کہ اگر حدیث خلافت صحیح ہے تو شوریٰ کی کیا ضرورت تھی اور یہ شوریٰ مخالف حدیث ہی یا مطابق - جوہر نافہم نے ابتدائے احادیث خلافت کو بالائے طاق نسیان رکھدیا اور لگے شوریٰ کا راگ الاپنے پس ظاہر ہوا کہ جو حدیثین تم نے نص خلافت ابوبکر مین لکھی ہین وہ سب جھوٹی اور بے اصل ہین تب ہی تو انکو چھوڑ چھاڑ شوریٰ کے میدان مین آکودے اور شوریٰ ہی کو بنیاد خلافت قایم کردی - اگر ان حدیثون مین کچھ بھی راستی کا لگاؤ ہوتا

تو ان کو ترک کرے شوہر سے پرچھ جانا یہ معنی دارد صاف کہی جاتی حدیثین نص خلافت مین موجود ہوتین تو ان کو ترک کرے شوہر سے کی کیا حاجت مگر تم کیا کرو دروغ گو را حافظہ نباشد سب سر دپا باتین الیسی ہی ہوا کرتی ہین اور جب کسی بات کی اصل ندارد ہوتی ہے تو جواب مین کچھ بن ہی نہین پڑتی قاعدہ ہے جب سانپ پیہ مار پڑتی ہے تو ادہر اودہر سوراخون مین سر چھپاتا پھرتا ہے کہ کہین پناہ ملجائے مگر مارنے والے اُس کا سر کچل ہی ڈالتے ہین ۔ لس سوال کو مکرر دیکھو اور ہوش مین آکر جواب صاف دو ورنہ یہہ طوق گران تمہاری گردن مین تا قیامت رہیگا اور روز حشر جواب دینا ہوگا ۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ بحث خلافت مین ہی اور اسی کے بابت سوال وجواب مگر چونکہ جوہر سے بدرجہ ہم کو حضرت علیؑ کے ساتھ بغض دلی و عداوت قلبی ہے لہذا جہانتک زبان مین گویائی کی طاقت ہے اور بیہودہ سرائی کی لیاقت تو ہین و تحقیر مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا ایسے خارج از دین و ایمان سے کیا بحث کیجاوے اب چند آیات بینات لکھکر اُن کے معنی و مطالب مین تاویلین و توجیہین رکیک کی ہین اور مثل سگ دیوانہ بھوک بھوک کر اپنی جان دی ہے ۔ آیات بینات مین ابتدائے اسلام سے بحثین ہوتی چلی آتی ہین ہزارون کتابین طرفین کی ان کی بحث مین بھری پڑی ہین مگر نور خدا وحق ہمیشہ غالب رہا اور باطل ہر حال و ہر قال مین نابود و پست ہوگیا ۔ جب جوہر نافہم کا حدیثون مین یہہ حال ہے تو آیات خدا کے معنے و مطالب پر خاک رسائی ہو سکتی ہے ؎

تو کارے زمین را نکو ساختی
که بر آسمان نیز پرداختی

ہر آیت مین ملا کاشانی کی تفسیر کا حوالہ دیا ہے اور جوڑ پیوند ملا کر اپنے خاطر خواہ معنے بنالیے ہین اور اصل مطلب سے ہزارون کوس پرے گزر گیا ہے ایسے کج بحث اور ہٹ دھرم کو کیا کہئے منجملہ آیات بینات کے ہم وہ آیہ لکھتے ہین جنپر زیادہ تر زور دیا جاتا ہے اور تعلق خاص سے ہین ۔

اول آیہ مباہلہ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین — ترجمہ۔ پس بگو ایشانرا کہ بیائید با قصہ اند تا از برائے مباہلہ پسران خود و پسران شما و ما زنان خود را و شما زنان خود را و ما نزدیکان خود را و شما نزدیکان خود را بخوانید پس جہد کنیم بر کاذب خود پس بگردانیم لعنت خدا بر دروغ گویان —

مطلب یہہ ہے کہ نصرانیان نجرانی نے آنحضرتؐ سے مباہلہ چاہا کون صادق ہے کون کاذب۔ آنحضرتؐ کو خدائے جلّ و علیٰ کیجانب سے حکم ہوا کہ کہو ان نصرانیوں سے کہ ہم اپنے لڑکوں کو و عورتوں کو و نزدیک تر رشتہ داروں کو لاؤ ہم اپنے لڑکوں عورتوں نزدیک تر کو لاویں اور کاذب پر لعن کریں تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جاوے۔

پس نصرانیان نجران نے جب دیکھا کہ آنحضرتؐ معہ حضرات حسنینؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت علیؑ میدان امتحان میں تشریف لائے تو انکی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور اپنے اقوال و کردار سے باز رہ کر رسالت محمدی کے قائل ہو گئے۔ پس انصاف و ایمان سے کہئے کہ حضرت علیؑ رسول اللہ کے نفس بحکم خدا قرار پائے اور انفسنا میں شامل ہوئے یا کسی غیر کو یہہ رتبہ ملا۔ اسمیں تو جوہر کج فہم نے بھی سکوت کیا ہے ورنہ کیا عجب لکھ دیتے کہ صحیح اصحابنا و اصحابکم و ازواجنا و ازواجکم وانصارنا وانصارکم تھا شیعوں نے تصرف کیا ہے۔

جوہر کہتے ہیں ملا کاشانی کی تفسیر ہے۔ اسقف کہ از جملہ احبار بود گفت اے قوم اگر محمد با ہمہ اصحاب خود بیرون آید ہیچ اندیشہ نکنید و با او مباہلہ نمائید کہ او بر حق نیست و اگر با خواص و اقربائے خود بیرون آید از مباہلہ وے حذر کنید۔

ملا صاحب کے قول سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ معاذ اللہ رسول خدا کوئی چیز نہ تھے بلکہ حضرتؐ کے خواص و اقربائے یعنی امام المشارق و المغارب علی ابن ابیطالب وہ قوت

اسد اللّٰہی وہیبت ہو ہوہی رکھتے تھے جن کے طفیل میں حضرت رسول خدا بحرانیون پر غالب ہوئے ۔

جواب ۔ یہہ اسقف بحرانی سے پوچھو کہ اُس نے کیون ایسا کہا ۔ ملا صاحب اُس کا قول نقل کرتے ہین خود نہین کہتے ۔ رسولؐ خدا سب کچھ تھے مگر اُس مقام امتحان و ظہور حق و باطل بین فرور ہے ۔ امام المشارق والمغارب و حضرت حسنینؑ و حضرت فاطمہؑ کی شرکت فی النبوت لازمی تھی تب ہی تو خدائے دانندہ و بینندہ نے اُن کے ہمراہ لیجانے کو ارشاد فرمایا ۔ اگر صرف رسولؐ خدا ہی کی تشریف لیجانے و بذات واحد مباہلہ کرنے سے کام نکل جاتا تو ابنائنا و نسائنا و انفسنا نہ فرماتا پس معلوم ہوا کہ بغیر ہمراہی ان حضرات کے مباہلہ غیر ممکن تھا ۔ اور سچ ہے قوت اسد اللّٰہی وہیبت ہو ہوہی کو دیکھکر بحرانی مباہلہ سے باز رہے ورنہ ہزار جنگ سے فرار کرنے والی ساتھ ہوتے تو کیا ہو سکتا تھا اسی لیے اسقف نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر محمدؐ یا ہمہ اصحاب خود بیرون آیند ہیچ اندیشہ نکنید کیونکہ اُنکی اصل سے وہ خوب واقف تھا ۔

قولہ اگر جناب امیرؑ رسولؐ خدا کے ہمراہ نہ ہوتے تو توبہ توبہ خدا بھی عرش سے اُتر آتا ہرگز رسول اللہ بحرانیون پر کامیاب نہ ہوتے ۔

اقول جب ید اللہ اسد اللہ عین اللہ رسولؐ خدا کے ہمراہ تھے تو خدا کے آنے کی کیا ضرورت تھی انھین کو انفسنا فرماکر ساتھ کر دیا اور بحرانیون پر کامیابی ہوئی ۔

قولہ اگر اپنے اصحاب کو ہمراہ لیجاتے تو حضرت بالکل ہی دائرہ رسالت سے خارج کر دئیے جاتے ۔

اقول خلاف حکم خدا اصحاب کو کیون ہمراہ لیجاتے کیا انبیا علیہم السلام خلاف مرضی خدا ایسے امور مین اپنی رائے کو دخل دیتے ہین ۔

قولہ خیر تو یہی گزری کہ جناب ید اللہ کلمشا ئے دو جہان حضرت کے ساتھ تھے پھر تو کیا کسی کی طاقت تھی کہ کوئی نجرانی حضرت سے آنکھ ملائے یا میدان مباہلہ مین آئے

اقول اس مین کیا شک ہے خدا نے ایسے ہی مشکل کے کامون مین مولائے دو جہان کو مشکلکشا کا خطاب عطا فرمایا ہے — تم نے دیکھا کسی نجرانی نے انکھ ملائی یا میدان مباہلہ مین کوئی آیا نور کے مقابلہ مین ناریون کی کیا بساط —

قولہ ہمچنین ہذیان —

اقول تمہارے سلف نے رسول اللہ کو اس لفظ سے یاد کیا تم ملا صاحب کو کہتے ہو تو تعجب نہین بیشک سپوت ہو اپنے آباؤ اجداد کی سنت ادا کیئے جاؤ —

قولہ اگر یہی فرض کیا جاوے کہ حضرت رسول خدا جناب امیر ہی کی بدولت غالب ہوئے تو اس سے زیادہ فائدہ حاصل نہین ہوسکتا کہ مباہلہ مین چند نصرانی نجران کے مغلوب ہوئے —

اقول دین حق جاری کرنے کو اس سے زیادہ فائدہ ممکن ہی نہین اور یہی بنیاد حقیقت اسلام ہے ورنہ مار دھاڑ لوٹ کھسوٹ سے کیا ہوتا ہے — انسان کا دل ایسے ہی حقایق و دقایق کو پسند کرتا ہے اور برجوع قلب دین خدا مین داخل ہونے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے اصل جہاد یہی ہے خدا کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت کا لطف انہین باتون مین آتا ہے —

قولہ تفسیر آیہ مباہلہ مین ملا صاحب تحریر فرماتے ہین — پس ازینجا معلوم شد کہ خلیفہ رسول بعد از پیغمبر بغیر از علیؑ کسے نیست بھلا کہان آیہ مباہلہ اور کہان خلافت کا معاملہ —

اقول ملا صاحب کا فرمانا بہت درست ہے جو کہ ہم النفس ایسے امور دینیہ مین رسول اللہ کا نفس و نزدیک تر قرابتدار بحکم خدا قرار پاوے اُسکے مقابلہ مین افلل بطن قریش کو کیا منصب خلافت ہے اور کون احمق حق و باطل مین نعم روز نامہ مین فرق نہ کریگا —

قولہ اگر تمام روئے زمین کے شیعہ جمع ہو کر آیۂ مباہلہ میں کوئی لفظ ایسا دکھا دیں جس سے جناب امیر مصداق خلافت سمجھے جاویں تو شاید ملا صاحب کے دعوے کی بھی اہل سنت تکذیب نہ کر سکیں۔

اقول الحمد للہ روئے زمین شیعوں کے قدوم فیض لزوم سے مزین و مملو ہے۔ اگر آنکھیں ہیں دیکھ لو لفظ انفسنا اس سے زیادہ استحقاق خلافت کا لفظ نہ پیدا ہوا ہے نہ ہو جب جناب امیر ہم و ہمنفس رسول اللہ کے ہوئے پھر خلافت کیسی جملہ امور دینی و دنیاوی پر بعد رسول اللہ کے بالنفس متصرف ہو گئے اسی لیے آنحضرت نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

دوسری آیت اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ الی آخرہ۔ ترجمہ بیرون کردند اورا کافران از مکہ در حالیکہ دوم دو بود پیغمبر یار خود را گفت اندوہ مکن بدرستیکہ خدائے با ماست و نازل شد سکینہ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ کو کافروں نے مکہ سے نکالا آپ کے ساتھ ایک دوسرا تھا جس سے آپ نے فرمایا مت حزن کر ہمارے ساتھ خدا ہے پس نازل کی خدا نے تسلی اپنے رسول پر۔ اس بات پر عام اتفاق ہے کہ رسول خدا کے ہمراہ ابوبکر غار میں تھے۔

یہی مراد ہے خدا کے فرمان کی کہ تھا دوسرا دو کا۔ ابوبکر نے گریہ وزاری شروع کی رسول اللہ نے فرمایا مت حزن کر ہمارے ساتھ خدا ہے اسی پر سکینہ کا نزول ہے یعنی خدا نے تسلی دی۔ غار کی کیفیت و بستر رسالت پر آرام فرمانے کی حقیقت ہم پہلے لکھ چکے ہیں ناظرین پھر ملاحظہ فرمالیں۔

یہ آیہ کریمہ ابوبکر کے یار غار ہونے مصاحب رسول اللہ ہونے خلافت پانے کے لیے

استدلال کیا جاتا ہے۔
بصاحبہ پر بڑا زور لگایا جاتا ہے کہ ابوبکر کو خدا نے مصاحب رسولؐ خدا قرار دیا ہے اور
فانزل اللہ سکینتہ علیہ پر کہ خدا نے ابوبکر پر سکینہ نازل کیا۔
ہم کہتے ہیں صاحب السجن حضرت یوسفؑ کے ہمراہ جو مصر کے جیلخانہ میں قیدی تھے اُنکو
بھی کہا گیا ہے اور بھی اکثر مقام پر صاحب و صاحبہ ہمراہی کے واسطے استعمال ہوا ہے
گو وہ کیسا ہی مسلمان ہو یا کافر وغیرہ پھر اس لفظ پر کیا ناز ہے عربی کا محاورہ ہے کہ ہمراہ
رہنے والے پاس بیٹھنے والے وغیرہ کو صاحب یا صاحبہ کہتے ہیں۔ سکینہ کا نزول گو کہ تو رسول
اللہ پر باجماع فریقین ثابت ہے مگر خیر ہم نے قبول کر لیا کہ ابوبکر ہی پر سکینہ نازل ہوا پھر اس میں کیا
فخر۔ بہت لوگ روتے پیٹتے اضطراب و قلق ظاہر کرتے ہیں آخر کو خدا انکو تشفی و تسکین کر دیتا ہے
ثبوت یہ کہ اُنکا غم و رنج مبدل بعیش و عشرت ہو جاتا ہے یہی خدا کا سکینہ ہے کہ قلب کو
تسکین ہو جاتی ہے۔ پس جب ابوبکر روئے پیٹے چلائے اور رسول اللہؐ کے اس فرمانے
پر بھی کہ مت رو خدا ہمارے ساتھ ہے بھروسہ نہ کیا تو خدا نے اُن کے قلب کو سکون
بخشا۔ مگر خرابی تو یہ ہے کہ باوصف ہمراہی رسول اللہؐ و پوشیدگی غار و نزول سکینہ حضرت
رسولؐ پھر بھی خوف کم نہ ہوا اور مدینہ جاتے ہوئے سوار کو پیچھے آتے دیکھکر رو دیئے۔
واللہ اعلم کس دل کے انسان تھے کہ ہزار سمجھاؤ اضطراب و قلق جاتا ہی نہیں۔ پس ایسے
شخص کو ایسے افعال پر اگر استحقاق خلافت قرار دیا جاوے تو بجز کور باطنی و جہالت ایام
جاہلیت اور کیا سمجھا جاوے۔
تیسرا سوال سائل اگر ایسی حدیث صحیح نہیں ہے تو اس امر کو آنحضرتؐ نے مہمل کیوں رکھا صاف
صاف طور سے کیوں نہیں فرمایا کہ میرے بعد فلاں اُن کے بعد فلاں یکے بعد دیگرے

خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع مین آیا۔

جوہر خود فراموش حدیث خلافت و شورہ سے توبہ کرکے اب تیسرا رنگ لاتے ہین ایک حدیث پیش کرتے ہین کہ خلافت ابوبکر وغیرہ تقدیری امور ہین۔ ترجمہ حدیث روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول خدا نے جھگڑے آدمؑ اور موسیٰؑ نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی عالم روحانی مین پھر غالب آئے آدمؑ موسیٰؑ پر کہا موسیٰؑ نے تم آدمؑ ہو کہ پیدا کیا تم کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے اور پھونکی بیچ تمہارے روح اپنی یعنی روح پیدا کی ہوئی اپنی اور سجدہ کروایا واسطے تمہارے فرشتون اپنے سے اور رکھا تم کو بیچ جنت اپنے کے پھر اُتارا تم نے آدمیون کو ساتھ گناہ اپنے کے طرف زمین کے یعنے اگر گناہ نہ کرتے کیون زمین پر آتے اور اولاد یہان پھیلتی۔ کہا آدمؑ نے تم وہ موسیٰؑ ہو کہ برگزیدہ کیا تم کو اللہ نے ساتھ پیغامبری اپنی کے اور ساتھ کلام اپنے کے اور دین تم کو تختیان کہ بیچ اُن کے بیان ہے ہر چیز کا اور نزدیک کیا تم کو سرگوشی کرنے کو پس ساتھ کتنی مدت کے پایا تم نے اللہ کو کہ لکھی توات پہلے پیدا ہونے میرے کے۔ کہا موسیٰؑ نے چالیس برس پہلے۔ کہا آدمؑ نے پس کیا پایا تم نے بیچ اُس کے مضمون اس آیت کا نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی پس بھٹکا۔ کہا کہ ہان کہا آدم نے کیا پھر ملامت کرتے ہو تم مجھ کو اس پر کہ کرون مین وہ عمل کہ لکھا ہے اس کو اللہ نے مجھ پر کرنا اُس کا پہلے پیدا کرنے میرے کے چالیس برس فرمایا پیغمبر نے پس غالب آئے آدمؑ موسیٰؑ پر۔ روایت کی یہ مسلم نے۔ دیکھو شیعو نوشتہ تقدیر برحق ہے اُس کے خلاف نہ کوئی نبی کرسکتا ہے نہ کوئی ولی جس طرح سے خالق اکبر نے حضرت آدمؑ سے بیشتر چالیس برس تقدیر مین لکھ دیا تھا کہ آدم دنیا مین بھیجے جاینگے اُن کی اولاد سے تمام روئے زمین مین بموجب زینت الارض من الناس کے

آباد ان و معمور ہوگی اسی طرح جیسے حضرت صدیق اکبر بعد آنحضرت کے درجہ بدرجہ سلسلہ خلافت قایم رہے گا ۔ دیکھو شیعو تقدیر حق ہے کہ نہیں اگر حق ہے تو نزاع خلافت کیسی ۔

کیون جوہر صاحب یہہ وہی ابی ہریرہ ہین جن کو خلیفہ ثانی نے منع کیا تھا کہ جناب رسالتمآب کی حدیثین نہ بیان کیا کرو ورنہ جلاوطنی کی سزا ملیگی اور دوس کے پہاڑ و ان پر پہونچا دیئے جاؤ گے بلکہ شاید اسی کی کسر نکالی کہ تغلب مال بحرین کا حیلہ لگاکر ابوہریرہ کو اتنے کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہوگئی ۔ دیکھو تاریخ ابن کثیر شامی صفحہ ۹۵ و کتاب العقد صفحہ ۲۵ ۔ پس ایسے محدث کا کیا اعتبار جسے خلیفہ ثانی نے جھوٹا کردیا اور واقعی یہہ حدیث کیا ہے ۔ انبیا علیہم السلام کا جھگڑا نعوذ باللہ کنجڑے قصابون کی سی لڑائی کہ ایک دوسرے پر خلاف شان و منزلت اتہام والزام قایم کرتا ہے ۔ حضرت موسیٰ نے اپنی جد امجد آدم ابو البشر پر یہہ الزام لگا دین کہ تمہاری ہی جانب سے گناہون کی بنیاد قایم ہوئی اور حضرت آدم کا یہہ عذر کہ جو کچھ ہوا خدا کی جانب سے ہے اس میں کیا قصور نعوذ باللہ انھون نے خدا ہی کو قصوروار ٹھہرایا کہ جو خدا نے چالیس برس پیشتر تقدیر مین لکھ دیا تھا اُس پر مین نے عمل کیا ۔

پس معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے حکم سے لہذا ابتدائے آدم تا ایندم نہ کوئی گنہگار ہے نہ قصوروار ۔ جزا و سزا بہشت دوزخ برا بھلا نیکی بدی سب ندارد شیطان ہامان شداد نمرود فرعون وغیرہ نے جو کیا خدا نے تقدیر مین لکھ دیا تھا اُن کا کیا قصور صالح و طالح مسلمان و مشرک سب برابر ہوگئے ۔ ہان خوب یاد آیا اسی تقریر حق پر ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ ابوبکر و ابلیس کا ایمان برابر ہے

چلو قصہ تمام ہوا نہ کچھ نزاع باقی رہی نہ کوئی جھگڑا - دیکھو شیعہ بھی بے قصور ٹھہرے جس طرح ابوبکر کی تقدیر مین ہزارہا برس پیشتر خلافت لکھی تھی اسی طرح شیعون کی تقدیر مین بھی لاکھون برس پہلے لکھ دیا گیا تھا کہ وہ ابوبکر کو خلیفہ نہ سمجھین گے اور اُنکو غاصب و خائن و خاسر کہا کرینگے اب ناراضی کی کوئی وجہ نرہی -

اور کیون بیان جو ہر قائل تقدیر برحق جبکہ حضرت آدم نے خدا ہی پر اپنی نافرمانی کا الزام رکھ دیا اور خود بری ہو گئے تو تین سو برس تک گریہ و زاری و توبہ استغفار کیون کرتے رہے اور ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین - کیون کہا جس کے معنے یہ ہین کہ اے رب میرے مین نے ظلم کیا اپنے نفس پر یعنے گنہگار ہوا تو مجھے بخشدے اور رحم کر مین گناہ کرنے والون سے ہون -

قولہ اگر مثل دیدار خدا تقدیر سے بھی انکار کرتے ہو تو دوسرا جواب لیجئے -

اقول بیشک ہم دونون باتون کا انکار کرتے ہین اور اُس خدا کو ہم اپنا خدا نہین جانتے ہین جو سب کچھ خود ہی کرے اور انسان کو قصوروار ٹھہرائے اور مثل انسان مجسم ہو کر اپنا دیدار دکھائے -

قولہ خدا تعالے نے حضرت رسول خدا کو جن احکام شرعیہ کی تبلیغ پر مامور فرمایا اُن کی تعمیل مین آپ نے ڈھیل نہین کی -

اقول بیشک ایسا ہی ہوا خلافت و جانشینی و تحفظ اسلام و ایمان پہلا رکن شرعیہ ہے اُس کا انتظام و انصرام خدا پر لازمی امر تھا جیسا امر رسالت -

قولہ جن معاملات مین حکم مفصل پہونچا اُن کی تبلیغ مفصل کی جن مین مجمل حکم ملا اُس کی تبلیغ بھی مجمل کی -

اقول مفصل و مجمل کی شرح لکھنی تھی امور شرعیہ مفصل ہے پہونچائی جاتے ہیں مجمل جس سے دین خدا کا کارخانہ درہم برہم ہونے کا احتمال تھا۔

قولہ بعض مقامات میں حضرت سکوت فرماتے ہیں مثلاً قیامت کا حال۔

اقول بے شبہ اس کا علم خدا ہی کو ہے مگر آثار قیامت و حشر و نشر بہشت و دوزخ نکوکار و بدکار کی جزا و سزا وغیرہ سب کچھ حضرت نے مفصل بیان کر دیا پس اسی سے قیامت کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

قولہ پس پھر سوال بھی حضرات شیعہ بسبب انحراف باطنی نسبت ما ینطق عن الھویٰ کی افترا ہے اور طنز کہ حضرت نے کیوں اس امر کو مجمل رکھا مفصل کیوں نہ بیان کیا۔

اقول حضرات شیعہ کا ایمان ہے کہ آنحضرت نے خلافت و جانشینی بلا فصل اپنی بحکم خدا جناب امیر کو بروز خم غدیر بخشی اور مفصل بیان کر دیا ہرگز مجمل نہیں رکھا کیونکہ تبلیغ رسالت اسی پر منحصر تھی۔ تم مجمل کہتے ہو اس لئے پوچھتے ہیں کہ ایسا رکن دین میں کیوں مجمل رکھا گیا اور کیوں نہ مفصل بیان ہوا۔

قولہ چند آیات قرآن پاک کی جو صریحاً خلافت بلا فصل حضرت صدیق اکبر پر بطریق حکم مجمل جن کو دانایان با انصاف مفصل قیاس کریں دکھائی جائیں۔

اقول بسم اللہ مگر وہ ہی مجمل جو ساقط الاعتبار ہے پھر کیا فائدہ بلا فصل کو ہوگا۔

قولہ اول آیت والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار الیٰ آخرہ دوسری آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الیٰ آخرہ

آیت سوم اذا خرج الذین الخ آیہ غار۔

اقول پہلی آیت مین مہاجرین و انصار دونون شریک ہین کسی کی خصوصیت نہین کیسے باشد پہلے ایمان لایا یا پیچھے سب کی تعریف ہے۔ مگر ہان یہ البتہ ہے کہ جنھون نے ابتدائے زمانہ رسالت مین اسلام قبول کیا اگر آیہ مین سب سے پیشتر ایمان لانا کہا جاتا تو خاص بات پیدا ہوتی۔ مگر جب کہ انصار بھی شامل ہین جو عرصہ کے بعد ایمان لائے تو کوئی خصوصیت نرہی کیونکہ مہاجر مکہ کے لوگ ہین اور انصار مدینہ کے۔ جوہر نافہم کہتے ہین کہ اس مین کوئی شبہہ نہین کہ ابوبکر کو جملہ سابقین پر ترجیح صریح ہے کیونکہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔

ہم کہتے ہین ایمان لانے کا تو ذکر ہی نہین پہلے ہو یا بعد اول گروہ مہاجر و انصار کی نسبت آیہ مین صاف صاف بیان ہے جس مین سب شامل ہوگئے ایک دوسرے پر ترجیح صریح نہین ہوسکتی تم اپنے تخیلات فاسدہ سے جو چاہو بکو۔ پس ایسی عام تعریف سے اور خلافت سے کیا تعلق۔ اگر اس آیہ سے خلافت ہی مراد ہوتی تو خیر ابوبکر کو بوجہ سابق الاسلام ہونے کے خلافت ملی بعد ازان انصار بھی تو مستحق تھے کیونکہ من المہاجرین والانصار خدا نے فرمایا ہے پس دونون کا پلہ برابر رہا ترجیح و تفضیل کسی کو نہین ہے۔ اسی لئے تو بیچارے انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین روتے چلاتے رہے کہ ایک مہاجر ایک انصار امیر ہو مگر یارون کا جوڑ توڑ چرب زبانی لسانی اُن سے کہا گیا کہ قریش کی نسبت امیری کی وصیت ہے وہ سادہ لوح خاموش ہو رہے۔

جوہر نادان نے مجمع البیان مین ابوبکر کا پہلے ایمان لانا اور ملا فتح اللہ کاشانی کے قول سے جناب امیرؑ کو سابق الاسلام ہونا لکھا ہے گو کہ مجمع البیان مین وہ فقرہ نہین ہے مگر

خیر اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے تو امر متنازعہ فیہ مطہر اسشیعہ جناب امیرؑ کو سنی ابوبکر کو سابق الاسلام کہتے ہین مگر آیہ مین تو سبقت عام ہے خاص نہین جسمین انصار بھی داخل ہین پس یہ آیہ کریمہ ابوبکر کو خلیفہ بلافصل یا بافصل نہین بنا سکتا۔

دوسری آیت اشداء علی الکفار یہہ بھی مشترک ہی حصہ نصیب سب مہاجر و انصار اس مین شامل ہین کسی کی خصوصیت نہین ہان اگر خاص فعل ابوبکر کا ارادہ قتل پدر کافر و باز رکھنا رسول اللہ کا جسے جوہر نے اشداء علی الکفار سے قرار دیا ہے سمجھا جاوے تو یہ دوسری بات ہی مگر بمقابلہ اُن کے جنہون نے بدر مین خندق مین حنین مین خیبر مین اُحد مین اور کل غزوات مین صدہا کافرون کو فی النار کیا اور عمر ابن عبدود و مرحب [illegible] سے پہلوانون کو خاک مین ملادیا معلوم نہین یہ ارادہ قتل پدر ارباب دانش و صحابہ بین کی نظرون مین کہانتک وزن رکھے گا۔ ہم تو پکار کر کہتے ہین مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ بہر کیف یہ آیہ کریمہ بھی خلافت کو فائدہ نہین پہونچا سکتا۔ تیسری آیت اُسکا شان نزول ہم پہلے لکھ آئے ہین پھر ایک نظر دیکھ لو۔

اب ان آیات سے بھی جوہر نے قطع تعلق کرکے وہ حدیث خواب جناب رسولؐ مقبول بزبانی اسمی ابوہریرہ کے لکھی ہے جس مین کنوئین سے پانی کھینچنا اونٹون کو پلانا ترتیب خلافت مین ہی اسے بھی ہم پہلے لکھ چکے ہین باب خلافت مین۔

اب جوہر نافہم لکھتے ہین مجمع البحرین نہایت ہی معتبر کتاب شیعہ مین مرقوم ہے کہ جناب امیرؑ نے حضرت رسولؐ خدا سے سنا تھا کہ خلافت بلافصل حق حضرت صدیق کا ہے بعد ازان عمر فاروق و عثمان غنی و علیؑ ابن ابی طالب چنانچہ حضرت امام رضاؑ سے کتاب مذکور مین مروی ہے اور وہ راوی ہین اپنے آبائے کرام سے اس حدیث سے بخوبی خلافت

علی الترتیب ثابت ہوئی مگر اس امر کو وہی حق تصدیق کر سکتا ہے جس کو اسلام سے بہرہ کافی حاصل ہے۔ نہ وہ کہ محض تعصب کے سبب سے غافل ہے۔

جواب۔ کیوں جوہری صاحب وہ حدیث حضرت امام رضا کی کہاں ہے۔ اگر مجمع البحرین میں ہے تو اُسے تم نے اپنے رسالہ میں نقل کیوں نہیں کیا اسکا کیا سبب ہے صرف یہہ کہدینا کہ فلاں کتاب میں فلاں صاحب نے ایسا فرمایا کافی نہیں جب تک حدیث یا قول بلفظہ نہ بیان ہو اور بجنسہ نقل اسکی نہ درج کیجاوے ایسا تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ مشکوٰۃ میں عبد اللہ ابن مسعود روایت کی ہے کہ ابو بکر و عمر و عثمان غاصب خلافت رسول ہیں پھر اس سے کیا فائدہ۔

مجمع البحرین ایک کتاب ہے حال کی تصنیف جس میں شیعہ و سنی کی احادیث نقل کی گئی ہیں اور اسی لیئے مجمع البحرین اُسکا نام رکھا گیا ہے یہہ حدیث حضرت امام رضا سے ہرگز اُسمیں درج نہیں ہے کہ خلافت بلا فصل حق ابو بکر و عمر و عثمان ہوتا آنحضرت نے فرمایا اگر حق خلافت ہوتا تو آنحضرت حضرت علیؑ و جملہ بنی ہاشم کو وصیت صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جدال با خلفائے ثلثہ کیوں کرتے جیسا تم نے مسئلہ خاص احقاق الحق سے تسلیم کیا ہے ہاں یہہ ضرور ہے کہ آنحضرت کو بے وفائی و بد اطواری و حق پوشی خلفائے ثلثہ کا علم تھا وقت وفات آپ نے وصیت فرمائی کہ یہہ لوگ خلافت غصب کرینگے تم سکوت و صبر کرنا اُن سے جنگ و جدال نہ کرنا ورنہ ضعفائے اسلام حقیقی تلف ہو جاینگے اور دین خدا برباد ہوگا یہہ وصیت صرف حفاظت مسلمانان ضعیف و تحفظ دین خدا کے لیئے تھی۔ جس پر حضرت علیؑ نے عمل کیا جیسا ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔

جوہر کج فہم نے حاشیہ پر ایک آیہ لکھا ہے خلاصۃ المنہج سے ۔ آمنوا باللہ ورسولہ
وھو الذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فیما اتٰکم ان ربک
سریع العقاب وانہ لغفور رحیم ۔ ترجمہ ۔ اے سوستان زبان خاتم الانبیا شما
را خلیفہ ہائے امم گزشتہ گردانید و برداشت بعضے از شمار ابر بعضے یعنی فوق
درجات و آزمائش کند شمار اور شکر و صبر و فقر تحقیق کہ پروردگار زود عقوبت کنندہ
است ناسپاسان را و آمرزندہ و مہربان است بر شاکران و صابران ۔ یہ خلاصہ تفسیر ہے
اس پر جوہر نافہم کہتے ہیں دیکھو شیعو ملا فتح اللہ کاشانی کا قول فیصل در باب
خلافت خلفائے ثلثہ کے کبھی تو بیدادون کی داد دیا کرو ۔
جواب ۔ ذرا اپنے خلفائے ثلثہ سے چاہو جن کی خلافت کے بارے میں اپنے
رسالہ اسرار الہدیٰ کے صفحہ ۲۶ مین لکھتے ہو کہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کہین بھی
خلافت یا امامت کو منصوص من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہے بلفظہ ۔
پس اس آیہ کریمہ مین خلافت خلفائے ثلثہ کہان سے آگئی یہ کتب سماویہ مین داخل ہے یا
کتب ارضیہ مین ۔
معلوم نہین کیسی عقل کے آدمی کہ صرف تین سوالون مین ہزار ہا رنگ و روپ بھرتے
ہو اور مطلق نہین سوچتے کہ ہم کہتے کیا ہین آخر کچھ تو شرم کرنی چاہئیے ۔ تمہاری نیت
کا عجب حال ہے جہان لفظ خلائف الارض دیکھا فوراً رال ٹپک پڑی اور شہد
کی سی مکھی خلفائے ثلثہ پر جھک پڑے ۔ یہ آیہ کریمہ انھین انفاس قدسیہ
کی شان مین ہے ۔ وعد اللہ الذین امنوا و ثم جعلنا کم خلائف فی الارض
کے مصداق ہین تم ناحق داد و بیداد کرتے ہو ایسی بیہودہ فریاد کون سنتا ہے ۔

اب جوہر کج فہم نے ایک خطبہ جناب امیرؑ کا وقت وفات ابوبکر بہت ہی طول و فضول لکھا ہے جس نے کتاب کے پورے آٹھ صفحے گھیر لئے ہین - کہ جب ابوبکر مر گئے مدینہ مین کہرام مچگیا جناب امیرؑ روتے ہوئے آئے اور نعش کے قریب کھڑے ہوکر یہہ خطبہ طولانی فرمایا جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ ابوبکر کے سوا بعد خدا و رسولؐ دوسرا انسان نہ تھا اور دین خدا کی اشاعت و شریعت محمدیؐ کی اصلیت انھین کی ذات خاص پر منحصر تھی ورنہ خدا کی خدائی نہ رسول اللہؐ کی رسالت کچھ بھی باقی نہ رہتی - اور اسلام کی بنیاد ہی اکھڑ جاتی - ایک ایک فقرے اسی طرح کے اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ ظاہر ہوتے ہین -

جوہر نے اس خطبے کو نہج البلاغت مین مرقوم ہونا لکھا ہے مگر کتاب الواقعہ ابن سمان عالم اہل سنت سے نقل کرنا تصدیق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ نہج البلاغت سے ملا لو پس ہمکو سخت تعجب ہے کہ جب نہج البلاغت مین یہہ خطبہ موجود ہے توکتاب الواقع ابن سمان کو درمیان مین لانے کی کیا ضرورت پیش آئی اس سے وہی مثل صادق آتی ہے چور کی داڑہی مین تنکا صاف یہی کیون نہ کہدیا کہ نہج البلاغت کی نقل ہے ہم نے نہج البلاغت سے مطابق کیا ہرگز لفظ کیا عبارت کجا خطبہ ہی ندارد ہے اور اگر کچھہ ہے توبقول تمہارے صفحہ ۹۲ اسرار الہدےٰ کتب معتبرہ اہلسنت مین روشن مس کا ذرہ برابر بھی اثر نہین نہ بروایت قوی نہ ضعیف مگر اہل تشیع کی معتبر کتب مین اس قصہ کا مذکور ہے پس اس کا بھی جواب انھین کے ذمہ ہے اگر زبردستی بھی الزام ناحق اہل سنت کو یہ دیا جاوے کہ مشواہد ملا جامی کے معجزات مین مرقوم ہے

کہ جناب امیر کے لئے دوبارا ردشمس ہوا تو اس کا جواب یہہ ہے کہ وہ شیعون کی الحاقی کارروائی ہے کسی مفتری نے موقع پا کر اپنے عقائد پر مکائد کو کتاب موصوف کی پشت پر لگا کر چھپوا دیا ہے۔

کیون جوہر صاحب اگر شیعہ بھی یہہ دعوے کرین کہ اس خطبہ کو جناب امیر کی طرف منسوب کر کے کسی مردود نے نہج البلاغت مین لگا دیا اور چھپوا دیا تو آپ کے نزدیک مسموع ہوگا یا نہین کیونکہ جب آپ ردشمس کی روایات کو الحاقی کارروائی شیعون کی قبول کرتے ہین تو اس خطبہ کو بھی سنیون کی الحاقی کارروائی قبول کرنا فرض عین ہوگا اور ہر روایت و احادیث کی بابت جو شیعون کے اصول کے خلاف ہین یہی کارروائی تسلیم کرنی پڑے گی کہ سنیونکا جوڑ و پیوند ہے۔

اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ ابو بکر کی نعش پر کس کس نے اون کی مدح و ثنا مین خطبے پڑہے ہے کیونکہ اور بھی اصحاب باصفا و یاران باوفا موجود تھے[۴] چند گھنٹے پیشتر اپنا جانشین و خلیفہ بنا چکے تھے اُنھون نے بھی کچھ مدح و سرائی کی اور عطیہ گران بہا کا شکر ادا کیا یا صرف جناب امیر ہی کو باوصف محرومی خلافت ایسا جوش و خروش آیا کہ ابو بکر کو بعد مرنے کے فلک ہفتمین تک پہونچا دیا۔

واقعی نعش متوفی پر خطبہ خوانی و طلاقت لسانی کا یہہ نیا دستور آپ نے جاری فرمایا غضب تو یہہ ہے کہ جیسے زندگی مین ہمیشہ غاصب و خائن وغیرہ فرمایا کئے اُسکے مرنے کے بعد سبھی کچھ آپ نے لکھ ڈالا کہ اسلام مین جو کچھ تھے آپ ہی تھے باقی ہیچ۔

ہمیان جوہر ہوشمین آو جناب امیر اور ابو بکر غاصب خلافت وغیرہ کی شان مین یہہ

[۴] خصوص عمر خطاب جنہیں نبی نے فاروق

خطبہ فرمائین لا واللہ لا۔ آپ کے خطبات مندرجہ کتب اہل سنت دیکھو آنکھین کھلین۔

اب جوہر خود غرض لکھتے ہین کہ اگر شیعہ اس خطبہ کی تصدیق نہ کرینگے تو گروہ اہل افراط مین داخل ہونگے جیسا نہج البلاغت مین جناب امیرؑ نے فرمایا ہے۔ ترجمہ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ دو گروہ میرے لئے ہلاک ہونگے ایک وہ کہ زیادتی کرے میری محبت مین اُس حد تک کہ محبت میری کھینچے ناحق کی طرف دوسرا وہ کہ کمی کرے میری محبت مین اُس حد تک کہ کمی محبت میری کھینچے ناحق کی طرف اور بہتر آدمیون کا وہ ہے کہ افراط و تفریط مین برابر ہو۔ الحمد للہ یہی مذہب اہل سنت کا ہے۔

اس قول مین جناب امیرؑ نے تین گروہ ہونکے عقاید بیان فرمائے ہین اہل افراط سے مراد روافض اہل تفریط سے خوارج اہل توسط سے اہل سنت ہین جبھی تو ہین کہ عدد حب علیؑ و سنی کی مساوی ہین۔

جواب۔ عدد مساوی ہونا اگر دیکھنا ہو تو ایک چھوٹی سی مثنوی برق لامع ہے اُسے دیکھو تب معلوم ہو کہ کس کے عدد کس سے مساوی ہین پہلے ابوبکر و عمر عثمان کے عدد اپنی حب سے مساوی کرلو پھر حضرت علیؑ کی حب سے سنی کو مساوی کرنا۔ کیونکہ حب نمبروار چاہیئے اور اگر واقعی حب علیؑ و سنی کے عدد مساوی سمجھکر ایمان سے بہرہ رکھتے ہو تو غیرونکا تعویذ حب گلے سے اُتار پھینکو کیونکہ ایک دل مین دوستی و دشمنی جمع نہین ہوتی۔

ہم سے سنو اہل افراط سے مراد ہین نصیری جو علیؑ اللہ کہتے ہین اور اہل تفریط ہین اہل سنت جو حضرت علیؑ کی شان و منزلت گھٹا کر چوتھا خلیفہ قرار دیتے ہین متوسط

اہل حق ہین جو بعد رسول اللہ حضرت علیؑ کو افضل البشر خیر البشر امام البشر سمجھتے ہین ۔
خدا اور رسولؐ نے جو اُن کے حق مین فرمایا اُس پر ایمان رکھتے ہین ۔ تم نے
ایک قول سنا ہوگا جو زبان زد خاص و عام ہے ۔ حضرت علیؑ کو ایک فرقہ
نے یہانتک بڑہایا کہ خدا کہدیا ۔ دوسرے فرقے نے یہانتک گھٹایا کہ خلیفہ
چہارم مانا ۔ ابوبکر وغیرہ کو ایک فرقے نے ایسا بڑہایا کہ بعد رسول اللہ خلیفہ سمجھا
دوسرے فرقے نے ایسا گھٹایا کہ منافق و غاصب و خائن بلکہ کافر کہا بس
اسی پر مدارج و مراتب مناقب و مناصب کا قیاس کرلو دیکھو کسکا پلہ بھاری ہے زمین و آسمان کا
فرق دکھائی دیگا ۔

اب جو ہر کج فہم اڑیل ٹٹو نے لکھا ہے کہ شیعون کے جملہ سوالات واہیات
تین قسم پر منقسم ہوا کرتے ہین اول جن آیات و احادیث کو اہل سنت درباب
فضیلت جناب امیر خلیفہ برحق علی الترتیب بجواب نواصب و خوارج تحریر کرتے ہین
اہل تشیع بلا سمجھے معنی اور مطلب بمقابلہ اہل سنت پیش کرکے حجت لاطائل لاتے
ہین ۔ دویم جو دلائل بمقول اہل سنت درباب خلافت حقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
بمقابلہ اہل تفریط خوارج و نواصب پیش کرتے ہین اُنہین کو اہل تشیع اہل سنت
پر حجت لایعنی لاتے ہین ۔ سویم اہل تشیع جتنی روایات واہیات مثل کرامات
بعید از عقل و نقل درباره خلافت بلافصل جناب امیر کے پیش کرتے ہین وه جزو کل
موضوعات و مخترعات رؤسا و علمائے فرقہ سبائیہ سے ہوا کرتے ہین اہل سنت
کی کتب معتبرہ مین اُن کا کچھ ذکر نہین اہل سنت کو اُن کی کید عظیم سے
بچنا چاہیئے ۔

جواب ۔ نواصب وخوارج تم ایسے اہل سنت سب ایک ہی گھاٹ کے پانی پیئے
ہو عوارض خلقی مین کچھ فرق نہین سگ زرد برادر شغال اخوان الشیاطین ۔
شیعہ اہل حق سب کو برابر سمجھتے ہین نواصب اور خوارج حضرت علیؑ کو بعد النبی خطا اور
غیر معصوم سمجھتے ہین اور تم بھی پس تم مین اُن مین کیا فرق رہا لہذا تم سب کے لیئے
ایک ہی جواب دیا جاتا ہے ۔ آیات سے احادیث سے اقوال مختلفہ سے ۔
ہان جو اہل سنت تفضیلیہ وغیرہ حق و باطل مین تمیز کرنے والے ہین وہ علحدہ ہین نہ تم سے
سنی نہ ہم سے شیعہ پس اُن کی جانب ہمارا روئے خطاب نہین ہے ۔ افسوس
ہے تم ایک اہل سنت کے گروہ مین اپنے کو سمجھتے ہو لا واللہ لا اس قول سابق
مین تم نے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ لکھا ہے یہ صرف تمہارا کید عظیم ہے ورنہ تمام
کتاب دیکھو ادنے ادنے صحابی وغیرہ کو حضرت کے لفظ سے مخاطب کیا ہے
مگر حضرت علیؑ کو جناب امیر کے سوا کہین حضرت سے مناسبت نہین دی ۔
شیعہ اہل حق کی کتب مناظرہ دیکھو جسقدر حدیثین روایتین اثبات خلافت بلا فصل
حضرت علیؑ مین پیش کرتے ہین کلہم صحاح اہل سنت سے کبھی کوئی حدیث کوئی روایت
اپنے یہان کی کتابون کی نہین لکھتے اور لطف یہی ہے کہ دروغ گو را تا بدر بایدرسانید
اسی مختصر رسالہ کو دیکھ لو کوئی قول کوئی روایت اپنی کتاب کی ہم نے نہین لکھی بخلاف
تمہارے کہ تم نے روضتہ الصفا پر جو ایک مورخ سنی المذہب کی تاریخ ہے اپنی
کائنات حصر کی اور اسی کو سرمایہ حیات سمجھکر اول جلول بکتے گئے ابتک کسی سنی نے
روضتہ الصفا کو شیعہ کی کتاب نہین کہا نہ اس کی روایات بے سروپا افسانے پر
لحاظ کیا مگر چونکہ تمہارا ظرف اتنا ہی ہے پس اسی تاریخ کو لے بیٹھے اور لگے انا پ

سناپ بکنے۔ بھلا مناظرہ مین تاریخ کی کہان گنجائش اور اُس کا کیا اعتبار مگر خیر اگر فریق ثانی کی بھی تاریخ ہو تو کچھ وقعت ہو سکتی ہے نہ کہ اپنے ہی مذہب کی تاریخ پر یہ نازیہ اچھل کود۔ اب تم کو چاہیئے کہ کسی سے دریافت کرو مصنف روضۃ الصفا سنی ہے یا شیعہ اور اگر تم کو عقل ہو تو خود ہی اُس کی تحریر تعصب آمیز پر خیال کر سکتے ہو کہ کوئی عالم یا مورخ شیعہ کا ایسی روایات و افسانے خلاف عقل و نقل لکھے گا۔

معجزات و کرامات حضرت علیؑ و ائمہ ہدا علیہم الصلواۃ والسلام اہل سنت کی صدہا کتابون مین ہزارہا درج ہین اُن کو بھی موضوعات و مخترعات سمجھو اور اہل سنت کیون منکر ہو نگے معجزا اینکہ بہ قول تمہارے کار روائی الحاقی شیعون کی ہو گی۔

کیون صاحب عمر خطاب کی کرامات تو سندریہ دلائل النبوۃ اور مالک موطا و اخبار مشہورہ تسلیم کیئے جاوین اور حضرت علیؑ کے معجزات موضوعات سمجھے جاوین

مصرع بریں عقل و دانش بباید گریست۔

اصل یہہ ہے کہ تم شیعہ سے سنی کیا ہوئے اسلام و ایمان کو رخصت کر دیا اور تمام کتب اہل سنت پر پانی پھیر دیا ؎ بدنام کنندہ نکو نامے چند۔

دیکھو مختصر فتوحات مکیہ شعرانی نے لکھا ہے محی الدین عربی کی دختر یکسالہ نے اُن مسائل سخت کا جواب دیا جس مین خلیفہ دوم سا عالم و مجتہد حیران رہا طرہ یہہ کہ وہ دختر جس زمانہ مین اپنی مادر کے شکم مین تھی اُس کی مان کو چھینک آئی الحمد للہ کہا تو اندرون شکم سے یرحمک اللہ کی آواز آئی حاضرین نے سنا۔ جناب امیر مظہر العجائب والغرائب

کے معجزات وکرامات کا یہ انکار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

اب جو ہم نے اپنے ہم مشربون نواصب کے ہمزبان ہوکر چند اعتراضات حضرت علیؑ کے حال وقال پر کیے ہیں اور کسی کتاب سے دیکھکر ٹوٹے پھوٹے جواب بھی اہل سنت کی طرف سے دیئے ہیں اور شیعون سے طالب سوال ہیں

تو وہ یہ کہتے ہیں کہ شریف مرتضےٰ علیہ الرحمہ نے تنزیہ الانبیا میں ان سوالات کے جواب خراب لکھے ہیں۔ چنانچہ تیرہ سو برس بعد ان اعتراضات کے جواب آپ نے لکھے ورنہ کسی سے ان کے جواب کیون دیئے گئے بلکہ غیر ممکن تھے۔

سبحان اللہ یہ اعتراض ایسے ہی ہیں جن کے جوابات سوائے آپ کے اتنی مدت تک کسی سے ہوئے ہی نہین۔

کتابین دیکھو ایک ایک سوال کے سو سو جواب دیئے گئے ہین تنزیہ الانبیا مین جو جواب درج ہین اونسے بڑھ کر ممکن ہی نہین۔ جناب علم الہدے نے اعجاز اسد اللہی دکھایا ہے اور نواصب مردود و ملعون کو قعر جہنم تک پہونچایا ہے تم کیا سمجھو کیا پدی کیا پدی کا شوربہ تم کو علمائے فریقین کے کلام کی کیا قدر اور کیا فہم مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی نے لکھا ہے کہ منشی صاحب نے حق تالیف اسرار الہدے مجھے دیا ہے پس اگر تم کو کچھ بھی بیت عز کا مادہ ہوتا تو منشی کیون کہلاتے خدا کی شان لکھو نٹ ہے نام محمد فاضل۔

خلاصہ یہ کہ ان اعتراضات شیطانی کے صدہا جواب ہو چکے ہین جسے دیکھنا منظور ہو تنزیہ الانبیا وغیرہ مین دیکھ لے اور ہم کو معلوم ہے کہ ایک صاحب ذی علم اسرار الہدے کا اور جواب لکھ رہے ہین منتظر باید بود۔

ہماری اس مختصر تحریر مین اسقدر گنجایش نہین اور تحصیل حاصل بھی ہے۔
ہزار ہا برس سے مناظرہ کا میدان وسیع ہو رہا ہے مخالف نے ایک سوال کیا اہل حق کی جانب سے جواب دیئے گئے اب تک کوئی کتاب کوئی رسالہ کوئی قول اہلسنت کا ایسا نہین ہوا جس کے دس بیس جواب نہ ہو گئے ہون پس ان اعتراضات مردودہ و مطرودہ کی کیا بساط ہے۔
دہریئے خدا کے وجود کا سوال کرتے ہین۔
نیچریئے وجود شیطان و فرشتگان مقربین کے قائل نہین حضرت عیسے کو بے باپ کا پیدا ہونا نہین خیال کرتے۔
یہودی نعوذ باللہ منہا حضرت عیسے کی شان مین کیا کیا کفر بکتے ہین۔ عیسائی آنحضرت کی رسالت و نبوت مین نعوذ باللہ منہا داغ لگاتے ہین انواع اقسام کے اتہام و الزام قایم کرتے ہین۔
وہابی حضرت رسول اللہ کو معاذ اللہ منہا خدا کے مقابلہ مین ایک چمار سے مناسبت و مشابہت دیتے ہین ان کی شفاعت کے منکر ان کی حیات ابدی سے انکار آنکے روضہ مقدسہ کو صنم اکبر جانتے ہین انکی تعظیم و تکریم کو نہین مانتے۔ ویسا ہی نواصب و خوارج اور ان کے ہم مشرب و ہمزبان حضرت علی پر اعتراضات بیجا و ناروا کرتے ہین۔
سیانی جو ہین کہ انھون نے تمام معصیت و مخلوق کا مرکز و منبع خدا ہی کو قرار دیا نعوذ باللہ اور لگے تقدیر بر حق کی ہانگ لگانے۔
اب ہم سے چند اعتراض عجیبہ و واقعات غریبہ جو صحاح مستند اہل سنت مین مسطور ہین سنو اور جواب دو۔

سیان ابو حنیفہ ہیں جو کہتے ہیں۔ ایمان وہ چیز ہے نہ گھٹے نہ بڑھے ہے اسی لیے ایمان ابوبکر
و ابلیس برابر ہے۔
عمر خطاب ہیں کہ جنھوں نے معاملہ قرطاس میں رسول اللہ کو ہذیان بکنا کہدیا اور ابو حنیفہ نے
انہیں حضرت خلیفہ ثانی کو ہذیان سے نسبت دی۔
صلح حدیبیہ میں باعلان نبوت میں شک کیا کہ آج کا سا شک کبھی نہیں ہوا۔
بی بی عائشہ ہیں جنھوں نے عثمان بن عفان کی نسبت فرمایا۔ اقتلوا النعثل۔
معاویہ صاحب ہیں جنھوں نے ابوبکر و عمر کو غاصب خلافت محمد بن ابوبکر کے خط میں تحریر
کر دیا۔ بی بی عائشہ ہیں جو صف جنگ جمل میں حاضر ہو کر حضرت علیؑ سے جدال پر تل گئیں اور
لڑیں یہانتک کہ مخذول ہوئیں۔
عثمان بن عفان ہیں جنھوں نے اپنے ارتداد سے توبہ کر کے تحریری توبہ نامہ صحابہ
رسولؐ خدا کو لکھدیا اور پھر بھی اُسپر قایم نہ رہے۔
سفیان ثوری عالم اہل سنت ہیں جنھوں نے ابو حنیفہ کی نسبت لکھدیا کہ یہ شخص دین کو
ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا۔ خوب ہوا مر گیا۔ ایسا منحوس شوم اسلام میں پیدا نہیں ہوا۔
حمیدی اُستاد بخاری نے ابو حنیفہ کی نسبت صاف کفر کا فتویٰ دیا۔
امام غزالی نے علے الاعلان فتویٰ دیا کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو الٹ دیا اور زیر و زبر ہے۔
علامہ خطیب نے صاف کہدیا کہ ابو حنیفہ دجال ہے۔
پیر دستگیر غوث اعظم نے فرمایا کہ ابو حنیفہ کافر ہے۔ گمراہ ہے جہنمی ہے۔
وہی ابو حنیفہ ہیں جنھوں نے کہا احادیث نبوی کو نعوذ باللہ سوئر کی دم سے چھیل ڈالو
شیخ عبد الحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں ابوبکر اذل الناس قریش ہیں۔

خالد بن ولید خلیفہ ثانی کو اعیبس بن حنتمہ کہا کئے۔
خولہ بنت حکیم صحابیہ نے عمر خطاب کو کہتی رہیں عمیرا سے عمر ہوا اور عمر سے امیر المومنین ہوا ب خدا سے ڈر۔
حضرت عباس انہیں خلیفہ صاحب کی نسبت فرمایا کہ اعضت اللہ بنظر امت ۔
خود خلیفہ ثانی اپنے نسب سے لاعلمی ظاہر کرتے رہے۔ یہ سب امور ہم پہلے بحوالہ کتب اہل سنت لکھ چکے ہیں اور ہزاروں مطاعن و معائب ہیں جن سے کتابیں بھری ہیں ہم کہاں تک لکھیں۔ ہمارے ناظرین رسالہ کو علم ہوگا کہ آیا وہ کس قسم کی اعتراضات ہیں جو نواصب و عجہر نافہم نے کئے ہیں جنکا جواب آج تک نہیں ہوا۔ لہذا مختصر الفاظ میں ہم لکھے دیتے ہیں ملاحظہ ہوں۔
اول جناب امیر نے تمام مال و متاع اسلحہ و اقمشہ حضرت عثمان خلیفہ برحق پر تصرف ناجائز کیا۔ حالانکہ مال مسلمان پر شرعاً و عرفاً تصرف جائز نہیں۔
ورثائے عثمان نے جبکہ دعوے کیا تو فوراً دیدیئے خود خورد برد نہ کر جاتے۔ یہ تصرف باعث گناہ کبیرہ کا ہوا۔ اور مرتکب کبیرہ لائق امامت نہیں ہو سکتا۔
جواب۔ یہ مال عثمان کا ترکہ جد و پدر نہ تھا بلکہ بیت المال کا مال تھا اس پر خلیفہ برحق کو تصرف جائز تھا ورثائے عثمان نے جھوٹا دعوے کیا ان کو کیونکر مل سکتا تھا۔ ایسا ہی عمر خطاب نے بعد وفات ابوبکر و عثمان نے بعد انتقال عمر خطاب عمل کیا یہ جواب ہے جو ہر کا جسے ہم بھی تسلیم کرتے ہیں نہ اس وجہ سے کہ عمر و عثمان نے ایسا کیا بلکہ جسطرح خلافت خداداد پر قابض ہوئے ویسا ہی اس مال پر بھی کسی نظیر کی ضرورت نہیں ہر عہد میں خلافت و بیت المال کے جناب امیرؑ ہی مستحق تھے

مگر غصب و جبر و تعدی کا کیا علاج ـ صبر و سکوت کا حکم تھا اُس پہ عامل رہے ـ

دوسرے اولاد امہات کے مسائل مین جناب امیرؑ نے مذاہب مختلفہ اختیار کیے ایک حالت پر قایم نہ رہے اول آپ بیع اولاد امہات کے قائل رہے زمانہ خلافت عمر بن خطاب مین جب باجماع اصحاب بطلان بیع الاولاد امہات پر زور ہوا تو آنجناب بھی اُس اجماع مین شامل ہو گئے ـ بعدہٗ اپنے عہد خلافت مین جواز بیع کا فتوے دیا ـ اسپر قاضی شریح نے اعتراض کیا کہ تیری راے جماعت کے ساتھ پسندیدہ تر ہے تیری اکیلی رائے سے اور خود بھی جناب کا قول ہے ـ تحقیق ہاتھ اللہ کا جماعت پر اور جماعت کی مخالفت پر خدا کا غضب ہے ـ نیز کلام مجید مین یہ فقرہ ہے ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین سے ناطاعت چاہیے غیر راہ مومنین کے ـ پس مخالف اجماع کبیرہ ہے ـ

جواب ـ جناب امیرؑ خلیفہ برحق سے فی وقت من الاوقات مجتہد مطلق تھے اس لیے آپکو اجتہاد فرمانا اور فتوے دینا درست ہوا اسی طرح خلفاے ثلثہ نے بھی اکثر معاملات مین عمل کیا ہے ـ اور اجماع زمانہ خلافت عمر خطاب قطعی نہ تھا بلکہ ظنی و سکوتی تھا ـ پس باتفاق اصولین مخالفت اجماع ظنی و سکوتی جائز ہے اور جبکہ باقرار نواصب جناب امیرؑ بھی اجماع مین داخل تھے اور اُس سے مخالفت کی تو اجماع بالاجماع متغیر ہوا اور درصورت تغیر قابلیت حجت کی نہین رکھتا ـ

ہم اِس جواب سے اتفاق نہین کرتے جناب امیرؑ کا اس مسئلہ مین جو پہلا فتوے تھا وہی تادم حیات ـ عمر خطاب کے وقت مین جو بطلان بیع اولاد امہات پر اجماع ہوا وہ بالکل ناجائز خلاف شریعت اُن کی خود پسندی و خود آرائی سے خود ایجاد مین تھا

ہیں جو کہ منجملہ اُن کے ایک یہہ بھی جناب امیرؑ کیوں ایسی بیہودہ ایجادوں میں شریک ہونے لگے ۔ عمر خطاب کے عہد میں جناب امیرؑ قاضی نہ تھے مفتی نہ تھے نہ اُن کی رائے پر قضایا کا فصل منحصر تھا پھر کیونکر ثابت ہوا کہ اس مسئلہ کی ایجاد میں آپ اجماع کے شامل ہوئے کوئی اگر کوئی فتوے اُس عہد کا کہا ہوتا جس سے ثابت ہوتا کہ آپ اجماع باطلہ سے متفق ہوئے ۔ یہہ قول جناب امیرؑ کا تحقیق یا مجھ اللہ کا جماعت پر ہے الی آخرہ ۔ کس کتاب میں درج ہے ۔ اور اُس کا کیا ثبوت ہے کہ آپ ہی کا قول ہے ۔ ہرگز یہہ قول آپ کا نہیں ہے ۔ صرف اجماع وجماعت صحیح و جائز ہونے کو یہہ قول آپ کا مفتریوں نے بنا لیا ورنہ اجماع خلافت ہے کو آپ ہمیشہ باطل و ناجائز سمجھا کیئے ۔ تو اور مسائل میں اجماع کی کیا وقعت ہوگی باطل پر صدہا اجماع ہوا کیئے مگر آپ نے حق کو نہ چھوڑا اور باطل کا ساتھ نہ دیا کلام مجید کا فقرہ بجز طریقہ مومنین غیر کی تبعیت اچھی ہی درست و بجا ہے اسی پر جناب امیرؑ نے عمل کیا ۔ دیکھو حدیثین بخاری و مسلم حق ساتھ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ حق کے ۔ قرآن ساتھ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ قرآن کے ۔

ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ رسول اللہؐ و ابو بکر کے عہد میں بیع اولاد امہات کا جواز تھا ۔ عمر خطاب کے عہد میں اُس کے بطلان پر کیوں اجماع ہوا آیا بجز کج رائی وخود پسندی کے اور کوئی بات تھی ۔ حضرت علیؑ نے اپنے عہد مبارک میں وہی جواز قائم رکھا جو رسول اللہؐ کے زمانہ میں تھا ۔ قاضی شریح مردود لاکھ چیخے پکارے اُس کی کیا اصل کہ اعتراض کرتا وہ کون تھا خلیفہ وقت پر انحصار فصل قضایا تھا یا قاضی و مفتی پر یہہ سب مکاری و حیلہ بازی نواصب مردود اور اُن کے ہمزبان مطرودکی ہے ۔

جناب امیرؑ کا قول و فعل طرز معاشرت رفتار گفتار سب کچھ ابتدا سے انتہا تک ایک رہی۔

تیسرا جناب امیرؑ نے مسئلہ توریث جد مین احکام مختلف جاری فرمائے ایک حالت پر قایم نرہے حالانکہ خود ہی جناب کا قول ہے ۔

ترجمہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے درمیان دوزخ کے پس چاہیئے کہ وہ کلام کرے مسئلہ جد مین ۔

جواب جوہر ۔ امر واقعی یہہ ہے کہ اس مسئلہ مین بہت بڑا اختلاف تھا نہ یہ مسئلہ خلفائے ثلثہ کے زمانہ مین طے ہوا ۔ نہ جناب امیرؑ کے چنانچہ اس مسئلہ کی بہت بڑی بحث درباب توریث جد ابوبکر و زید بن ثابت زمانہ عمر خطاب مین ہوئی ۔ مگر تصفیہ کلی نہین ہوا ۔ پس در صورت اختلاف مجتہدین مجتہد وقت اپنے اجتہاد کو جاری کرے تو نقصان کیا ہے ۔ اور یہہ فرمانا آپ کا کہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے دوزخ مین الے آخرہ از راہ احتیاط تھا کیونکہ اس مسئلہ مین کوئی نص قطعی نہ تھی کہ اُسپر حکم کیا جاوے اور جبکہ کسی مسئلہ مین آیت یا حدیث نہین ملتی تو قیاس کو دخل دیا جاتا ہے ہم کو اس جواب سے اتفاق نہین ہے ۔

اول تو احکام مختلفہ لکھنا چاہیئے کہ جناب امیرؑ نے اس مسئلہ مین ایک حالت پر قیام نہ کیا ۔

دوئیم اس قول کی صداقت کہ مسئلہ جد مین کلام کرنا دوزخ کے داخلہ کا ارادہ کرنا ہے ۔ کیونکہ یہہ مسئلہ ایک ایسا شدید پیچیدہ و مسکت نہین ہے جس کے لیئے

جناب امیرؑ نے ایسا فرمایا - خلفائے ثلثہ کے عہد مین جاہلیت و کچھ رائے و قیاس پر زیادہ عمل تھا اس لئے بحثین ہوئی ہونگی اور مسئلہ نہ طے پایا ہوگا مگر جناب امیرؑ نے اپنے عہد مبارک مین دودھ اور پانی الگ کر دیا کوئی بحث باقی نرہی - اس مسئلہ کی کیا حقیقت تھی جو طے نپاتا - دیکھو تنزیہہ الانبیاء و دیگر کتب فقہ شیعیان اہل بیت اطہار -

ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ مین ابو البخری سے روایت ہے کہ ہم سے علیؑ نے بیان کیا کہ مجھے رسولؐ خدا نے یمن کی طرف بھیجا اور مین جوان تھا مین نے عرض کیا کہ لے رسولؐ خدا آپ مجھے ایک قوم پر بھیجتے ہین کہ مین اُن مین فصل قضایا کرون مین نوجوان آدمی ہون - حضرتؐ نے فرمایا آؤ میرے پاس آؤ مین آپ کے قریب گیا آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا بار خدا علیؑ کے سینہ کو ہدایت سے بھر دے اور اُس کی زبان کو ثابت رکھ - علیؑ فرماتے ہین اس کے بعد پھر مین نے دو شخصون کے فیصلہ مین کبھی شک نہین کیا اسی حدیث کی تفسیر مین لکھا ہے - ایک شخص کو عمر بن خطاب کے پاس لوگ لائے عمر نے اُس سے پوچھا کیف اصبحت اُس نے جواب دیا اصبحت احب الفتنة واکرہ الحق واصدق الیہود والنصاریٰ واومن بمالم اراہ واقر بمالم یخلق - اس کلام سے لوگون کو حیرت ہوئی اور کسی کے ذہن مین اس کے معنے نہ گزرے - عمر خطاب نے حضرت علیؑ کو بلایا آپ نے اس کا یہ کلام سنکر فرمایا یہہ سچ کہتا ہے - بیشک یہہ دوستدار فتنہ ہے - چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے - انما اموالکم واولادکم فتنة - یعنے تمہارے مال و اولاد فتنہ ہین اور حق یعنی موت کو

مکروہ و برا جانتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وجاءت سکرت الموت بالحق ذالک ما کنت منہ تحید۔

یعنی بیہوشی موت کی حق کے ساتھ آئی یہہ وہ چیز ہے جس سے تو کترا تا تھا اور یہہ شخص مصداق اہل کتاب ہے قال اللہ تعالےٰ وقالت الیہود لیست النصاریٰ علی شیٔ وقالت النصاریٰ لیست الیہود علی شیٔ۔ یہود نے کہا نصاریٰ کسی دین پر نہیں اور نصاریٰ نے کہا یہود کسی دین پر نہیں حالانکہ وہ سب کتاب پڑھتے ہیں شیخ صاحب مومن بغیر مرئی ہے یعنی اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اُس ذات وحدہ لاشریک کو بن دیکھے مانتا ہے اور قرآن غیر مخلوق ہے یعنے مقر ساعت و معاد ہے۔ حضرت علیؑ کی یہہ گفتگو سنکر عمر خطاب نے کہا پناہ مانگتا ہون خدا سے اُس دن کے لیے جسمین علیؑ نہون۔

سعید ابن المسیب سے کہتے ہین عمر خطاب اکثر کہا کرتے اللھم لا تبقنی لمعضلۃ لیس لھا ابوالحسن۔ یعنے خداوندا اُس زمانہ سے پناہ مانگتا ہون جسمین علیؑ نہون۔

کیون جوہر صاحب جس کا سینہ بدعائے رسول اللہ نور ہدایت سے معمور۔ اور زبان حق سے مماثلت و مناسبت کلی رکھتی ہو اور خلیفہ ثانی کے عہد مین ایسے مسئلہ لاینحل کا انکشاف و اسرار نہانی کا اظہار ہو اُس سے مسئلہ توریث جد مین اختلاف ہو۔ لا واللہ لا۔ یہہ محض کید عظیم اخوان الشیاطین ہے۔

ترمذی مین ابن سعد سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت علیؑ سے پوچھا کیا وجہ ہے آپ حدیث کرنے مین سب سے زائد ہین۔ جواب دیا کہ جب مین رسول خدا

سے پوچھتا تب بھی آپ جواب دیتے اور جب نہ پوچھتا تب بھی آنحضرت ابتدا فرماتے۔
ابوہریرہ کہتے ہین عمر خطاب فرمایا کرتے کہ علیؑ کے مثل کوئی قاضی نہین ابن مسعود کہتے ہین مدینہ والون مین سب سے زائد قاضی حضرت علیؑ تھے ابن عباس فرماتے ہین جب ہمین کوئی ثقہ حضرت علیؑ سے حدیث کرتا تو ہمکو عذر نہ ہوتا۔
سعید ابن المسیب کہتے ہین اس مشکل قضیہ مین جسمین علیؑ نہوتے عمر خطاب اللہ سے پناہ مانگتے تھے۔ سعید بن المسیب کہتے ہین کہ حضرت علیؑ کے سوا صحابہ مین ایسا نہ تھا جو سلونی کہتا ہو یعنے مجھ سے پوچھو ابن عساکر ابن مسعود سے روایت کرتا ہین سارے مدینہ والون مین سے علم فرائض مین دانا تر اور قاضی علیؑ ابن ابی طالب تھے۔
چوتھا جناب امیرؑ نے ایک زندیق کو آگ مین جلوا دیا۔ اس قصہ کو شریف مرتضے نے تنزیہ الانبیا والائمہ مین لکھا ہے۔
ترجمہ تحقیق جناب امیرؑ نے ایک شخص کو آگ مین جلا دیا جس نے لونڈی کے ساتھ اغلام کیا تھا۔ حالانکہ حدیث متفق علیہ مین سخت ممانعت ہے۔
قال رسول اللہ لا تعذبوا بعذاب اللہ۔ نہ عذاب کرو کسی پر آگ کا۔ پس جناب امیرؑ نے صریح خلاف حدیث عمل درآمد کیا۔
جواب۔ واقعی جناب امیرؑ نے زندیق لوطی کو اپنے حکم سے جلوا دیا سبب یہ ہے کہ جناب کو یہہ حدیث معلوم نہ تھی جب یہہ حدیث پہونچی اپنے سہو پر

ندامت فرمائی۔ مجتہد باوجود خطا کے بھی صواب کا مستحق ہوتا ہے اور انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے۔

ابوبکر کو بھی میراث جدہ معلوم نہ تھا۔ مغیرہ بن شعبہ و محمد بن مسلمہ سے سنکر آپ نے حکم میراث جاری کیا۔

ہم کہتے ہیں یہہ جواب جوہر کا صرف پردہ داری ابوبکر کے لیئے ہے کہ وہ میراث جدہ سے لاعلم تھے۔ تعجب ہے جو اعلم الناس باب مدینہ علم نبوت ہو اور بقول مخبر صادق قرآن کا ہمراز و ہمدم و ہمنفس ہو اُسے تیس سال تک حدیث نبوی سے لاعلمی رہے یہہ ممکن نہیں اور عقل بشر ہرگز قبول نہیں کر سکتی۔ اگر یہہ حدیث عذاب نار کی صحیح ہوتی تو ضرور آپ اُسی پر عمل کرتے کیونکہ آپ سے زیادہ قرآن و احادیث صحیحہ کا واقف کار کون ہو سکتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ یہہ حدیث موضوعی بعد خلافت جناب امیر عہد بنی امیہ میں صرف الزام دہی کے واسطے بنائی گئی۔ حدیث سنکر اپنے سہو سے ندامت فرمانا کس کتاب میں لکھا ہے کچھ بھی تو حوالہ دینا تھا ایسی اول جلول باتیں بک دینا بجز مجذوبانہ بڑ کے اور کیا سمجھا جاوے دعوے بے دلیل قبول خرد نہیں۔

جو سزا جناب امیر نے دی بہت ہی بجا اور مطابق شریعت خدا و رسول ہے۔ تمہارا سچ تو تب ظاہر ہوتا کہ جہاں جناب علم الہدیٰ نے زندیق لوطی کو جلانا تنزیہ الانبیا میں تحریر فرمایا ہے وہاں جواب اور دلائل معقول بھی لکھے ہیں اُن میں سے کچھ بھی لکھتے تو دانستہ دروغ معلوم ہو جاتا مگر نواصب اور تم کو صرف اعتراض عذاب نار کا ہے اور بیساختہ دل کڑھتا ہے کیا کہیئے زمانہ ماسبق میں جناب امیر کو صبر و سکوت کی ہدایت تھی ورنہ بڑے بڑے ریشائیل پیر نابالغ اس مرض میں مبتلا تھے وہ بھی جلا کر

راکھ کا ڈھیر کر دیئے جاتے ۔

صراح و غیاث اللغات وغیرہ دیکھو اس فعل کو علت مشایخ سے مناسبت دیتی ہے بلکہ اصلی معنے ہی علت مشایخ کے لکھدیئے ہیں ۔

چونکہ بنی عباسیہ کے زمانہ میں عورتوں کے ساتھ لواطہ کرنا از حد رائج تھا اسواسطے محدثین اہل سنت نے یہہ روایت بنائی کہ آیہ نساء کم حرث لکم اسی بارے میں نازل ہوا کہ عورتوں کی دبر میں جماع کرو جسکی قباحت پر متنبہ ہو کر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکالدیا ۔ مگر ابوحنیفہ نے عام فتوے دیدیا کہ عورتوں کے ساتھ لواطہ جائز ہے اور اوس کی کوئی اصلاح بھی نہ کر سکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الآثار میں لکھتے ہیں کہ کہا عبدالرحمن بن قاسم نے میں نے کسی ایسے شخص کو جو قابل اقتدا ہو امر دین میں ایسا نپایا جو اس میں شک کرتا ہو کہ عورتوں کی دبر میں وطی کرنا حلال ہے بعد اُس کے اسی آیت کی تلاوت کی اور کہا کہ اب اس سے بڑھ کر کونسی آیت صاف ہو گی اور عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ اگر وطی کرے اپنے غلام کی دبر میں یا لونڈی کی دبر میں یا عورت کی دبر میں تو اُس پر حد نہیں ۔ اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں لاحول و لاقوۃ الا باللہ ۔

پانچواں جناب امیر نے ایک شرابی پر حد شرع جاری کی اور وہ مر گیا تو آپ نے اُسکے ورثا کو دیت عطا کی ۔ پس جناب کو اپنی رائے پر شبہہ ہوا جو ورثا سے متوفی کو دیت دی ۔

جواب ۔ دیت ورثا کو بنظر احتیاط دی نہ از راہ شک اگر شک ہی ہوتا تو حد کیوں جاری فرماتے پس احتیاط فرمانا باعث کمال تقوے ہے ۔ اللہ تعالی فرماتا ہے

أولئك هم المتقون خبر ہی صحیح ۔

چھٹا ۔ جناب امیر نے ولید بن عقبہ کے صرف چالیس کہ نصف حد ہے دُرّے لگوا کر بپاس قرابت عثمان چھوڑ دیا ۔ حالانکہ یہہ فعل مخالف کتاب اللہ وسنت ہوا ۔

جواب ۔ اس لیئے نصف حد جاری کی کہ ایک شاہد نے شراب پینے کی دوسرے نے قے کردینے کی شہادت دی پینا نہ پینا برابر ہوا پس نہ مخالفت کتاب اللہ نہ رعایت رشتہ داری عثمان ۔

ساتوان ۔ ایک مجرم نے اپنے جرم سے اقرار کیا اور اپنے اوپر حد جاری ہونکی درخواست کی مگر جناب امیر نے بغیر قصاص چھوڑ دیا ۔

جواب جوہر ۔ مقتول کے ورثا نے اُس مجرم پر قصاص نہ چاہا جناب نے اپنی رائے سے مجرم کو نہیں چھوڑا ۔

آٹھوان ۔ سولاۃ حاطب کو سنگسار کیا ۔ حالانکہ وہ لونڈی تھی جس پر رجم نہین ۔

جواب جوہر ۔ حاطب نے لونڈی کو آزاد کردیا تھا ۔ پس آزاد پر حد جاری کیا جانا شرع شریف مین جائز ہے ۔

نوان ۔ ایک چور کی بجائے ہاتھ کے اونگلیان خنجر سے کٹوا دین ۔

جواب جوہر ۔ یہہ قصور جلاد کا تھا جو حکم کو اچھی طرح نہ سمجھا ۔

دسوان ۔ جناب امیر نے بچون کی شہادت منظور کی حالانکہ نصّ قرآن کے خلاف ہے ۔

جواب جوہر۔ وہ بچوں کا معاملہ تھا اور بوڑہا و جوان کوئی واقف کار نہ تھا۔

گیارہوان۔ ایک دو چشم نے یک چشم کی آنکھ پھوڑ ڈالی قصاص میں ظالم کی دونو آنکھیں پھوڑ نے کا حکم دیا گیا۔

جواب جوہر۔ مظلوم یک چشم کی آنکھ حکم دو آنکھ کا رکھتی تھی۔

بارہوان۔ جناب امیرؑ نے حد سرقہ ایک نا بالغ بچہ پر جاری کی حالانکہ وہ مرفوع القلم ہیں۔

جواب جوہر۔ تادیباً و تنبیہاً ایسی سزا جائز ہے۔

تیرہوان۔ ایک چور نے حضور میں جناب امیرؑ کے حاضر ہو کر جرم کا اقرار کیا۔ اور حد جاری ہونے کی درخواست کی۔ جناب نے بغیر قصاص کے چھوڑ دیا۔ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے۔

جواب جوہر۔ اسکا ذکر کتب اہل سنت میں نہیں ابن بابویہ قمی شیعہ نے اپنی کتاب مستند میں لکھا ہے شیعون سے جواب لینا چاہئیے۔

ابن بابویہ قمی علیہ الرحمۃ نے جہان یہہ حال لکھا ہے وہان وجوہ رہائی بھی درج کیئے ہین۔ اونکو تم نے کیون ترک کیا۔ مقر بجرم فاتر العقل تھا کوئی مدعی نہ تھا کوئی مال چوری نہ گیا تھا پس کیونکر سزا ہوتی۔

چودہوان۔ نجاشی حارثی شاعر کو لوگ جناب امیرؑ کے روبرو پکڑ لائے جس نے رمضان المبارک میں شراب پی تھی آپ نے حد سے بیس درّے زیادہ لگوائے حد الٰہی میں زیادتی کی۔

جواب جوہر - اس روایت کو بھی ابن بابویہ قمی نے لکھا ہے شیعوں پر جواب دہی فرض ہے - مگر رمضان کی حرمت سمجھکر جناب امیر نے بیس درّے زیادہ لگوا دیئے ہونگے مگر یہہ بات محض لغو ہے اور جناب امیر کی ہجو -

ہم کہتے ہیں ابن بابویہ علیہ الرحمتہ نے قول نواصب کی نقل کر کے جواب لکھا ہے کہ انکا اعتراض زیادتی درّونکا محض بے جا ہے اور اتہام - جناب امیر نے حد الہی کے مطابق سزا دی ہو -

پندرہواں - جناب امیر نے دعوی الوہیت کیا جیسا کتب سنی و شیعہ میں مرقوم ہے الست بربکم وان امنشی الارواح وانا حی لایموت پس جناب دائرہ اسلام سے خارج ہوئے

جواب جوہر - یہہ قول نواصب کا محض خلاف ہے اس کا مذکور کتب معتبرہ اہل سنت میں مطلق نہیں اور نہ کوئی سنی المذہب اس بات کا معتقد ہے کہ جناب امیر نے کلمہ شرک اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہو - ہاں اس قسم کے عقائد پر سکائد البتہ ابن سبا کے چیلوں نے اپنی کتب مستندہ میں درج کیئے ہیں پس اس کا جواب بھی فرقہ عبد السبابہ کے ہی ذمہ ہوگا - اگر بفرض محال یہہ اتہام تسلیم بھی کر لیا جاوے تو اہلسنت کی طرف سے یہہ جواب قرین مصلحت ہوگا کہ اکثر یہہ حالت اولیائے کرام و صوفیان عظام پر طاری و ساری ہوا کرتی ہے چنانچہ حدیث متفق علیہ میں واقع ہے - انت عبدی و انا ربک اخطا من شدۃ الفرح - تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں خطا کی میں نے غلبہ خوشی میں - پس جو امر عالم بیخودی میں سرزد ہو اُس پر طعن کرنا خود ہی مورد لعن بنتا ہے - جن اولیائے اللہ کی نسبت نواصب کو بھی حسن عقیدت

سے ہے اُن مین سے بعض نے اس قسم کے کلمات عالم بیخودی مین اپنی زبان سے نکالے
ہین۔ پس یہہ الزام صریح اتہام جناب امیر پر کہ سرور اولیا ہین ہرگز عائد نہین ہوسکتا
اور اگر نعوذ باللہ ہوسکتا ہے تو وہ اولیا اللہ جن کی ولایت کا نواصب کو بھی بدل اقرار
ہے اس الزام سے بری نہین ہوسکتے اپنی کتب سیر کی سیر کرو۔
ہم کہتے ہین جوہر نافہم نے باوصف انکار اقرار بھی کر لیا۔ اور حدیث متفق علیہ بھی
پیش کردی اور نواصب کے اولیائے مقبولہ کا حوالہ بھی دیدیا کہ اُن کے اولیا نے
بھی اس قسم کے کلمے زبان سے نکالے ہین۔ پس فرقہ عبد السبائیہ و ابن سبا کے
چیلون مین خود ہی باقرار خود شامل ہوگئے ع بہادو وہ جو سرپہ چڑھ کے بولے۔
ہمارا جواب یہہ ہے فرقہ حقہ اثنا عشریہ کی کتابون مین اس قول جناب امیرؑ کا سایہ بھی نہین ہے
نہ اس فرقہ ناجیہ کا اس پہ اعتقاد کہ جناب امیرؑ نے دعوئے الوہیت کیا نعوذ باللہ وہ قاطع
شرک تھے اور قاتل مشرکین۔ دیکھو خانہ کعبہ مین رسولؐ خدا کے دوش مبارک
پہ سوار ہوکر لات و ہبل وغیرہ بتون کو توڑ پھوڑ کر خاک مین ملادیا ٥

علیؑ بر دوش احمدؐ چشم بد دور عیان شد معنئے نورٌ علی نور

جس نے اون کو خدا کہا اوسے جلا کر راکھ کر دیا۔ ہان ایسے اقوال شیطانی عبد النعمانی
ابو حنیفہ کے چیلون کی کتابون مین بہ کثرت مرقوم ہین اور انہین کے ہر گدائے دریوزہ
گرد سنگ نوش خرقہ پوش کو دعوئے انا الحق و انا ربٌ کرنے کا استحقاق ہے
جو باعلان کر رہے ہین دیکھو کتب حال و قال اپنے صوفیائے کرام کی اور واقعات
تاریخی منصور حلاج وغیرہ پس جبکہ دُھنئے جولاہہ دنکو انا الحق کہنے کا حوصلہ ہے
تو شرفائے قوم کو اس سے بھی بڑہ کر کوئی کلمہ کہدینا کیا عجب ہے۔

جوہر الایقان مصنفہ مولوی مفتی حکیم محمد عبدالکریم دہلوی سنی المذہب مین آنحضرتؐ سے
صحیح حدیث درج ہے لا انی لارجو لامتی فے حبہم لابی بکر وعمر ما ارجو لہم فی قول لا الہ الا اللہ
ترجمہ - اسلیئے کہ مجھکو اپنی اُمت سے ابوبکر وعمر کے ساتھ محبت کرنے مین وہ امید ہے
کہ لا الہ الا اللہ کہنے مین وہ امید نہین ہے انتہیٰ -

اب فرمایئے ابوبکر وعمر کی محبت لا الہ الا اللہ کہنے سے بدرجہا بڑھ گئی خود رسول اللہ کی
نسبت چہ جائے اُمتیان پس اس فرقہ عبدالنعمانی مین دعوے الوہیت ونبوت
کرنا کیا بعید ہے اور رسول خدا کی نسبت بھی احمد بے میم وغیرہ کہا جاتا ہے اور
مولود وغیرہ مین پڑہا جاتا ہے ہم کو طول فضول کا خوف ہے ورنہ صدہا قول نقل کرتے
جسے دیکھنا ہو کتب صوفیہ مین ایسے دعوے ہزارون دیکھ لے -

سولھوان - جناب امیرؑ نے عراق ویمن وعمان کی امارت پر اپنے اقربا
کو مقرر کیا اور طلحہ وزبیر کہ اصحاب بدر سے تھے کوفہ وبصرہ کی امارت پر پسند
نہ کیئے گئے -

جواب جوہر - رشتہ داران با اعتبار کا مقرر کرنا بہتر ہے اُن اغیار سے جو
اطاعت مین پہلو تہی کرین چنانچہ ایسا ہی عثمان بن عفان نے اپنی خلافت مین کیا تھا
یہ جواب پردہ داری عثمان کے لیئے ہے مگر ہم اتفاق نہین کرتے - جناب امیرؑ نے
عبداللہ ابن عباس کو کہ ابن عم رسول اللہ بھی تھے امارت دی اور محمد بن ابوبکر کو جو
خلیفہ اول کے لخت جگر تھے اور کسی رشتہ دار کو امارت پر ماسور کرنا بتلاؤ مثل
عثمان کے جنھون نے بنی اُمیہ خاص الخاص اپنے قرابت دارون کو تمام ممالک
محروسہ پر قابض کر دیا - اور بیت المال المخاشیر باد ہو گیا - دیکھو تاریخ اعثم کوفی

وغیرہ ولید بن عقبہ شرابخور کو حاکم کوفہ بنایا جو ہمیشہ حالت نماز میں مخمور و مست رہتا
اور کہتا اگر کہو اور دو رکعت پڑہا دوں مروان بن حاکم طرید رسول اللہ تھا اُس کی حرکات
اُس کی شرارتوں کو دیکھ کر آنحضرتؐ نے مدینہ سے نکلوا دیا اور فرمایا یہہ
مروان وہ ہے جو کتاب اللہ مین منافقت وطریقہ رسول اللہ مین مخالفت پیدا کریگا
چنانچہ ابوبکر و عمر نے بھی مروان کو اور دور تک نکلوایا مگر عثمان غنی نے جنکو صلہ
رحمی کا بڑا خیال تھا نہ رسول اللہ کی سنت پر عمل کیا نہ سیرت شیخین پر باوصف علم
حدیث مخبر صادق دربارہ منافقت و مخالفت کتاب اللہ طریقہ رسول اللہ پھر اسی کو اپنا
وزیر در کن اعظم مہمات مالی و ملکی بنایا نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسولؐ آخر کتاب اللہ
مین منافقت و طریقہ رسول اللہ مین مخالفت جو اِن ذات شریف نے کی اظہر من الشمس
وابین من الامس ہے نہ انکا وجود نالبود دنیا مین ہوتا نہ اسلام کی یہہ گت ہوتی -

سترہوان - یہہ کہ قاتلان عثمان شہید مظلوم سے قصاص نہ لیا حالانکہ
قرآن مجید مین النفس بالنفس واقع ہے پس درصورت اغماض جناب امیرؑ
گنہگار ٹھہرے -

جواب جوہر - جناب امیرؑ پر قاتلان عثمان سے قصاص لینا اُس وقت فرض تھا
جبکہ ورثائے مقتول قاتل کا نشان دیتے قطع نظر اس کے خلیفہ پر عدل واجب ہے
نہ تلاش قاتل -

ہم کہتے ہین جبکہ عائشہ صدیقہ مجتہدہ نے باعلان فتوے قتل عثمان اقتلوا النعثل کا دیدیا
اور خود عثمان خلیفہ وقت نے اپنے ارتداد و عمل کتاب اللہ و شریعت محمدی پر نہ کرنے
کا اقرار کرکے اصحاب جلیل القدر کے روبرو توبہ کی بلکہ تحریری توبہ نامہ باقرار

عدم عمل کتاب اللہ و شریعت محمدی لکھدیا اور بعد از توبہ نامہ کے بھی اپنے حرکات و عادات سے باز نہ آئے اور اُنہی ارتداد پر مصر رہے جیسا ہم نے تاریخ اعثم کوفی سے نامہ توبہ نامہ بجنسہ نقل کر کے صفحہ ۱۴۱ اوّلین دکھلایا ہے تو شرعاً و عرفاً اونکا قتل جائز ہوا پھر قصاص کیسا اور تلاش قاتل کو۔

اٹھارہوان۔ یہہ کہ ابو موسے اشعری کے گھر کو آگ لگوا کر جلوا دیا اور سارا مال و اسباب اُنکا لٹوا دیا۔ جناب امیر نے زیادتی کی۔

جواب۔ جوہر۔ تاریخ طبری مین یہہ معاملہ اس طرح مسطور ہے کہ مالک اشتر و اُنکے غلامون نمک حرام نے گھر مین آگ لگادی اور سارا مال و متاع لوٹ لیا اس امر کی جناب امیر کو مطلق خبر نہ تھی زیادتی کیسی۔

ہم کہتے ہین ابو موسے اشعری سادہ لوح دور از عقل کے سبب سے خلافت حقہ درہم و برہم ہوگئی اور معاویہ شامی کیطرف خلق رجوع ہوگئی۔ پس اگر ایسے آدمی کو بھی گھر کے ساتھ ہی جلا دیتے تو خوب ہوتا کیونکہ جس کی ذات سے اسلام مین فساد عظیم واقع ہوا اُس کی سزا یہی تھی۔

مالک اشتر و اُنکے غلام نمک حلال با وفا نے بہت ہی اچھا کیا ابو موسے اشعری کو بھی خاکستر کر دیتے تو لطف ہوتا۔

اُنیسوان۔ یہہ کہ ابو مسعود انصاری کی جناب امیر نے اہانت کی گنہگار ہوئے۔

جواب۔ جوہر۔ جناب امیر نے ابو مسعود کی اہانت اسوجہ سے کی کہ وہ طرفداری باغیون کی کرتے تھے تنبیہ مین گناہ کیا ہے۔

ہم کہتے ہین جبکہ باغیان خلافت کا قتل و قمع جناب امیر پر فرض تھا تو اُنکے

طرفہ اینکہ راز دار صلاح کار سب قتل کے مستحق تھے انصار ہی ہون یا مہاجر۔

کیون جوہر ناظم۔ ابوہریرہ سے صحابی جلیل القدر صحابی رسولؐ کو صرف صحیح حدیث نبوی بیان کرنے کی علت مین خلیفہ ثانی نے اتنے کوڑے لگوائے کہ بیچارے کی پیٹھ لہو لہان ہو گئی۔

ابوذر غفاری مصاحب خاص رسولؐ اللہ کو خلیفہ ثالث نے شام سے مدینہ تک برہنہ اونٹ پر لا کر جلا وطن کر دیا۔ عمار یاسر کو خود خلیفہ نے اتنی ٹھوکرین مارین کہ ان کو عارضہ فتق کا ہو گیا۔ یہہ نظیرین آپ نے نہ لکھین۔ ابو مسعود کی اہانت پر یہہ قیل و قال۔

بیسوان یہہ کہ جناب امیرؑ نے اپنے حقیقی بھائی حضرت عقیل کو اس درجہ ناراض کیا کہ وہ جناب کے دشمن سے جا ملے۔

جواب جوہر۔ جو رنجش فیمابین جناب امیرؑ و حضرت عقیل کے ہوئی وہ بمقتضائے بشریت تھی جیسے درمیان حضرت موسےؑ و حضرت ہارونؑ اور باہم ابوبکر و عمر شیخین۔

بخاری مین ابودردا سے روایت ہے کہ ایک بار باہم ابوبکر و عمر رنج ہو گیا ابوبکر آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھ سے اور عمر سے کچھ گفتگو ہوئی اور رنجش ہو گئی مین ان پر غصہ ہوا اگرچہ بعد کو مین خود شرمندہ ہو کر عمر کے پاس قصور معاف کرانے گیا مگر انھون نے قصور معاف نہ کیا اس لیئے آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون اس عرصہ مین عمر بھی حاضر ہوئے۔ حضرتؐ کے چہرہ سے آثار غصہ نمودار ہوئے ابوبکر ڈرے اور زانوون پر کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ

عمر کا قصور نہین ہے بلکہ زیادتی میری جانب سے ہوئی تب حضرتؐ نے یہہ حدیث فرمائی۔
بخاری مین ابو درداء سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا البتہ خدا نے مجھے تمہاری
طرف بھیجا سو اول تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابوبکر نے کہا کہ سچا ہی اُس نے
میرے ساتھ اپنی جان اور مال سے سلوک کیا سو کیا تم لوگ میری ساتھی
کو میری خاطر سے چھوڑو گے۔
یہہ حدیث اس مصلحت سے لکھی گئی ہے گو کہ بظاہر نواصب کا جواب ہے مگر
دراصل بمقابلہ اہل تشیع خلافت بلافصل ابوبکر کا اثبات ہے۔ انتہٰے
جو ہر نادان پہر خلافت کا جرخہ لے بیٹھے۔ ہم کہتے ہین یہہ اعتراض ہے جو ہم
کا ساختہ ہے اسی حدیث کے لیئے جیسا انکو خود اقرار ہے ورنہ اس اعتراض کی اصل
ہی کیا ہے خانگی رنجشین آنحضرتؐ اور ازواج مقدسہ کی دیکھو جن کو ہم نے مختصر لکھا ہی
تب آنکھین کھلین گو کہ ہم اُن کی تصدیق نہین کر سکتے مگر تمہاری کتابون مین مفخریہ درج ہے
اس لیئے تم کو اُنپر اعتبار کرنا چاہیئے۔ رہا حدیث سے اثبات خلافت بلافصل جبکہ
وہ حدیثین جن مین صاف الفاظ مین ابوبکر کا خلیفہ بنانا کہا گیا ہے کارآمد نہوئین تو یہہ
حدیث کیا مفید ہوگی جس مین خلافت کا ذکر ہی نہین۔
خدا نے آیۂ والسابقون الاولون مین مہاجر و انصار دونون کی قید لگا دی ہے
تصدیق رسالت اول ہو۔ یا بعد ہجرت سبقت اسلام ابوبکر کس کام کی رہی اور وہ حدیث
حضرت ابوذر غفاری صادق القول بقول مخبر صادق کس اصول سے خارج از بحث
قرار پائی جو ابو طلحہ سے بیان کی گئی کہ حضرت علیؑ سابق الاسلام و صدیق اکبر فاروق
اعظم و یعسوب دین ہین۔

ابو درداکو بمقابلہ حضرت ابو ذر غفاری کیا وقعت ہوسکتی ہے معلوم نہیں کس حیثیت کی سوالی ہیں -

اکیسوان - یہہ کہ جناب امیر نے دو مرتبہ عمداً نماز فرض ترک کی مرتکب کبیرہ ہوے اگر کہیں کہ معذوری تھی تو در صورت عذر معقول حاجت ردشمس کیا ہے -

جواب جوہر کتب معتبرہ اہل سنت مین ردشمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہیں مگر اہل تشیع کی معتبر کتب مین اس قصہ کا مذکور ہے پس اسکا جواب اُنہین کے ذمہ ہے - اگر شواہد ملا جامی کا حوالہ دیا جائے کہ جناب امیر کے لئے دوبار ردشمس ہوا تو جواب یہہ ہے کہ وہ شیعون کی الحاقی کارروائی ہے کسی مفتری نے پشت کتاب پر لکھکر چھپوادی ہوگی -

بیان جوہر تم ایسا گریز کرتے ہو جیسا جنگ اُحد وحنین سے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے -

ہم پوچھتے ہین یہہ قصے ردشمس شواہد ملا جامی کے پشت کتاب پر درج ہین یعنے اوراق علیحدہ پر شیعون نے چھپوا کر اسمین چسپان کردیا یا پشت بہ پشت سے کتاب مذکور کے بین بین لکھے ہین - اور ابتدائے تصنیف سے ابتک نسخہ ہائے قلمی ومطبوعہ دونو مین موجود -

پس تمہارے پاس جو کتاب ہے اُس کی پشت پر شیعون کی الحاقی کارروائی ہوئی تمہین کو اس کی خبر ہوگی دوسرے کو کیا خبر -

افسوس ہے ایسی روایات صحیحہ سے خلاف عقاید اہل سنت تم منکر ہوتے ہو اور اپنے علماے

متقدمین و متاخرین کو جھوٹا بناتے ہو۔

ہم کہتے ہیں اگر رد شمس ہوا تو نماز بھی ترک ہوئی اگر رد شمس نہیں ہوا تو نماز کا ترک ہونا بھی محال دونو لازم و ملزوم اور پہلے رد شمس میں تو جناب رسولؐ خدا کی دعا کی اجابت ہے کیونکہ آنحضرتؐ حضرت علیؑ کے زانو پر فرق مبارک رکھ کر سو گئے۔ عصر کا وقت تمام ہو گیا۔ آنحضرتؐ بیدار ہوئے! پوچھا یا علیؑ تم نے نماز عصر پڑھی آپ نے عرض کی اطاعت رسولؐ میں تھا۔ اس لئے وقت جاتا رہا آنحضرتؐ نے دعا کی آفتاب قریب غروب تھا کچھ اوپر آگیا حضرت علیؑ نے نماز ادا کی پھر آفتاب غروب ہو گیا پس اجابت دعائے نبوی کا کیوں انکار ہے۔

دوسری بار جنگ صفین میں خود حضرت علیؑ کی دعا سے آفتاب کی رجعت ہوئی کہ وہاں بھی بوجہ قتال نواصب و خوارج شامیان بدبخت نماز کا وقت باقی نہ رہا تھا۔ گو کہ عذر معقول تھا مگر نواصب و خوارج نامعقول کے کید عظیم و کور باطنی پر خیال کر کے خدائے قادر کی قدرت و جلالت اپنی مقبولیت و خصوصیت دعا کی اجابت کا جلوہ دکھا دیا کہ یہ نہ کہنا نماز فرض ترک ہوئی اور ترک ہوئی تو برجعت آفتاب غدا نے ادا کرا دی۔ یہ اُسکا فضل اُس کی عطا اُس کی بندہ نوازی

ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

رسولؐ خدا کی نماز پر جو اہل سنت اعتراض کرتے ہیں اُس کی خبر نہیں کہ نماز ظہر میں دو رکعت پڑھی جب لوگوں نے یاد دلایا تو آپ نے اعادہ کیا اور پوری جماعت ادا کی تف برین بے شرمی کہ جن انفاس قدسیہ پر نماز کو خود ناز ہو اُن پر ترک نماز کا اتہام ہیچ ہذیان۔

بائیسواں یہہ کہ جناب امیر معصوم تھے تو ہمیشہ یہہ کیوں فرمایا کرتے کہ مجھپر شیطان
ونفس غالب رہتا ہے۔
جواب۔ جوہر۔ ہرگز ہرگز جناب امیر و نیز دیگر ائمہ کو اہل سنت معصوم نہیں جانتے
اسکا جواب بھی شیعوں سے دریافت کرنا چاہیئے نہ اہل سنت سے
ہم سے کہتے ہیں بعض اہل سنت انبیا علیہم السلام کو معصوم نہیں سمجھتے۔ جوہر کج فہم خدا ہی
کو جملہ مخلوق کے معاصی و سیئات کا مخزن و فاعل و صانع و موجد قرار دیتے ہیں
پس حضرت علیؑ کی معصومیت کا کیوں اقرار کرینگے۔ مگر ہاں شیعہ اہل حق جنکو تمیز حق
و باطل و شناخت عاصی و معصوم ہے وہ ثابت کرتے ہیں اور کور باطنوں کو نور
کی تجلی نار کی تاریکی دکھا دیتے ہیں۔
دیکھو مسند احمد حنبل اور مناقب ابن مغازلی شافعی اور مودات سید علی ہمدانی اور
مستدرک حاکم اور جمع بین الصحاح الستہ وغیرہ کتب کثیرہ اہل سنت کہ فرمایا آنحضرت
رسول خدا نے انا و علی من نور واحد والحسن والحسین نوران من نور رب العلمین
والفاطمۃ بضعۃ منی۔ یعنی میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں اور حسنؑ و حسینؑ دونوں نور
پروردگار سے ہیں۔ اور فاطمہؑ ٹکڑا میرے جگر کا ہے۔
اور دیکھو احادیث معتبرۂ اہل سنت انا و علی من نور واحد اور من شجرۃ واحدۃ
اور الفاطمۃ بضعۃ منی اور حسنؑ و حسینؑ ریحانتاے فی الدنیا والاخرۃ اور یا علیؑ
انت وارثی اور جسمک جسمی روحک روحی وحربک حربی اور انی حرب لمن حاربکم
وسلم لمن سالمہم۔ وغیرہ احادیث کثیرہ و متواترہ متفق علیہا۔
اور دیکھو انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔

یعنی نہین چاہتاہی اللہ مگر یہہ کہ لیجاوے تم سے نجاست یعنی ہر طرحکے گناہ اور غصہ اور سختی کو اے اہل بیت اور پاک رکھے تم کو پاک رکھنا۔

چنانچہ صحیح ترمذی اور صحیح موطا اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور جامع الاصول اور مشکوٰۃ شریف اور مسند احمد حنبل اور معجم کبیر طبرانی اور وسیط واحدی اور جمع بین الصحاح الستہ رزین العبدری اور جمع بین الصحیحین حمیدی اور صحیح نسائی اور مفتاح النجا اور نزل الابرار مرزا محمد معتمد خان بدخشی اور مودات سید علیؑ ہمدانی شافعی اور مناقب ابن مغازلی وغیرہم مین ـــ

اور راویان معتمد اور متواتر انس بن مالک اور عبد اللہ ابن عباس اور سعد وقاص اور ابی سعید خدری اور واثلہ بن اصقع اور ام المومنین جناب عائشہ اور حضرت ام سلمہ وغیرہا سے ثابت اور متحقق ہے کہ آنحضرتؐ ایک چادر اوڑہے ہوئے تھے بلکہ جناب عائشہ سے صحیح مسلم مین رنگ بھی چادر کا لکھا ہے کہ منقش سیاہ بالون کی تھی کہ جناب مولائے مومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور سیدۃ النسا العٰلمین حضرت فاطمہؑ زہرا اور دونون شاہزادون حضرات حسنین علیہم السلام کو چادر کے اندر لیکر یہہ آیت پڑہی۔

اور صحیح ترمذی وموطا والوداود وجامع الاصول مین انس بن مالک سے مروی ہے کہ بعد نزول اس آیہ کریمہ کے چھ مہینے تک آنحضرتؐ ہر صبح کو جناب سیدہ دوجہان کے دروازہ پر آکر فرماتے الصلواۃ الصلواۃ اہل بیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل بیت و یطھرکم تطھیرا۔

مسند احمد حنبل مین حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے چادر ون

صاحبون کو چادر مین داخل کرکے فرمایا اللهم هؤلاء آل محمد فاجعل صلواتك و برکاتك علی محمد و آل محمد انك حمید مجید ۔ یعنی یا خدا یہہ ہین آل میری پس گردان تو درود اور برکات اپنی اوپر محمد اور آل محمد کے تحقیق تو شکر کیا گیا بزرگ ہے ۔

طالب حق اور رتبہ شناس اہل بیت رسول برحق پر واضح ہو کہ احادیث متکاثرہ و متواترہ صاف صاف بغیر کسی احتمال شبہہ کے فریقین سنی و شیعہ سے یہان موجود ہین کسی کو مجال دم زدن نہین جنسے اہل بیت اور معصوم ہونا انہین نوری جسم بے حجاب و شبہہ ہویدا ہے اور ظاہر ہے کہ جب یہہ معصوم ہین تو یہہ جنکو معصوم کہین وہ معصوم اور جسے عاصی و مذموم کہین وہ عاصی و مذموم اگر عنایت الہی شامل حال ہو تو سب طرح کے وساوس شیطانی اور نفسانی سے محفوظ رہے جسے کسی جاہل یا عالم مبتلائے وساوس سے کے دہوکے مین نہ آوے ۔

مصابیح بغوی مین اور تفسیر ابو العباس اسفرائنی مین کہ مفسر جلیل القدر اور شیخ معتمد القول سنت جماعت کے ہین حدیث معتبرہ و صحیح وارد ہے کہ جس وقت داخل کیا پیغمبر خدا نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کو عبائے مبارک مین تو فرمایا اللهم هؤلاء اهل بیتی و خاصتی اطهار عترتی واطائب ذریتی من لحمی و دمی الیك لا الی النار اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا ۔ یعنی یا خدا یہہ ہین اہل بیت میرے اور خاص عترت میری اور طیب فرزند میرے گوشت میرے سے اور لہو میرے سے طرف تیری نہ طرف آگ کے لیجا تو ان سے ہر طرح کے گناہ اور طاہر

کیونکہ تو انکو ظاہر رکھنا۔
صاحب روضۃ الاحباب معتمد اور موثقین سنت جماعت سے تحفۃ الاحباب مین پانچ چیزین اہی قسم کی لکہ کر لکہتے ہین کہ بہ تحقیق تمام ثابت ہی کہ آیت تطہیر انہین پانچ تون کی شان مین نازل ہے اور اسی واسطے انہین آل عبا کہتے ہین جیسا کہ شیخ شہاب الدین وغیرہ نے بتصریح لکہا ہے اور ابن مردویہ صاحب مناقب نہایت معتبر مشاہیر کبرائے موثقہ سنت جماعت سے لکہتے ہین کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا رسول خدا نے خمسۃ منا معصومون انا و علیؑ و فاطمۃ والحسنؑ والحسینؑ یعنے پانچ ہم معصوم ہین۔
مودات سید علی ہمدانی مین ہے عن اصبح عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ یقول انا و علی والحسن والحسین تسعۃ ولد الحسین مطہرون و معصومون۔
ابن عباس کہتے ہین مین نے اپنے کانون سنا کہ فرمایا رسولؐ خدا نے کہ مین اور علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور نو شخص اولاد حسینؑ سے مطہر و معصوم ہین۔
واضح ہو کہ حدیث مرویہ ابن مردویہ باعتبار معصومین موجودہ وقت اور حدیث مرویہ سید علی ہمدانی واسطے بالقوۃ ان معصومون کے جو اولاد اور ذریت حسینؑ مین پیدا ہونے والے تھے۔ طالبان حق دیکہو کہ اس حدیث بین کی طرح مجال چون و چرا اور لیت و لعل و احتمال دلائل و ضعیفہ والائیون کی کسی کو باقی نہین ۵
سکتی الصاف شرط ہے سنا ہے اس مقام کے ہے جو شیخ شہاب الدین دولت آبادی بذکر منشور سادات باب ششم مین نقلاً تفسیر سجاری سے تفسیر پارہ مین لکہتے ہین بعینہ نقل کیجاتی ہی فی تفسیر سجاری۔

ہرگاہ این آیت مباہلہ نازل شد مصطفیٰ ؐ گلیم مخطط بر سر گرفت و زیر آن بنشست و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ را بہ نشاند۔ چون از مباہلہ فارغ شد جبرئیلؑ بیامد و گفت یا محمدؐ آنانکہ با تو در مباہلہ بودند فرمانست تا بر سر ایشان منشور کنم تا مردمان ایشانرا عزیز و کرم دارند پس جبرئیلؑ بر سر مصطفیٰ ؐ دو جعد بافت و تشریح داد و مقدار سر انگشت موئے ہا پراگندہ بگذاشت و مہر کردہ پس مصطفیٰ ؐ بر سر علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ دو تا جعد کردہ فرمود این بر شما سنت گردانیدم و بر اولاد شما کہ از فاطمہؑ اند پس جبرئیلؑ گفت این یا محمدؐ من نیز با تو در مباہلہ بودم موافقت کردہ ام و خادم خانہ توام و علیؑ را در جنگ یاری دادہ ام و گہوارہ حسنؑ و حسینؑ جنبانیدہ ام مرا از اہل خاندان خود قبول فرمائی بر سر من جعد ہا کن تا فرشتگان ملائے اعلے مرا اہل خاندان تو دانند ہمین دعا و حدیث الہی بحرمۃ خمسۃ ان الذین سادسہم جبرئیل یعنی یا خدا بحرمت پنجتن و ششم جبرئیلؑ۔ پس مصطفیٰ ؐ بر سر جبرئیلؑ جعد ہا کردہ۔

تاریخ منشر ابوالقاسم میں ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب شاہ ولایت سے فرمایا کہ اے علیؑ بغیر تمہاری فرزندون کے جو فاطمہؑ سے ہون کسی کو منشور روا نہین۔

اب شیطان کا غلبہ و مغلوبیت ہمارا جواب ہے کہ انبیاؑ و اوصیاؑ معصومین سے ہمزلون ہمیہ مردود و دور رہتا ہے مگر بہ اعتقاد اہل سنت انبیاؑ کی حضوری شیطان کو حاصل رہتی ہے۔

ترمذی میں بریدہ اسلمی سے روایت ہے آنحضرتؐ کے حضور مین ایک چھوکری حبشیہ دف بجا کر گا رہی تھی ابوبکر عثمان علیؑ بہ اوقات مختلف آئے وہ دف بجاتی گاتی رہی بعدہ عمر خطاب آئے اُس نے دف کو چوتڑون کے

نیچے چھپا لیا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمر تم سے شیطان ڈرتا ہے کیونکہ میرے سامنے چھوکری دف بجاتی رہی ابوبکر علی عثمان آئے اس نے خوف نہ کیا تم کو دیکھ کر خاموش ہوگئی۔

ترمذی میں عائشہ سے روایت ہے میں نے بچوں کا شور سنا آنحضرتؐ تشریف رکھتے تھے کھڑے ہو گئے ایک حبشیہ عورت اچھل کود رہی تھی آنحضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ آؤ تماشہ دیکھو میں آئی اور حضرتؐ کے مونڈھے پر اپنے رخسارے رکھ کر تماشہ دیکھنے لگی حضرتؐ نے فرمایا سیر ہوگئیں میں نے کہا نہیں دیر کے بعد عمر خطاب نمودار ہوئے اور لوگ متفرق ہو گئے حضرتؐ نے فرمایا میں جنی اور انسی شیطانوں کو عمر سے بھاگتا دیکھتا ہوں۔

ترمذی میں ابن عساکر سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو موسے اشعری کو حضرت عمر کی خبر نہ معلوم ہوئی وہ ایک ایسی عورت کے پاس آئے جس کے پیٹ میں شیطان بولتا تھا ابو موسے نے اسی عورت سے عمر کی خبر پوچھی اس نے کہا تم ٹھہر جاؤ میرا شیطان میرے پاس آجاوے جب شیطان آیا تو پھر پوچھا شیطان نے کہا میں نے انہیں لنگی کا تہہ بند باندھے ہوئے چھوڑا ہے اب وہ صدقے کی اونٹ بانٹ رہے ہیں۔

کتاب الاکتفا اور ریاض النضرہ محب طبری سے منقول ہے کہ خلیفہ دوئم سے اور شیطان سے کشتی ہوئی۔ شیطان نے ان کے فضائل بیان کئے۔

صحیح بخاری میں فضل آیۃ الکرسی صفحہ بارہ میں لکھا ہے ابوہریرہ کو شیطان نے

اور یہ مباح و حلال تھا خلیفہ ثانی کے عہد میں حرام کیا گیا کیونکہ اونکا خود قول صحیح بخاری میں موجود
ہے کہ دو متعہ عہد رسول اللہ میں حلال تھے انکو میں حرام کرتا ہوں پھر آپ نے جو قطعی حرام لکھا یا تو حرام
ہونیکی وجہ سے بجز ایجاد و بدعت خلیفہ ثانی اگر اور کوئی آپکے پاس ہو تو بیان کیجیے قطعی حرام کہدینا
بلا ثبوت و دلیل معقول کافی نہوگا - اگر حکم خدا و رسول سے حرام ہونا ثابت کیا ہو تو جواب دیا جائیگا -

متعہ کو افضل الطاعات کس نے کہا اور ترک متعہ میں گنہگار ہونا تم سمجھے - جیسا رسول
نے باوجود حلت صریح متعہ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی ویسا ہی جناب امیر کو بھی ضرورت
متعہ کی نہوئی جیسے نکاح نہ کرنے میں گناہ نہیں سمجھا گیا ویسا ہی متعہ میں -

دیکھو حضرت عیسے علیہ السلام نے نکاح ہی نہ کیا اور عالم تجرد میں عمر بسر کردی -
رسول اللہ نے باوصف حلت تعداد ازواج حضرت خدیجہ کے حین حیات دوسری
بی بی کی طرف توجہ نفرمائی حالانکہ عالم شباب تھا اور بعد انتقال اونکے تیرہ
ازواج تک نوبت پہونچ گئی پھر حضرت علی کو متعہ کی کیا ضرورت ہوئی -

آیتہ متعہ میں نے جو متعہ کے فضائل بیان فرمائے ہیں وہ اس وجہ سے کہ ایک
امر حلال خدا جبراً حرام کردیا گیا پس لوگوں کو اس کے عمل پر ترغیب و تحریص ہونی چاہیے
تاکہ حلال خدا معطل و بیکار نہ رہجاوے مگر یہ نہیں کہ سب کو ضرورت بھی خواہ مخواہ
متعہ پر اصرار ہو جیسا نکاح کے فضائل و مناقب ہیں ویسا ہی متعہ کے مگر کوئی نہ کرے
تو گنہگار نہیں ہوسکتا -

چونکہ حلت متعہ میں ہزاروں دلیلیں اور بحثیں صدہا کتابوں میں درج ہیں اور یہ ایک
مشہور و معروف مسئلہ ہے جسے ضرورت حلال و حرام سمجھنے کی ہو وہ کتابوں میں دیکھ
کر اطمینان کرلے کہ آیا حلال ہے یا حرام بدعت و ایجاد خلیفہ ثانی -

اگرچہ جھنڑ نادان قطعی حرام ہونے کی کوئی وجہہ لکھین گے تو جواب دیا جاویگا۔

چوبیسوان۔ یہہ کہ جناب امیر نے اصل ہدایت کو گم کرکے بندگان خدا کو ضلالت مین ڈالا۔ اور بار معصیت خلایق کا جناب کی گردن پر رہا تا قیام قیامت۔

جواب۔ جوہر یہہ اعتقاد پر فساد اہل تشیع کا ہے نہ اہل سنت کا جس کا جواب دیا جاوے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ شیعون کا یہہ اعتقاد تم نے کس دلیل سے لکھا ہے یون اول جلول دیوانون کی طرح جو زبان پر آتا ہے بک ڈالتے ہو وجہہ یہہ کہ تم کو اور نواصب مردود کو جو تمہارے ہم مشرب و ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہین۔ حضرت علیؑ کے ساتھ منافقت کلی و عداوت قلبی ہے پس بقول دنہ زبان انچہ درآور نتوان دست۔

حضرت علیؑ نے دین خدا کی شریعت محمدیؐ کی آبرو رکھ لی ہدایت و احکام خدا و رسولؐ کی سپر بنگئے کہ آج تمام دنیا مین او سنین کے نور ہدایت سے اسلام حقیقی چمک رہا ہے اور مثل آفتاب عالمتاب روشن و درخشندہ

اگر آپ اُن گمراہان وادیئے ضلالت و منافقان کتاب اللہ و طریقہ رسالت کو وقتاً فوقتاً تادیب و تفہیم و تہدید نہ فرماتے تو آج اسلام کا کوئی نام بھی سنجانتا۔

ایک حدیث سنو اور اپنی کردار بد سے توبہ کرو اب بھی صراط المستقیم اختیار کرو۔

صحیح ترمذی میں امام احمد سے روایت ہے لوگوں نے رسول خدا سے عرض کیا کہ ای رسول خدا ہم آپ کے بعد کسے امیر بنا دین فرمایا اگر تم ابوبکر کو خلیفہ بناؤ گے تو اُسے امانت دار پاؤ گے وہ دنیا کی لذات سے بے رغبت اور آخرت کے نعماء مین رغبت کرنے والا ہے۔ فقرہ عربی امینا زاهدا فی الدنیا راغبا فی الاخرۃ اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو اُسے زبردست امانت دار پاؤ گے وہ دین خدا جاری کرنے مین کسی کی ملامت پر خوف نہ کرے گا۔ فقرہ عربی قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم اور اگر علیؑ کو امیر بناؤ گے۔ مگر مین گمان نہین کرتا کہ تم اُسے خلیفہ بناؤ گے تو اوسے سیدھی راہ دکھانے والا پاؤ گے تم کو وہ سیدھے رستہ پر لیجاویگا فقرہ عربی ھادیا مھدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم رواہ احمد۔

اب دیکھئے ہادی و مہدی و طریق مستقیم یہہ الفاظ حضرت علیؑ پر صادق آتے ہین۔ یا دوسرے پر۔ ابوبکر امانت دار ہین۔ دنیا سے بیزار دین کی طرف راغب۔ عمر اُن سے زیادہ امانت دار اور نہ خوف کرنے والے دین خدا مین ملامت کرنے والون سے۔ مگر ہدایت طریق مستقیم کے لئے حضرت علیؑ خاص ہین اور اُنہین کے لیجانے سے سیدھی راہ ملسکتی ہے پس اس ہدایت طریق مستقیم سے کس نے انحراف کیا اور سیدھی راہ چھوڑ کر بیراہ ہوگئے۔ پس جنہوں نے اُمت کو سیدھی راہ سے پھیر کر دوسری ٹیڑھی راہ پر لگا دیا وہ ہدایت کے گم کرنے والے ہوئے یا حضرت علیؑ جو بقول مخبر صادق ہادی و مہدی اور سیدھی راہ دکھانے والے تھے رسول خداؐ نے صاف الفاظ مین فرما دیا کہ بجز علیؑ کے ہادی و مہدی دوسرا نہین۔ اور انہین کی ذات پر سیدھی راہ ملنے کا انحصار ہے اور حضرت علیؑ نے بھی بہت کچھ سیدھی راہ اختیار کرنے کو اُمت سے کہا مگر کوئی نہ سنے اور خود ہی کنوئین مین گرے تو کیا علاج

مگر جن کو اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے سیدھی راہ چلنے کے لئے آنکھیں عطا کیں اور کانون سے قول مخبر صادق سن لیا وہ ہر حال و قال مین صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم رہے اپنے ہادی و پیشوا کا دامن نہ چھوڑا اُسی سیدھی راہ پر تا علم رد کرا تعلی علیین مین داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہین اور ہونگے انشاء اللہ تعالے ۵

مطلب یہی ہی یا تھہ کی ہر اک کبر کا ۔۔۔ دامن چھٹنے پائی جناب امیر کا

پچیسوان ۔ یہہ کہ جناب امیر نبی نہ تھے جو اُن کی نسبت دعوے نبی غیر مرسل ہونیکا کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن پاک مین حضرت رسول خدا کی نسبت خدائے تعالیٰ نے خاتم النبین فرمایا ہی ۔

جواب ۔ جو ہر یہہ بات بھی شیعون سے دریافت کرنی چاہئے کیونکہ اُنھین کے رکن اعظم و سرآوردہ عالم یکتائے روزگار محب حیدر کرار نے اپنی انوار الہدے مین بجگہہ نسبت جناب امیر و نیز دیگر ائمہ دعوے انبیائے غیر مرسلین ہونے کا کیا ہی اہل سنت اس عقیدہ کو کفر مطلق جانتے ہین ۔

ہم کہتے ہین جہان مصنف انوار الہدے سلمہ اللہ تعالے نے دعوے کیا ہے وہان نقل و عقل سے ثابت کر دیا ہے خصوص اہل سنت کے کتب معتبرہ سے پھر اُس کا جواب کچھہ بھی تو لکھتے ۔ یہہ گریز و فرار عن المیدان المناظرہ اچھا نہین صرف یہہ کہدینے سے کہ اہل سنت کفر مطلق جانتے ہین آپ کا پیچھا نہین چھٹیگا کوئی ضرب تو سنبھالو اور کچھہ تو مُنہ سے بولو ہر بات مین یہہ کیا طریقہ اختیار کر رکھا ہے نہ خدا کی خدائی نہ رسول کی رسالت ۔

جبتک اُن دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کا جواب نہ دوگے جو انوار الہدے مین دعوے

نبی غیر مرسل ہونے کا کیا گیا ہے - آپکا کوئی عذر کوئی انکار نہ سنا جائیگا - اور اس سوال نواصب کا وہی جواب ہے جو انوار الہدے میں درج ہے - مفرز و مفتخر مصنف لکھتے ہیں صفحہ ۳۶ صفت دوئیم میں ہم صدر کتاب میں اس امر کو قرار دے چکے ہیں کہ جس طرح مرسلین علیہم الصلوٰۃ معصوم و طاہر ہوتے ہیں ویسا ہی انبیائے غیر مرسلین جو در حقیقت مرسلین کے نائب ہیں معصوم ثابت ہوئے ہیں اور یہہ امر بھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ابتدائے آفرینش سے تا ایندم ہر مرسل صاحب بعثت کے ماتحت و نیابت میں بحسب ضرورت کسی قدر انبیا غیر مرسل ضرور بالضرور مبعوث ہوئے ہیں - فی انوار الہدیٰ -

کیوں میاں جوہر اس حدیث مشہورہ و معروفہ کا کیا مطلب ہے - آنحضرتؐ نے فرمایا علما ء امتی کانبیاء بنی اسرائیل - علما میری اُمت کے مثل انبیا بنی اسرائیل کے ہیں -

دوسری حدیث ترمذی کی لکل نبی سبعة نجباء ورقباء واعطیت انا اربعة عشر ہر نبی کے لئے سات نجیب و محافظ ہوتے ہیں مجھ کو چودہ ۱۴ عطا ہوئے ہیں - ائمہ اثنا عشر اور حضرت جعفر طیار و امیر حمزہ کرار - علما سے بھی مراد اثنا عشر ہیں کیونکہ انا مدینة العلم و علی بابہا - جو سینہ بسینہ تا حضرت قایم صاحب الزمان مثل دریائے نور موجزن ہے -

اب سوالوں کے خاتمہ پر جوہر کج فہم کہتے ہیں - دیکھو شیعو ہم ہیں - چند مطاعن کتاب کحل الجواہر نواصب ذلیل سے معاذ اللہ درباب دیانت و عدالت و حکم و علم و فضل و عقل جناب امامت دستگاہ کی اب تم پر فرض ہے کہ اس بار گران کو اپنے سر سے اُتارو اور اپنے دشمنوں کو میدان امتحان میں پچھاڑ دو - ہمیشہ کہ بفضل خدا اہل سنت نے

قوم ناحق شناس کو چارون خانے چت زمین پر دے مارا ہی کہ نواصب مخذول کی کمرین ٹوٹ گئیں ہین ۔

ہمارا جواب بہت خوب آپ کے حکم کی تعمیل مین سر مو فرق نہ ہوا ہم نے اُن کو بھی پچھاڑا اور تم کو بھی اُن کے سوالون اور تمہارے جوابون کی دھجیان بکھر گئین ۔

دیکھو باطل کا ساتھ دینے مین یہہ روز بد آگے آتے ہین اور حواس خمسہ کے طوطے اُڑ جاتے ہین ۔

نہ اُن کمزورون کا ساتھ دیتے نہ ٹھوکر کھاتے کیسے آوندھے منھ گرے ہو کہ عمر بھر یاد رکھوگے ۔

اب جوہر نادان و نافہم نے ایک سوال نو ایجاد بہت ہی لفاظی و لسانی سے شیعون پر کیا ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ جناب امیرؑ نے باوصف چنین و چنان اوصاف و فضل و مناقب ابوبکر کو کیون خلافت پر قبضہ دیا اور خود محروم رہے ۔ اور اصحاب نے کیون نہ آپ کو مسند نیابت پر بیٹھایا کیا خلفائے ثلثہ خدا و رسولؐ سے بھی زیادہ زور آور تھے جنھون نے نیابت نائب بلافصل کی غصب کر لی ۔ اصحاب ایسے طاقتور تھے جنھون نے حمایت ملائکہ کی بھی پروا نہ کر کے بے خوف و خطر سینہ زوری سے خلافت سرور اولیا سید الاصفیا حیدر کرار صفدر نامدار کی لے کر ابوبکر کو دیدی ۔ اس ایک ہی سوال اہل سنت کا جواب اہل تشیع اپنے ہی کتب معتبرہ سے دیدین بشرطیکہ آیات بینات و احادیث سرور کائنات کی تکذیب نہ ہو وغیرہ وغیرہ اگر مسئلہ بدا کو صندوق تقیہ سے نکال کر جواب دیا جائے گا تو اُس کے جواب الجواب مین مجالس غالب کل غالب تحفہ مغلوب علی کل مغلوب پیش کیا جاوے گا یا بالضرورت بذریعہ

تار برقی خوارج کو بھی خبر کرنی پڑے گی جس سے شیعوں کو قدر مناظرہ قیامت تک معلوم رہے گی۔

جواب ہم نے اہل سنت کے عموماً اور جوہر نادان کے خصوصاً سوال کا جواب صفحہ ۹۱ لغایت ۱۰۱ میں مفصل دیا ہے کہ حضرت علیؑ نے عموماً کل انبیائے مرسلین اور خصوصاً رسول اللہ سید المرسلین کی تقلید کے سر مو فرق نہیں ہے جیسا کل انبیاء و خود رسولؐ خدا بادشاہان ظالم و حاکمان بدطریقت کے عہد میں مغلوب و محکوم بے بس و بے کس بسر کرتے رہے ویسا ہی حضرت علیؑ بھی عہد خلفائے غاصب خلافت میں بقول خود مصدقہ جوہر کہ چارہ نہیں آدمی کو امیر سے نیک ہو یا بد بسر کرے مومن اُس کی حکومت میں تا زیست۔

اور مسئلہ ہاس احقاق الحق وصیت رسولؐ خدا دربارہ صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جدال با خلفائے ثلثہ بنظر تحفظ ضعفائے مسلمین و حفاظت دین۔

پس جبکہ تم خود ہی ان وجوہات کو تسلیم کرتے ہو تو پھر سوال کیسا۔ حضرت علیؑ کو جو خدا و رسولؐ کا حکم تھا اُس کی تعمیل کی۔

اصحاب شورہ کی نادانی و دنیا طلبی بوالہوسی جہالت کور باطنی جنہوں نے حق پر باطل کو ترجیح دی۔

احد میں حنین میں رسول اللہ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اپنی جان بچائی دیکھو صلح حدیبیہ کا قصہ جب آنحضرتؐ نے مصلحتاً کفار مکہ سے دب کر صلح کر لی تو اصحاب کو سخت ناگوار ہوا۔ آنحضرتؐ نے اصحاب سے حکم فرمایا کہ اُٹھو اور قربانی کو ذبح کرو و نکو حلق کرو مگر اصحاب نہایت ناخوش تھے کسی کا دل قربانی کو نہ چاہتا تھا آنحضرتؐ نے تین بار فرمایا مگر بنی ہاشم کے سوا اور کوئی مارے طیش کے نہ اُٹھا حضرتؐ رنجیدہ ہو کر

دولت سے امین گئے حضرت ام سلمہؓ سے اصحاب کی نافرمانی بیان کی ام سلمہ نے
عرض کی آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیے اور حجامت بنوائیے اور قربانی کیجیے۔
آنحضرتؐ نے اپنے خاص اونٹون کو قربانی کیا اور سر ترشوایا۔ پھر لوگون نے طوعاً
وکرہاً قربانیان کین اور چند لوگون نے سر ترشوایا باقی نے تھوڑے تھوڑے بال کتروائے
حالانکہ آنحضرتؐ نے مکرر محلقین یعنی بال ترشوانے والون کے حق مین دعا کی مگر کسی نے
نہ سنا بلکہ عمر خطاب نے صاف کہہ دیا کہ آج کا سا شک آنحضرتؐ کی نبوت مین
مجھے اور کبھی نہین ہوا۔ پس یہہ وہی اصحاب تھے یا اور جبکہ رسول اللہؐ کے حضور مین یہہ
حال تھا تو بعد اُن کے جو اُن سے افعال سرزد ہوئے طشت از بام ہین۔
ایسے اصحاب نافرمان کے شورہ و اجماع پر ناز کرنے کے خلافت کا استحقاق جائز کرنا
خوش فہمی اہل سنت ہی اور جبکہ خدا و رسولؐ ہی کے احکام سے صراحتاً انکار و انحراف
تھا تو ملائکہ کی حمایت کی کب پروا تھی۔ ہان اگر مثل قوم لوط علیہ السلام تختہ اُلٹ دیا
جاتا تو مناسب تھا مگر اُمت محمدی عذاب و عقاب دنیاوی سے مستثنےٰ کی گئی ہے۔
دیکھو حدیث بخاری و مسلم کہ بہت اصحاب خاص بعد وفات آنحضرتؐ اپنے اُس حال سے
پھر گئے جس پر وہ پہلے تھے اور خاتمے کے وقت ایمان نہ رہا اور یہہ شامت بوجہہ
بے طاعتی و مخالفت و معاندت اہل بیت اطہار بسبب صرف نفسانیت سے اُن کو
نصیب ہوئی اور انہین کتابون مین بذیل سیپارہ اسی دیکھو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ روز
قیامت اکثر اصحاب میرے آئینگے ہاتھ کے طرف پکڑے آوینگے یعنی جب میرے اصحاب بائین جانب
کا رخ ہوگا تو مین خدائے تعالےٰ سے عرض کرونگا کہ بار الہٰا یہہ تو میرے اصحاب ہین
تب درگاہ الٰہی سے حکم ہوگا کہ تم نہین جانتے جو کچھ تمہارے بعد انہون نے احداث

کیا۔ آپ عرض کرینگے کہ مین گواہی دیتا ہون اُن کی جب تک مین زندہ رہا یہہ ایمان لائے
نماز پڑہتے تھے روزہ رکھتے تھے زکوٰۃ دیتے تھے سب باتین ایمان والون کی میرے
روبرو کرتے تھے تب حکم الٰہی ہوگا کہ یہہ مرتد ہوگئے اور اپنے پچھلے پاؤن پھر گئے بعد
تمہاری مفارقت کے اور تمہاری اطاعت سے نکل گئے بعد تمہاری وفات کے
اور وفات ہوتے ہی خلاف حکم عمل کرنے لگے اور بعض ان مین بہت ہی مقرب ہین مگر نفسانیت
بدلا ہی خود اختلاف کئے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ آنحضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ خبر نہین تجہ میرے بعد تم دین مین کیا کیا
ایجادین کروگے۔ اور عمر خطاب سے فرمایا کہ قسم خدا کی اگر موسیٰ میرے عہد مین ہوتے
تو تم مجھے چھوڑتے اور اُن کی پیروی کرتے۔

شیعہ بات علی کو خدا نہین کہتے رسول اللہ نہین کہتے خدا باوصف عظمت و جلالت و جباری
و قہاری کیسی کچھہ برداشت و حلم و ضبط اپنے بندون کی نافرمانی پر کرتا ہے —

رسول اللہ باوجود یہہ اوصاف موصوف ہونے کے کفار کے ہاتھہ سے مغلوب
و محکوم رہے اور جو ایذائین و تکلیفین و مصیبتین اُن بدکردارون ناہنجارون کے ہاتھہ سے
اُٹھائین اُنپر سکوت و صبر و تحمل کیا۔

اصحاب نے علانیہ نافرمانیان کین حکم نہ مانا اُن کو تنہا چھوڑ کر صف جنگ سے بھاگ
گئے ہوئے اُن کی نبوت مین شک کیا اُن کے روبرو توریت پڑہتے جس سے
آپکا چہرہ غیظ و غضب سے متغیر ہوجاتا۔ تقسیم مال غنیمت مین عادل نہ کہتے اُن کو معاذ اللہ
ہذیان سے نسبت دیتے۔ ابی سلول کے نماز جنازہ پڑہتے ہوئے اُنپر کود پڑتے
انکو کھینچتے نماز سے باز رکھتے۔ ازواج کا یہہ حال کہ ہر طرح اُن کو تنگ کرتین جھوٹا

استہام لگاتین اُن کے راز کو باوصف ہدایت اخفا افشا کرتین اُن سے انصاف چاہتین ۔
غرضکہ کیا کیا مصائب واذیتین آپ نے کفار ناہنجار ودیت بدکردار سے اُٹھائین مگر صبر وسکوت
فرمایا ۔ بس ایسا ہی حضرت علیؑ کو سمجھو غالب علیٰ کل غالب کے موقع پر سب پر غالب
رہے ۔ اور صبر وسکوت کے موقع پر صابر وشاکر ضابط وحلیم مثل رسول اللہ صلعم
ہر سخن موقع وہر نکتہ مقامے دارد ۔
تقیہ کو کیا دخل تھا اور اگر ایسا ہی سمجھو تو خیر رسول اللہؐ کا حال قیام مکہ مین صراحت کے ساتھ
غور کرنا چاہیئے ۔ ہم بہت ہی اختصار کے ساتھ لکھتے ہین قصص الانبیا اہل سنت کی
کتاب ہے جو تمام احادیث وروایات کا خلاصہ ہے ۔ جب آنحضرتؐ کو ۴۰ برس
کی عمر مین رسالت وپیغمبری ملی یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر ۔
آپ نے پہلے حضرت خدیجہ سے یہہ حال ظاہر کیا جنہون نے بلا عذر وحجت آپ کی
رسالت کی تصدیق کی بعد ازان حضرت امیر المومنین ابن عم رسولؐ علیؑ ابن ابی طالب نے
کہ عمر اُن کی آٹھ سال کی تھی ۔
ابوبکر صدیق ان دنون مین یمن کی طرف تجارت کو گئے تھے وہان ایک راہب
جس کی عمر ۳۹۰ برس کی تھی ابوبکر کو ملا اور اُن کی قوم ونسب پوچھکر بولا کہ جب تو
وطن کو پہونچے تو پیغمبر آخر الزمان ظاہر ہوا ہوگا بالغ مردون مین اول سب سے تو ایمان لا
اور جلد جا اس دولت کو مت گنوا ابوبکر مکہ مین آئے ابوجہل اور عقبہ بن معیط سے ملکر
پوچھا کوئی خبر تازہ ہے وہ بولے ہان محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب دعویٰ نبوت کرتا ہے
ابوبکر حضرت کے پاس آئے اور مزاج کا حال پوچھا آپ نے فرمایا اے پسر ابوقحافہ جان تو
کہ مین رسول خدا اور تمام خلق کا رہنما ہون ابوبکر نے کہا تمہارا کیا معجزہ ہے حضرت

نے راہب سے ملاقات ہونا اُس کا ہدایت کرنا سب کچھ کہہ سُنایا ابوبکر حیران رہگئے
اور پوچھا آپ کو یہ خبر کسنے دی آپ نے فرمایا جبرئیل نے تب ابوبکر ایمان لائے
بعدہ اور لوگ مشرف باسلام ہوئے پھر وحی کا نزول شروع ہوا اور آپ نے
بتون کی مذمت شروع کی اور قریش بگڑ اُٹھے ابوجہل و ابولہب پتھر مارا کرتے دس برس آپ
مکہ مین رہے کفار قریش نے ایذائین دینی شروع کین کیسی کیسی ایذا ہزارون طرح کی بے ادبیان
قسم قسم کے رنج آپ کو پہونچے اور بُرے بُرے القاب مانند ساحر اور شاعر
اور کاہن و مجنون وابتر وغیرہ آنحضرت نے اپنی نسبت سنے غریب اصحاب
پر طرح طرح کے عذاب ہوئے جنکے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے
ہین القصہ جب کافرون کا ظلم و جور مسلمانون پر حد سے زیادہ گزرا تو
آپ نے بعض اصحاب کو ہجرت کا حکم دیا جو بادشاہ حبش کے ملک مین چلے گئے
چھہ برس بعد حضرت حمزہ اسلام سے مشرف ہوئے کیفیت یہہ کہ
حضرت حمزہ شکار سے آئے ایک لونڈی نے آپ سے کہا کہ آج ابوجہل نے
محمد کو اسطرح کی ایذا دی اور عجب ہے تم سے کہ اپنے بھتیجے کی مدد نہین
کرتے تمہارے جیتے جی اُن پر یہہ تکلیفین ہوں
امیر حمزہ کو غیرت آگئی اور ابوجہل کے پاس پہونچکر ایک کمان اُسکے
سر پر ایسی ماری کہ اوندھا گر گیا اور امیر حمزہ یہہ کہکر کہ مین نے محمد کا دین قبول
کیا آنحضرت کے حضور مین آئے اور دین اسلام قبول کیا۔
حضرت حمزہ کے ایمان لانے سے دین چند مضبوط ہو گیا اور کفار ایذا رسانی سے
خوف کرنے لگے۔ بعد ازان عمر خطاب نے اسلام سے شرف حاصل کیا۔

(عمر کے اسلام کی حدیث ہم پہلے لکھ چکے ہیں ملاحظہ ہو۔)
جب دسواں سال شروع ہوا ابو طالب نے انتقال کیا قبل انتقال تمام
عزیز و اقارب کو بلا کر بتاکید اکید ہدایت کی کہ محمد کی متابعت میں قصور
مت کرو اور جان و دل سے حاضر رہو راہ راست پاؤ گے۔ بعد انتقال
ابو طالب تیسرے روز حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا آنحضرت کو ان دونوں جلیل القدر
کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا اسی لئے اس سال کا نام عام الحزن رکھا آنحضرت
اکثر قبائل عرب میں جاکر دعوت اسلام فرماتے۔ بعدہ مدینہ کے چھ آدمی
ایمان لائے اور اپنے وطن میں جاکر شہرت اسلام کی۔ پھر معراج ہوئی
اور بیعت عقبہ وغیرہ۔

اکثر مہاجر کفار کی ایذا سے مثل عمر خطاب وغیرہ پہلے ہی مدینہ کو ہجرت کر گئے۔
کفار نے آنحضرت کے قتل کا ارادہ کیا جبرئیل امین نے خبر دی کہ آج شب کو علی
مرتضے کو اپنے بستر پر چھوڑ دو اور نکل جاؤ آنحضرت نے حضرت علی سے حال
ظاہر کیا وہ خدا پر تکیہ کر کے بے تکلف بستر رسالت پر لیٹ رہے۔
آنحضرت ابوبکر کو لے کر غار میں پوشیدہ ہو گئے۔ پھر مدینہ پہونچے
سراقہ بن مالک نے پیچھا کیا ابوبکر گھبرائے رسول خدا نے تسلی دی اس کے گھوڑے
کے پیر چلنے سے رہ گئے۔

صلح حدیبیہ کا مختصر حال اصحاب باصفا صاحبان حیا کا حال اوپر
ذکر ہوا ہے یہاں کچھ اور وجوہ سنو۔ سبب سفر بیت اللہ کا یہ ہوا کہ
حضرت نے خواب میں دیکھا کہ آمن و امان کے ساتھ مع اصحاب داخل

مکہ معظمہ ہوئے ۔ اصحاب کو خوشی ہوئی کہ اس سال مکہ فتح ہوگا ۔ آنحضرت
نے تیاری سفر فرمائی چودہ سو آدمی ہمراہ رکاب ہوئے ۔ جب منزل عسفان
مین پہونچے بشیر بن سفیان ملا اور کہا قریش کو آپکے کوچ کی خبر ہوئی ہے
اور انہون نے بڑی جمعیت کی ہے اور خالد بن ولید کو سردار لشکر مقرر
کیا ہے اور قسم کہائی ہے کہ مکہ مین تم کو ہرگز نہ آنے دینگے آنحضرت نے یہہ
خبر سنکر دشوار راہ سے گزر کر حدیبیہ مین مقام کیا قریش نے بدیل بن ورقا
خزاعی کو آنحضرت کے پاس بہیجا اُس نے بہی قریش کے ارادون سے آپکو
مطلع کیا آپ نے فرمایا مجھے لڑائی منظور نہین واسطے عمرہ کے
آیا ہون قریش کو لازم ہے کہ ایک مدت معین کرکے ہم کو اور قبائل عرب پر
چھوڑ دین بدیل نے قریش سے پیغام حضرت کا کہا لوگون نے اُس کی باتکا
اعتبار نہ کیا اور عروہ بن مسعود کو آپ کے پاس بہیجا عروہ نے بطریق مصلحت
عرض کیا ای محمد اگر تم اسواسطے ہو کہ اپنی قوم کو استیصال و بیخ بنیاد
کرو تو زمانہ ماضی مین کسی نے ایسا نہین کیا اور اگر کوئی غرض ہو تو بیان کرو
یہہ چند اوباش بیکار جو تم نے جمع کئے ہین میری خاطر مین یہ گزرتا ہے
کہ یہہ لوگ ضرورت کے وقت تم کو چھوڑ کر بہاگ جاوینگے ۔ (واہ رے
عروہ تو نے سچ کہا) ابوبکر اور عروہ سے نزاع لفظی ہوگئی عروہ واپس آیا
بعد ازان آنحضرت نے عثمان بن عفان کو قریش کے پاس بہیجا قریش نے
اُن کی باتین نہ سنین اور اُن کو قید کر دیا حضرت کو خبر ملی کہ عثمان کو قریش نے
قتل کر ڈالا ۔

آنحضرتؐ کو رنج ہوا ایک درخت کے تلے بیٹھے اور اصحاب سے بیعت قتال قریش کی لی سب نے بخلوص دل بیعت کی اور یہہ آیت اُتری لقد رضی اللہ عن المومنین پھر قریش نے سہیل بن عمرو کو حضرتؐ کے پاس بھیجا اور بعد تکرار بسیار کے صلح پر دارو مدار ہوا۔ صلحنامہ حضرت علیؑ لکھنے لگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سہیل نے کہا کہ ہم رحمان کو نہیں جانتے اور اللہ کو اس نام سے نہیں پکارتے ہمارے دستور کے موافق لکھو۔ باسمک اللھم اصحاب نہیں مانتے تھے مگر حضرتؐ نے فرمایا یونہیں لکھو بعد ازان لکھا۔ ھذا ما قاضی علیہ محمدؐ رسول اللہ پھر سہیل نے کہا اگر ہم تمہاری رسالت کے قائل ہوتے تو نزاع کیوں کرتے محمد بن عبداللہ لکھو حضرتؐ نے فرمایا واللہ میں محمدؐ رسول اللہ اور محمد بن عبداللہ ہوں اے علیؑ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دے حضرت علیؑ نے عرض کی میری مجال نہیں کہ لفظ رسالت تراشوں۔ آنحضرتؐ نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ تراش کر ابن عبداللہ بنا دیا۔ پھر یہ شرطیں تحریر ہوئیں۔ حضرت اسی سال معہ لشکر مدینہ کو واپس جائیں۔ آئندہ سال کعبہ میں داخل ہو کر عمرۃ القضا گزاریں بشرطیکہ تلواریں میان کے اندر ہوں۔ تین دن سے زیادہ مکہ میں نہ قیام کریں۔ دس برس تک لڑائی نہ کریں۔ جو شخص آنحضرتؐ کی طرف ہمارے یہاں کا جاوے تو اوسے ہمارے حوالے کر دیں۔ جو شخص آنحضرتؐ کیطرف کا ہمارے یہاں آوے اوسے ہم نہ دینگے۔ یہہ شرطیں اصحاب کو سخت ناگوار گذریں اور بہت ہی رنجیدہ ہوئے پھر قربانی کا انکار وغیرہ ہوا۔

بی بی عائشہ سے حد نہیں ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ آنحضرتؐ حضرت زینب

دختر نیک اختر ابوالعاص اُن کے شوہر مشرک کے درمیان باوصف نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین جدائی نہ کر سکے اور کعبہ کے قیام میں بحالت مغلوبی حلال و حرام کرنے پر قادر نہ تھے بی بی عائشہ کی قوم سے خوف کر کے حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی آخر دم حیات تک کعبہ کی تعمیر نہ کر سکے۔

اب فرمایئے حضرت علیؑ باوجود ہدایت صبر و سکوت و عدم مقاتلہ خلفاء ثلاثہ کب کر سکتے تھے اور اُن کے غالب علی الکل غالب ہیں کیا نعوذ باللہ مغلوب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ باوصف قادر مطلق علی کل شیٔ قدیر و شدید العقاب وغیرہ کے کیسا ضبط برداشت کرتا ہے اور مخلوق کو اُن کے اعمال و افعال پر چھوڑ دیتا ہے رسول اللہ باوجودیکہ جنگ بدر میں علانیہ پانچہزار فرشتگان شدید القوےٰ سے کفار پر غلبہ پا چکے تھے اور حبیب رب العالمین سید المرسلین خاتم النبیین بشیر و نذیر خیر البشر فخر عالم و آدم مجموعہ کمالات ظاہر و باطن ان اللہ معنا ہر وقت خدا ساتھ تھا اور اُس کے فرشتہ مدد کو موجود و محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار نے کیسی روش اختیار فرمائی اور کسطرح صبر و سکوت ضبط و تحمل کر کے دین خدا جاری کیا ویسا ہی حضرت علیؑ نے۔

کیوں جوہر صاحب اشداء علی الکفار کی صفت آپ کے خلفائے مقبولہ سے ان واقعات اسلام میں کس غار میں پوشیدہ تھے اسی کا جواب دیدو کیونکہ اس صفت کو خاص آپ نے ابوبکر کی نسبت منسوب کیا ہے اور یہہ بھی خیال رہے کہ گو کہ اس آیت میں اشداء علی الکفار ہونا رسول خدا کے ہمراہ ہون سے مراد ہو مگر جبکہ خادم میں یہہ صفت پائی جائے تو مخدوم میں

بدرجہ اولے تصور ہوگی پس آنحضرتؐ نے جو سر دفتر اشدا علی الکفار تھے کیون نہ صلح حدیبیہ مین کفار پر شدت کی اور اُن کے شرائط پیش کردہ کو مان لیا یہانتک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اپنی رسالت کو خود ہی اپنے ہاتھ سے محو کردیا پھر اب کوئے کہ حضرت علیؑ نے نعوذ باللہ کیا بیجا کیا اگر آنحضرتؐ کی رسالت اور شان و منزلتﷺ قایم تھی تو غالب علی کل غالب پر بھی اعتراض نہین ہوسکتا انصاف و ایمان شرط ہے۔

اگر رسول اللہ نے غار مین پوشیدہ ہوئے خدا اور رسولؐ کے نام محو کرنے کفار سے دب کر صلحنامہ کے لکھنے مین تقیہ کیا تو حضرت علیؑ نے بھی حکومت ابوبکر مین رہنے وغیرہ مین اُسی پر عمل کیا جیسا تم سمجھو۔

دیکھو حضرت ہودؑ کا قصہ۔ حضرت ہود کو اللہ تعالے نے قوم عاد پر بھیجا وہ سنگدل بت پرست تھی آپ نے خدا کے احکام کی تبلیغ شروع کی لوگ درپے ایذا ہوگئے مگر ایک گروہ ایمان لایا تھا اور کافرون کے خوف سے اپنا ایمان چھپاتا تھا جب کفار سخت ایذا پر آمادہ ہوئے تو فرقہ مومن نے آپ کو اطلاع کی آپ وہان سے مع اُس گروہ کے علحدہ ہوگئے۔

دیکھو قصہ حضرت ابراہیمؑ۔ جب بحکم وحی الٰہی آپ نے مع اپنی منظورہ بی بی سارہ کے شام کیطرف ہجرت کی مصر مین حضرت سارہ کے حسن و جمال کی لوگون نے بادشاہ سے تعریف کی بادشاہ نے حضرت ابراہیم و سارہ کو اپنے روبرو بلایا اور پوچھا اس عورت سے تیرا کیا رشتہ ہے مین اسکو

لیا چاہتا ہون - حضرت ابراہیم نے سوچا کہ اگر یہہ کہتا ہون یہہ میری منکوحہ
بی بی ہے تو بادشاہ مجھے مار ڈالیگا اس لیئے حیلہ کر کے فرمایا کہ یہہ
عورت میری بہن ہے۔ اِس طرح اُس ظالم بددین نے کے ظلم سے بچے اُس مردود
نے حضرت سارہ کو نزدیک بلایا اور بے اختیار اُس معصومہ بی بی کیطرف
ہاتھ دراز کیا اور مغلوب العقل ہو کر بے ادبی کا دروازہ باز کیا حضرت سارہ کی
دعا سے اُس کے دونون ہاتھ شل ہو گئے -

مومن آل فرعون کے ایمان چھپانیکا ذکر قرآن مین موجود ہے - پس اسے
تقیہ سمجھو یا توریہ جو اہل سنت کے بھی مذہب مین ممدوح ہے -

اب دیگر انبیاء کا حال مختصر سنو - کہ یہہ انفاس قدسیہ کسطرح دنیا مین رہے
اور اُنکی طرز معاشرت کیا تھی -

حضرت شیث علیہ السلام لوگون سے تنہا ہو کر اکثر اوقات وظائف اور طاعت
خدا مین مشغول رہتے اور نفس کی ریاضت اور تہذیب اخلاق ہمیشہ اُن کو
مدنظر رہتا آپ کے عہد مین بنی آدم دو قسم کے تھے بعضے متابعت حضرت
شیث کی کرتے اور اکثر اولاد قابیل کے تابع تھے حضرت شیث کی نصیحت
سے بعضے تو راہ راست پر آئے اور اکثر بدستور نافرمانی پر مصر رہے
۹۱۲ سال آپ زندہ رہے بعدہ انتقال ہوا - منجملہ نصائح حضرت
شیث تیسری نصیحت یہہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے جو بادشاہ وقت کا
مطیع و محکوم ہو -

حضرت ادریس کو خدا نے خلعت نبوت سے ممتاز کیا آپ کی ہدایت سے اکثر گمراہ

راہ پر آئے باقی اپنی گمراہی پر قایم رہے جو لوگ کفر اور شرک کے خوگیر ہو رہے تھے اپنی قساوت قلبی کی وجہ سے اوسی کفر و شرک پر قایم رہے اور حضرت ادریس کی نصیحت نہ مانی۔

حضرت نوح علیہ السلام اصلاح عالم و بنی آدم کی غرض سے مبعوث ہوئے تمام عمر ادائے دعوت میں مصروف رہے کفار فجار میں ساتھ امر معروف و نہی عن المنکر کے مصروف تھے ہر چند کہ جناب الہی مین اُن کی ہدایت کی دعا کرتے پر وہ سنگدل نہایت کفر اور انکار سے قریب اور دغا کرتے باوجود اس محنت و مشقت وعظ و نصیحت کے تمام عمر مین سوائے اسّی آدمیون کے کوئی اسلام نہ لایا اور حضرت نوح کا ارشاد اون کے کام نہ آیا ۹۵۰ برس کی عمر پائی ــ وما امن معہ الا قلیل کی تفسیر مین مفسرون کا اتفاق ہے اور خود رسول خدا نے فرمایا کہ کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہین اوٹھائی جتنی حضرت نوح نے اپنی اُمت کی ہاتھون سے مصیبت پائی مجلس وعظ مین انکو اسقدر مارتے کہ آپ بیہوش ہوجاتے اور آپ کے صاحبزادے گھر کو اٹھا لیجاتے۔

حضرت صالح علیہ السلام ثمود کی قوم پر مبعوث ہوئے ہر چند صالح اونکو نصیحت فرماتے مگر وہ اپنی بت پرستی و بد مستی سے باز نہ آتے اور حضرت صالح کی نصیحت سے منھ پھیرتے پتھر سے اونٹنی نکلنے پر ایمان لانے کو اقرار کیا آپ کی دعا سے اونٹنی پتھر سے نکلی مگر کفار نے عہد وفا نہ کیا بلکہ اس اونٹنی کو مار ڈالا۔

حضرت ابراہیمؑ کو نمرود مردود نے آگ میں ڈالدیا وہ آگ خدا کے فضل سے
گلزار ہوگئی حضرت ابراہیم شام کی طرف ہجرت کر گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے اور ہر طرح کی وعظ
و نصائح کرتے رہے مگر قوم نے کچھ نہ سنا آپ بڑے مہمان نواز تھے جب کوئی مہمان
آپ کے مکان پر آتا کفار نابکار اسے ایذا دیتے حضرت لوط لاچار ہوگئے اور قوم کے غارت
ہونے کی دعا کی حضرت جبریل معہ دیگر فرشتوں کے بصورت اطفال حسین و جمیل آئے
حضرت لوط نے مجبورہ مہمان کیا بی بی کافرہ نے قوم کو خبر کردی وہ لوگ چڑھ
دوڑے آپ نے بحالت اضطرار و انتشار فرمایا میری بیٹیاں حاضر ہیں مگر مہمانوں سے
مزاحم نہو پھر آپ معہ اپنے مومنوں کے شہر سے نکل گئے قوم پر عذاب نازل ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مشہور ہے مصر میں آپ کی خرید و فروخت ہوئی
زلیخا اور اُن کی مجلس عورات نے اتہام لگایا اور بیگناہ معصوم کو جیل خانہ میں ڈلوا دیا
بارہ برس تک آپ جیل خانہ میں رہے۔ انہیں عورات مکارہ کو کیا ہے آنحضرت نے
بی بی عائشہ و حفصہ کو مناسبت و مشابہت فرمائی ہے۔ ان کیدکن عظیم۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی حکایت دردانگیز اُن کے رنج و تعب صبر و شکیبائی کی
روایت جانگزا مشہور عالم ہے کہ شیطان مردود و قوم مطرود کے ہاتھ سے کیا کیا ایذا
اُٹھائیں جسمی و روحی تکلیفیں جو آپ کو پہونچیں اُن کی شرح میں مجال دم زدن نہیں روح کو
صدمہ ہوتا ہے قلق سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

حضرت شعیب اہل مدین و اصحاب الایکہ کی طرف مبعوث ہوئے جو ایک ہی
گروہ تھے یہ لوگ بت پرست تھے اور وزن پورا نہ تولتے کھوٹے روپیہ و اشرفیاں

چلاتے آپ ہر چند راہ راست دکھاتے اور وعظ و پند فرماتے وہ ہرگز باز نہ آتے غیر ملک شام وغیرہ کے لوگ اُن پر ایمان لائے مگر اُس قوم نے کچھ نہ مانا اور اپنے آبائی دین پر قایم رہے۔

حضرت موسیٰ و ہارون بڑے مقرب بارگاہ الٰہی پیغمبر تھے بیان اُنکی علو مرتبت اور بلندی منزلت کا حد وصف سے باہر ہے۔

آپ اپنے ایام دولت میں بسبب جنسیت کے بنی اسرائیل پر ہمیشہ ترحم فرماتے اور قبطیوں کی تکلیف دہی و آزار رسانی سے ہمیشہ ملول رہتے لیکن فرعون کے خوف سے دم مارنے کا امکان نہ تھا۔ ایک بنی اسرائیل کے عوض آزار میں ایک قبطی کو آپ نے مارا اور فرعون کے خوف سے بے زاد و راحلہ شہر چھوڑ کر شہر مدین کی طرف چلے گئے۔

حضرت شعیب کی لڑکیاں اپنی بکریوں کے پانی پلانے کے انتظار میں کنوئیں پر تھیں کوئی پانی نکالنے والا اُن کی بکریوں کو پانی نہ دیتا تھا حضرت موسیٰ نے بکریوں کو سیراب کیا اور حضرت شعیب تک رسائی ہوئی بشرط چرانے بکریاں دس سال تک حضرت شعیب نے اپنی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا منظور فرمایا۔ حضرت موسےٰ وہاں رہے اور بعد مدت مقررہ اپنی بی بی کو لے کر چلے راہ میں آگ کی تلاش ہوئی اور نور ایزدی شعلہ زن ہوا آواز آئی انی انا اللہ رب العالمین و انا ربک یا موسےٰ۔ اور آپ کو رسالت ملی حکم ہوا فرعون کے پاس جاؤ گمراہ کو راہ پر لاؤ حضرت موسےٰ نے عرض کی میری زبان میں لکنت ہے ہارون میرے بھائی کہ فصیح البیان ہے میرا شریک کر اور میرا وزیر بنا سے آرزو پوری ہوئی حضرت موسےٰ نے بوجہ بار ڈالنے

قبطی کے فرعون کے پاس جانے سے انکار ظاہر کیا حکم ہوا خوف مت کرو ستمگر وہ اذیت نہ دے سکے گا۔ مگر تم دونوں بھائی رسالت کی تبلیغ ساتھ کلام ملائم کے اور گفتگو نرم کے کرو۔ الغرض جب پہونچے فرعون کو خبر ہوئی اُس نے معجزہ طلب کیا آپ نے عصا کو اژدھا بنایا مگر فرعون قائل نہ ہوا اور بنی اسرائیل پر پہلے سے زیادہ سختی شروع کی حضرت موسےٰ بنی اسرائیل کو لے کر رات کے وقت نکلے فرعون نے تعاقب کیا دریائے نیل اس گروہ کے عبور کے وقت ٹھہر گیا اور فرعون جب منجھدار میں پہونچا پھر جوش زن ہوا سب لشکر غرق ہو گیا۔ بعدہ اپنی امت کو حضرت ہارونؑ کی حفاظت میں چھوڑ کر حضرت موسےٰ کوہ طور پر گئے یہاں اُمت باغوائے سامری مردود گوسالہ پرست ہو گئے حضرت موسےٰ طور سے واپس آئے یہاں یہ ماجرا دیکھا حضرت ہارونؑ سے لڑے جھگڑے سامری کی جان سے درگزر کر کے بددعا کی خدا تجھے عذاب جہنم نصیب کرے۔

بنی اسرائیل نے عفو تقصیر چاہی اور پھر از سر نو راہ راست پر آئے بحکم خدا گوسالہ پرستوں کا قتل دفع ہونے کو یہی تھا کہ حضرت موسیٰ و ہارونؑ کی دعا اثر پذیر ہوئی اور لوگ بچ گئے۔

قارون کو آپ نے بہت کچھ سمجھایا کہ زکاۃ مال دے وہ رضامند نہ ہوا اُس کا گروہ علیحدہ ہو گیا اور قارون اپنی بد اعمالیوں سے زمین میں دھنس گیا پھر عمالقہ کے مقابلہ کو حکم ہوا بجز یوشع بن نون وکالب بن یوقنا کسی نے حضرت موسےٰ کا ساتھ نہ دیا آپ کو غصہ آیا اور بدرگاہ خدا عرض کی کہ یا الٰہی میرا اختیار سوائے اپنے نفس اور بھائی کے اوروں پر نہیں۔ پھر بنی اسرائیل بے فرمانی کے وبال میں گرفتار

ہو کر جنگل مین قید ہو گئے حضرت موسیٰ و ہارون و یوشع و کالب عمالقہ کیطرف
چلے اور بنی اسرائیل نے مصر کا رخ کیا حضرت موسیٰ اس امید پر پہرے کہ شاید
اب بھی بنی اسرائیل افہام و تفہیم سے راہ پر آئین ۔
اُن سے ملکر بہت کچہہ سمجہایا بوجہایا مگر اُنہون نے لڑائی پر دل نہ دہرا ۔
جب لڑنے کو باقی نہ رہا تو رو سے چلاسے حضرت موسیٰ علیہ السلام تنگ ہوے کہ
اون سے جدائی چاہی مگر صبر کیا اور ۴۰ سال کے عرصہ مین سب قوم
نافرمان غارت ہو گئی ۔ جب زمانہ حضرت موسیٰ کی رحلت کا قریب ہوا ۔
تو فرمایا کہ تمام بنی اسرائیل کا شمار کر دو اور اون لوگون کی تلاش کہو جو مصر سے نکلتے
وقت حاضر تہے مگر بجز یوشع و کالب کے کوئی باقی نتہا غرض آپ نے باقی ماندہ
خلق پر حضرت یوشع کو خلیفہ کیا او کاہنون سے توریت کے نسخے لکہوا ے اور
اسباط کو تقسیم کئے او حضرت یوشع کو قوم پر حاکم و بنی اسرائیل کو اونکا محکوم بناکر
نہایت تاکید کے ساتہہ یوشع کی فرمانبرداری کا حکم دیا بی بی صفورا زوجہ
حضرت موسیٰ یوشع خلیفہ برحق سے لڑین حضرت یوشع نے بادشاہ وقت
کا فتح ملک کر لی ۔ حضرت یوشع کے بعد کالب بن نون اور خرقیل حسب وصیت
بعد دیگرے وصی و خلیفہ مقرر ہوئے ۔
حضرت الیاس علیہ السلام خلق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے بادشاہی
بنی اسرائیل ملک شام مین متفرق ہو گئی ہر ایک نے مذاہب باطلہ
اختیار کئے
احکام توریت نسیا منسیا کر دے بادشاہ شہر بعلبک تھا جو بت پرستی کرتا تھا

حضرت الیاس نے وعظ ونصایح شروع کئے ہرچند تاکید اور مبالغہ کیا اور احکام
توریت انکو سنائے مگر بجز ایک شخص کے جو بادشاہ کا وزیر تھا کوئی اون پر
ایمان نہ لایا۔ لوگ حضرت الیاس کے مارنے پر آمادہ ہوئے آپ اونکے فرعون
کے خوف سے پہاڑمین پوشیدہ ہوئے کفار نے بہت کچھہ تلاش کی مگر پتہ نہ ملا
حضرت الیاس والدہ حضرت الیسع کے گہر مین رہے۔
جب نافرمانی اوس جماعت کی حد سے زیادہ گذرگئی تو آپکی خاطر نہایت درجہ ملول
ہوئی خدا نے تسلی دی اور حضرت الیاس کو حسب خواہش اونکے لوگون کی
نظر وںسے محجوب ومستور کردیا۔
حضرت الیسع کو اپنا خلیفہ ووصی مقرر کرگئے اسطرح کہ حضرت الیاس پر وحی کا نزول
ہوا کہ خلافت اپنی الیسع کو سونپو آپ اپنی ردا اونپر ڈالدی۔
حضرت الیسع کو بنی اسرائیل پر خلافت ملی آپ ہمیشہ اونکو توریت پڑہکر شریعت موسوی
پر رغبت دلاتے بادشاہ دمشق مصر کو مرض برص سے نجات پانے کی تدبیر
بتائی وہ اچہا ہوا۔ بنی اسرائیل کبہی اونکی متابعت کرتے کبہی مخالفت
اسلئے ہمیشہ ملول رہا کرتے آخرالامر آپنے دنیا سے مفارقت چاہی اور ذوالکفل
کو خلافت اپنی عطا کرکے گروہ مقدس ملاء اعلے مین شامل ہوگئے حضرت
ذوالکفل بعد الیسع کے نبی ہوئے بعض کہتے ہین بادشاہ شام کے مقرب تھے
بادشاہ کو بنی اسرائیل سے سخت عداوت تہی ایک مرتبہ بعد شکست ایک سو
آدمی علماء وصلحا گرفتار ہوکر آئے بادشاہ نے چاہا قتل کرے ذوالکفل نے کہا
سیاست کا زمانہ گذر گیا ہے وقت بیوقت انکو مجھے سپرد کردو مین اون کا کفیل

ہین ۔ بادشاہ نے سپرد کردیئے آپ نے رات کو سب کو چھوڑ دیا۔ اور
ذوالکفل بھی شر بادشاہ سے محفوظ رہے۔ اس سبب سے اونکا نام ذوالکفل
مشہور ہوا۔

حضرت اشمویل نے جب نبوت پائی بنی اسرائیل ایمان لائے اور کہا کہ عمالقہ سے
لڑائی کرینگے تابوت سکینہ جو ہم سے چھین لے گئے ہین اُسے لڑکر واپس لائینگے
ہم پر کوئی بادشاہ مقرر کرو۔ اللہ نے طالوت کو بادشاہ کیا حضرت اشمویل نے
بنی اسرائیل کو خبر دی اُنہون نے اپنا ننگ وعار سمجھا آپ نے فرمایا بہ نسبت
تمہارے طالوت کو علم زیادہ ہے اور اُسے تم پر فضیلت ہے۔ طالوت
تابوت سکینہ لے آئے تب بنی اسرائیل خوش ہوئے طالوت نے جالوت
حاکم عمالقہ سے مقابلہ کیا حضرت داؤدؑ نے جالوت کو مارا۔ بعد شہادت
طالوت حضرت داؤدؑ کو نبوت اور سلطنت اشمویل وطالوت کی ملی۔ پھر
حضرت سلیمان اُنکے خلف الصدق۔

حضرت یونس علیہ السلام شہر نینوا میں مبعوث ہوئے لوگون کو دین موسوی
کی طرف رغبت دلائی مگر کسی نے انکا کہنا نہ سنا بلکہ اُن کی رسالت
کی تکذیب کی اور دست وزبان سے اُن کو رنج دینا شروع کیا۔ آپ مع
اہل وعیال شہر سے نکلے اور قوم سے کہا تین روز مین تم پر عذاب نازل ہوگا
خدا نے آثار عذاب نازل کیے لوگ جمع ہوکر بدرگاہ خدا گڑگڑائے روئے پیٹے
چلائے عذاب دور ہوا حضرت یونس شہر کے لوگونکا حال دریافت کرنے
کو پھر شہر کی طرف چلے شیطان نے خبر دی عذاب دفع ہوگیا اب جاؤ گے

تو تمہین لوگ دروغ گو کہین گے آپ غصہ ہو کر بلا انتظار حکم الٰہی پھر واپس گئے
اور اہل و عیال کے ساتھ دریا سے پار ہونا چاہا مچھلی کے شکم مین گئے۔
حضرت عزیر کو بخت نصر نے بنی اسرائیل کے ساتھ قید کیا بعد رہائی خلق کی ہدایت
کرتے رہے۔
حضرت ذکریا کو قوم نے زنا کی تہمت سے متہم کیا۔ وہ نکل کر بھاگے
اور درخت سے پناہ چاہی قوم نے آرے سے دو ٹکڑے کر دیا جب
آرہ سر پر پہونچا چاہا آہ کرون حکم پہونچا اگر آہ کی تو نام تیرا دفتر نبوت سے
نکال دیا جاویگا۔
حضرت یحییٰ علیہ السلام کے عہد مین ایک بادشاہ تھا انبیا اور علما سے
بغض رکھتا تھا اپنی جورو کی بیٹی پر جو دوسرے خاوند سے تھی عاشق ہوا
حضرت یحییٰ نے جواز نکاح کا فتوے ندیا اور اسی باعث وہ شہید کئے
گئے انکا سر مبارک دربار بادشاہ مین حاضر کیا گیا۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور حکم ہوا بنی اسرائیل کو اپنے دین کی
دعوت کرو ہر چند آپ نے وعظ و نصائح معجزات وغیرہ سے اُن کو قائل کیا۔
مگر اُنھون نے نہ مانا اور یہی کہا کہ ہم ایک بے پدر کے قول پر دین ہوے
کو ترک نہ کرینگے آپ رنجیدہ ہو کر شہر سے نکلے چند ہی آپ پر ایمان لائے
بعد ازان آپ آسمان پر بلائے گئے۔ اور آپ کی شبیہ کو مصلوب کر دیا
دیکھو سیان جو ہر انبیا و اوصیا علیہم السلام اسطرح دنیا مین رہے ہین اُن کی
محکومی و مغلوبی و مجبوری ظالمون کا جور و ستم اُست پہر حکم ناہنجار بدکار فلونہ سانی

و تکلیف دہی و ایذا فرمائی اوس پر ان حضرات کا صبر و شکر و سکوت و تحمل و برداشت و ضبط کیا اونکی رسالت کو نعوذ باللہ منہا داغ لگا سکتا ہے ہرگز نہین ورنہ خدا مین سب طرح کی قدرت تھی اور انبیا مین عظمت و جلالت نبوت و رسالت مگر انہین باتون مین لطف تھا اور خدا کا حکم کہ تبلیغ رسالت کا صرف جہاد لسانی پر دار و مدار رکھا۔ دیکھو حضرت موسے و ہارون کو حکم ہوا کہ تبلیغ رسالت ساتھہ کلام ملایم و گفتگوے نرم کے کرو۔ اور یہہ بھی واضح ہو کہ ابتدا سے آدم تا خاتم کسی حالت مین خلق کو اختیار نہ تھا کہ مجمع و شورہ کرکے کسیکو اپنا خلیفہ یا امیر کرین ہمیشہ خدا کے حکم سے وصی و جانشین و خلیفہ مقرر ہوئے ہین دیکھو بنی اسرائیل نے جب حضرت شمویل سے خواہش کی کہ واسطے انتقام عمالقہ سے ہم پر کوئی بادشاہ تجویز کیا جاوے تو خدا نے طالوت کو اون پر بادشاہ بنایا جسکے وہ مطیع اور فرمانبردار ہوئے کیا امت محمدی کسطرح وہ نہ کر سکتے تھے کہ کسی کو اپنی تجویز سے اپنا امیر بنا لیوین۔ مگر نہین وہ اس امت کی مانند خود سر و متمرد نہ تھے

ہمارے حضرت کو حکم جہاد یا حرب و ضرب ملا مگر صرف تحفظ اسلام و حفاظت دین کے لئے نہ یہہ کہ تمام روے زمین پر قتل و قمع کرکے اسلام پھیلاؤ۔ اور باوجودیکہ حکم جہاد مل چکا تھا اور حرب و ضرب بہ کفار واقع ہو چکی تھی۔ مگر دیکھو صلح حدیبیہ کا حال کہ چودہ سو آدمی آلات حرب سے آراستہ قتل کفار پر بیعت کئے ہوئے کمر بستہ موجود۔ مگر خدا کے حکم سے آنحضرت نے کفار سے مصلحتاً ایسا دب کر صلح کی کہ کبھی ابتدائے اسلام مین بھی یہہ

امر پیش نہ آیا تھا۔ دیکھو ترمذی مین ھشام بن محمدؐ سے روایت ہے کہ جب علیؑ بعد حرب وضرب صفین وکارسازی ابو موسیٰ اشعری وعمرو ابن عاص کوفہ مین آئے تو ۱۲ ہزار خوارج اونسے علیحدہ ہو گئے عبد اللہ ابن عباس خوارج کے پاس گئے اور وجہ انحراف پوچھی اوہھون نے کھا کہ علی نے اپنے نفس کو مومنون کی حکومت سے علیحدہ کر لیا اور وہ کافرونکا سردار ہو گیا عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا اسکا کیا مضائقہ ہوا۔ رسول خدا نے بھی جنگ حدیبیہ مین ایسا کیا تھا سو کیا وہ اسوجہ سے نبوت سے نکل گئے یہہ سنکر دو ہزار آدمی حضرت علی کیطرف پھر آئے باقی قتل ہوئے بہر حال ہر بات کے لئے ایک موقع ہے اور مصلحت وقت اسی لئے سعدی شیرازی نے کیا خوب کہا ہے۔ ع

نہ ہرجا مرکب توان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن

اہل سنت ایک بڑا اعتراض یہہ کرتے ہین کہ خلیفہ ثانی کے وقت مین ملک عجم فتح ہوا حضرت شہر بانو دختر یزدجرد بادشاہ فارس قید مین آئین جنکا عقد حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوا اور اونسے نو امام یکے بعد دیگرے کی پیدائش ہے تو معاذ اللہ کنیزک زادے ٹھہرے جواب ہم نے تاریخ روضۃ الصفا سے جسپر بیان جوہر نے مدار مناظرہ قرار دے رکھا ہے باب پیدائش حضرت زین العابدین لکھا ہے کہ حضرت شہر بانو کا آنا بعہد خلافت حقہ جناب امیرؑ اوس لشکر کے ساتھ آپ آئین جسکے سردار امام حسین علیہ السلام تھے حضرت امام نے تمیز خاص وعام کے لئے حضرت شہر بانو کے گلے مین ایک ٹیکا یا پرتلہ

زرین ڈلوا دیا تھا جس سے اونکا اعزاز دختر شاہ پایا جاتا جب مدینہ مین پہونچین
اونکو اختیار دیا گیا جسکے ساتھہ خواہش ہو عقد کرین آپنے حضرت امام حسینؑ کو منتخب
کیا اور یہی روایت صحیح اور قرین تصدیق ہے۔ مگر خیر لو فرضنا خلیفہ ثانی کے
عہد مین حضرت شہربانو قید ہوکر آئین اور باتفاق مورخان اہل سنت جب خلیفہ
ثانی نے اونکے فروخت کا ارادہ کیا تو جناب امیر نے اونکو اس فعل سے باز رکھکر
فرمایا کہ یہہ شہزادیان ہین مثل عوام کے انکی خرید و فروخت نہونی چاہئیے
قیمت تشخیص کردو جو ادا کرے اوسکے حوالہ کرو چنانچہ خلیفہ ثانی نے رائے
جناب امیر سے اتفاق کیا قیمت تشخیص ہوئی جناب امیر نے حضرت شہربانو کی قیمت
دیکر اپنے فرزند دلبند سے اونکا عقد کر دیا پس معلوم ہوا یہہ ایک امر خاص تہا
نہ مثل عوام اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ دختر شاہ کا اعزاز مد نظر ہوا اور معاذ اللہ وہ
کنیز تصور نہوئین کیونکہ نقل و عقل سے شہزادے و شہزادیان کسی حالت
مین غلام و کنیز نہین ہو سکتے۔ گوہر اگر در خلاب افتد ہمان گوہر است

بینا ہے رقومات ہنر چاہئیے اسکو ۔ سودا ہے جواہر کا انول چاہئیے اسکو

ہان خوب یاد آیا یہہ اعتراض ہی آسیہ کا ہے جسکی سنت ابتک ادا کی جاتی ہے
تاریخ ذہبی سنی المذہب مین لکہا ہے۔ ایک روز زید بن حضرت زین العابدین ہشام
بن عبد الملک کے دربار مین گئے کوئی جگہہ موقع کی بیٹھنے کو نپائی آخر لاچار پائین مجلس مین
کسی بُری جگہہ مین بیٹھہ گئے اور کہنے لگے کہ اے بادشاہ خدا سے ڈرنے والے
لوگ تکبر نہین کرتے ہشام بولا چپ چپ تیری مان نہووے تو ہم سے سلطنت
مین لونڈیکا بچہ یعنی کنیز کزادہ ہوکر اختلاف و تنازع کرتا ہے۔ زید نے فرمایا

کہ اے بادشاہ ہیگر پاس تیرا ساکت کرنیوالا جواب ہے اگر چاہے تو مین کہون
اوسنے کہا ہان کہو زید نے کہا کہ نسب مردونکی طرف سے ہے نہ عورتونکی جانب سے
یہہ تیرا طعن ہمپر ایسا ہے جیسے سنکر لوگ پیغمبر خدا پر کرتے ہین کہ حضرت اسمٰعیل کو
کنیزک زادہ بتلاتے ہین یعنی حضرت ہاجرہ سے جو لونڈی حضرت سارہ کی تہین
تو مجھے ایسا کلمہ کہتا ہے حالانکہ مین فرزند فاطمہ اور پسر علی ابن ابی طالب ہون یہہ
کہکر اوس مجلس سے اوٹھکر کہڑے ہوئے اور کچھہ اشعار پڑہتے تھے جنکا خلاصہ
مضمون یہہ ہے بہوت مین آرام وچین ہے اور بہوت لوگونکی گردن پر سوار ہے
ایک دن اس زمانہ کو بھی اللہ گردش دیگا کہ دشمنون کا کچھہ نشان نہ ملیگا اور
اونکی سب خاک اڑ جائیگی۔

اہل سنت ایک یہہ اعتراض واتہام کرتے ہین کہ حضرت علی نے اپنی دختر جناب
ام کلثوم کا عقد خلیفہ ثانی عمر خطاب کے ساتھہ کر دیا اور اونکو شرف دامادی بخشا۔
جواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہرگز ایسا نہین ہوا یہہ اہل سنت کا محض
افترا ہے۔ بالفعل ایک کتاب کنز مکتوم فی عقد ام کلثوم مصنفہ سید اطہر علی
صاحب مطبع گلستان مرتضوی واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی ہی اوسے دیکھنا چاہیئے
جسمین کل روایات سنی وشیعہ مع دلائل وبراہین قاطع درج ہین۔ یہہ کتاب فیصلہ
ناطق درباب عدم عقد لاجواب اور اپنا آپ ہی نظیر ہے مگر زبانی بحث وقطع اللسان
مخالف کے لئے یہہ جواب کافی ہوگا کہ جناب آسیہ بیوی حضرت موسیٰ فرعون کی
زوجیت مین رہین۔ حضرت رسول خدا نے اپنی دختران پاکیزہ تر کو جنکا نام
مقدس زینب ورقیہ وام کلثوم ہے ابو العاص سے زینب کو رقیہ کو عتبہ وام کلثوم

کو عتبہ پسران ابولہب کے ساتھ منسوب کیا جو قطعی مشرک و کافر تھے اور ابولہب
کی عداوت و دشمنی ساتھ رسول خدا سورۃ تبت یدا ابی لہب سے ظاہر ہے کہ ایسا دشمن
جانی دوسرا نہ تھا۔ ؏ ؏ ؏ ؏ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو ابولہب کے
لڑکون نے خود ہی دختران رسول خدا کو ترک کر دیا اور زینب بدستور حبالہ عقد
ابوالعاص مین رہین آنحضرت باوجود نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین زن و شو مین فرق
نہ کر سکے چہ بحالت مغلوبیت قیام مکہ چہ بحالت غلبہ و شوکت اسلام کہ خود لشکر اسلام نے
اسی ابوالعاص کو گرفتار کیا اور آنحضرتؐ نے رہا ہی فرما دیا مگر تفریق پر قادر نہوئے
جناب رقیہ و ام کلثوم کا عقد یکے بعد دیگرے عثمان بن عفان کے ساتھ ہوا جنکو ذی النورین
کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ مگر تعجب ہے کہ ابوالعاص تا حیات خود و عتبہ و عتیبہ
اوس زمانہ تک کہ جناب رقیہ و ام کلثوم اونکے عقد مین تھین ذی النور کے القاب
سے نہ پکارے گئے اگر یہہ کہا جاوے کہ عثمان بن عفان مسلمان تھے اور وہ مشرک
تو محض بیہودہ بات ہے کیونکہ دختران رسولؐ خدا کے عقد کرنے سے ذی النورین
ہوئے جسکے معنی ہین صاحب دو نور کے پس وہ تینون مشرک بھی اگر ذی النور یعنی
صاحب نور کہے جاتے یا کہے جاوین تو انصاف سے بعید نہوگا دختران جناب رسول
خدا ابتدا ہی سے نور تھین عثمان بن عفان کے عقد مین آنے سے نوری نہین ہوگئین
بلکہ اونکے نور ہونے سے عثمان بن عفان ذی النورین ہوئے ایسی جسمین اس
نور کا جلوہ ہو وہی صاحب نور ہے خصوصیت مسلم اور مشرک کی نہین ہے۔
اہل سنت کو تقیہ پر بڑا اعتراض ہے۔ **جواب** تقیہ خوف جان قلق و اضطرار کی
حالت مین بیشک محمود و شعار انبیا و اوصیا بلکہ خدا ہی کو دیکھو ابتدائے اسلام مین

جبکہ کفار قریش بہت ہی درپے ایذا آنحضرت ہوئے تو خدا نے قل یا ایہا الکافرون مین
صاف فرمادیا لکم دینکم ولی دین کہو کافرون سے تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر
پس خیال کرنا چاہئے کہ رسول اللہ دین خدا اچابہنچنے گمراہون کو راہ خدا بتانیکو مبعوث
ہوئے تھے یا کافرونکو یہہ کہنے کے واسطے کہ تم اپنے ہی دین پر رہو مگر چونکہ خوف
کی حالت تھی اسلئے اوسوقت خدا کو یہی حکم دینا مصلحت معلوم ہوا پھر خدا وند جل علےٰ
فرماتا ہے لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ مت پڑو اپنے ہاتہو لنسے تہلکہ مین۔ پھر خوف
کفار قریش سے آنحضرت کو غار مین پوشیدہ ہونیکو اور خفیہ ہجرت کرنیکو حکم دیا۔ آنحضرت
صلح حدیبیہ مین باوصف شوکت و غلبہ اسلام کفار سے دب کر صلح کرلی اور رحمان ورحیم
اسمائے صفاتی واپنا رسول اللہ ذاتی ہونا خود اپنے ہاتھ سے محو کردیا۔ بحالت
مغلوبی و غلبہ اپنی دختر نیک اختر جناب زینب کو ابو العاص مشرک سے جدا نہ کرسکے
حالانکہ لا تنکحوا المشرکین نازل ہوچکا تہا۔
آخر دم حیات تک حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی خانہ کعبہ کی تعمیر خوف قوم بی بی
عائشہ سے نکرسکے منافقین است کو باوصف بروز منافقت سزا نہ دیسکے۔ پھر حضرت
ابراہیم کا حال دیکھو اپنی جانکے خوف سے اپنی بی بی معظمہ کو بہن کہدیا اور اپنی جان بچائی۔
حضرت ہود علیہ السلام پر ایک گروہ ایمان لایا ہوا کافرون سے اپنا ایمان چھپاتا تہا
مومن آل فرعون کفار کے خوف سے ایمان پوشیدہ رکھتے حضرت موسیٰ خوف جان
حضرت عیسیٰ جانکے اندیشہ سے، اتکو بہاگے اور جان بچائی وغیرہ وغیرہ پس ان
حالات و واقعات کو تقیہ کہو گے یا اور کچھہ اہل سنت کی کتابون میں بھی تقیہ اور توریہ
دونو لکھے ہین اور جائز سمجھے گئے ہین مولوی ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب مسائل مالابد

دیکھو اوسمین بہت سی باتین توریہ کی لکھین ہین - کتاب مالابد باب تقوی فصل پانچوین مسئلہ جہونٹ بولنا حرام ہے مگر دو آدمی کے درمیان صلح کرنیوالے اپنی بی بی کے راضی کرنے یا ظالم کے ظلم دفع کرنے کے واسطے ایسے مقامون مین جہونٹ بولنا جائز ہے اگر حاجت ہو ورنہ بدون حاجت کے مکروہ ہے مسئلہ - رشوت دینے والا اور رشوت کہانیوالا دونو دوزخ مین ہونگے مگر ظالم کے ظلم دفع کرنیکے واسطے رشوت دینی جائز ہے وغیرہ - جسکا شیخ سعدی نے بھی ترجمہ کیا ہے دروغ مصلحت آمیز به از راست فتنہ انگیز -

آئمہ معصومین نے اکثر موقعون پر تہلکہ مین پڑنیکے خوف واندیشہ سے بعض فقرے والفاظ فرمادئے جسمین وہ اور اونکے تابعین ضعفا محفوظ و مامون رہین مصرع

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد

بغیر تہلکہ و اندیشہ جان ہرگز تقیہ جائز نہین ابتدا سے نہ کسینے کیا نہ اب کوئی کرتا ہے مگر ہان جب تک خوف جان واندیشہ تہلکہ رہے درست وجائز ہے اسمین کسیکو جائے دم زدن نہین ہے

یہی جواب ہے ہمارا عموماً اہل سنت وخصوصاً جوہر نافہم کے سوال کا اور یہی سوال ہمارا عموماً اہل سنت وخصوصاً جوہر کج فہم سے اگر اسپر بھی جوہر اپنے بہائیون خوارج کو مدد کے لئے بلائین تو لواسبکے ساتھ دینے سے جو روز بد دیکھنے نصیب ہوئے ہین خوارج کے ہمزبان وہم مشرب ہونے سے پہر کہین نہ بچا دینگے - نہ گہاٹ کے نہ گہر کے خوب یاد رکہین

مگر یہہ بات ملحوظ رہے کہ جواب باصول ہون آئین بائین شائین مجذوبانہ بڑ اور

عوام ارذال کا بہکر ظہور شرع کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔

افسوس ہے یہہ زمانہ صلح و صلاحیت اتفاق و اتحاد کا ہے مگر اہل سنت ناحق و ناروا چھیڑ چھاڑ کر زخم تازہ کر رہے ہین۔ اور کوئی نہ کوئی تحریر خلاف عقل و نقل ایسے لکھدیا کرتے ہین جس سے شیعیان اہل حق کو بجز جواب ترکی بترکی دینے کے چارہ نہین اور طرّہ یہہ ہے کہ جواب کے واسطے اصرار بہی ہوتا ہے جہلا سے قوم صبر و سکوت کو لاجواب ہونے پر حمل کرتے ہین پس مجبوری ہے ورنہ ایسے نازک وقت مین ان باتونکا کیا ذکر۔ تیرہ ۱۳ سو برس سے یہہ قصے جہگڑے ہوتے چلے آتے ہین اب نئی بات کیا نکلے گی جس سے کچہہ فایدہ ہو بجز اسکے کہ بغض و عداوت روز بروز ترقی کرے پس جسکی جانب سے اس نفاق و مخالفت و عداوت و بغض کی ابتدا ہوتی ہے اوسی پر قومی نا اتفاقی کا خون ہوگا جواب دینوالے گو یم مشکل وگر نگویم مشکل مجبور رہین۔ فقط

وَاللّٰہُ یَھْدِی مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

ہم تہ دل سے جناب میر سعید حسین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ وکیل اگرہ متوطن قصبہ بکہیر سر و میر زا اثار حسین صاحب مالک و مہتمم مطبع دبدبہ حیدری اگرہ کے شکر گذار ہین جنہون نے بکمال عنایت دلی و لطف قلبی اس رسالہ کی نقل و طبع کا اہتمام اپنے ذمہ قبول فرمایا ہے حق تالیف و تصنیف رسالۂ ہذا جناب میرزا اثار حسین صاحب مالک و مہتمم مطبع دبدبہ حیدری اگرہ کو برضا و رغبت خود دیا اونکو طبع و فروخت رسالہ ہذا کا اختیار کلی ہے والسلام۔

اعلان

چونکہ بالفعل جوہر علی نامی متوطن مچھلی شہر اضلاع پورب نے ایک رسالہ موسوم انتزاع
تصنیف کیا ہے اوسمین علاوہ اسکے کہ شیعونکو سبھی کچھہ جہان تک زبان پہنچی باری دیگا
ہے کہہ ڈالا ہے حضرت علی ابن ابی طالب کی شان مین ایسے کلمات توہین و بیجین
نا ملایم و ناسزا خلاف عقاید اہل سنت استعمال کئے ہین جنکے لکھنے و نقل کرنے
سے روح کانپتی ہے اچھا خاصا پھکڑ ہجو بجز بازاری آدمیون کے اور کوئی مہذب
آدمی کی زبان سے نہین نکل سکتے ہمنے اکثر فقرات کو ترک کیا ہے اور اس رسالہ
نہین نقل کیا جسے ضرورت ہو دیکھہ لے -

ہمنے کتب اہل سنت کے حوالے سے کل جواب دئے ہین کوئی حدیث
کوئی روایت کوئی قول اپنے یہان کے کتاب کی نقل نہین کی نہ اونکا حوالہ دیا ہے
اہل سنت نے جن اصحاب کی نسبت جو لکہا ہے وہ البتہ بیان کئے ہین اور کتابونکا
حوالہ دیا ہے پس اگر اہل سنت کو تحقیق منظور ہو بشرطیکہ ناراض نہون اور مصداق
الحق مر حق باتون سے گریز نہو تو ملاحظہ فرمائین اور اگر اصحاب کی برائیان مندرجہ
کتب خود نہ دیکھہ سکین اور خواہ نخواہ پیچ کرین تو اس رسالہ کو نہ دیکھین کیونکہ ہمکو صرف
اپنے بہائیون کم فہم و کم علم کے لئے زیادہ تر ضرورت جواب کی ہوئی ہے کہ مبادا
جوہر کی تحریر دیکھہ کر دہوکے مین نہ آجادین اور وساوس شیطانی سے محفوظ
رہین اور اپنے یہان کے علما و صلحا ارباب دانش و بینش صاحبان علم و فضل سے
التماس ہے کہ مین ایک کم بضاعت کم علم سراپا ہیچ آدمی ہون مجھے مناظرہ کے میدان
مین قدم رکہنا زیبا نہ تہا مگر جوہر کج فہم کے سوالونکے جواب دینے پر مین نے ضرور جرأت
کی کیونکہ اونکی بیہودہ سرائی قابل توجہ اہل علم نہین ہے اور اشتہار دینا یہہ مضمون

مکتب بخان بہادر ۵ ردسمبر ۱۸۹۳ء مقام اجمیر تمام شد -

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۰	لقرط	لقریط	۲۱۳	۱۹	تو دارای	خود راے	۲۶۵	۱۸	امام حسین	امام حسن
۲۰۹	۴	طالب جواب	طالب سوال	۲۳۵	۱۷	شیخ شہاب	شیخ شہاب الدین	•		•	•
۲۱۲	۱	ین ولد	ین ولید	۲۳۵	۱۸		آیہ مباہلہ	•	•	•	•
۲۱۳	۵	بیع اولاد	بیع الاولاد	۲۴۳	۱۷	علم	حلیم	•	•	•	•

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و سپاس بی انتہا و قیاس خداوند ازلی و ابدی کی لائق ہے جسنے تارک رفعت علم و فضل کو افسر عقل سے سربلند فرمایا اور قامت قابلیت علماے اعلام اور فضلاے فخام کو تشریف ایالت فہم و ادراک سے ارجمند کیا اور اونکی قلم مشکین رقم کو حسام و ذوالفقار کا مرتبہ بخشا اور اونکی تقریر مین صوارم و طعن الرماح کا اثر دیا اور جبار و قہار کا حلم بہی اوسکی مرتبہ کے لائق ہے کہ شیطان رجیم کو اوس حلیم نے ایسی مہلت دی ہے کہ وہ بوجہہ قرب ایام ساعت القیام ظہور حضرت صاحب الامر علیہ السلام اپنی بازیگری کا بہ سرعت تمام اتمام کرتا رہتا ہے اور اوسکی توابع جو جو نظر بندی اور جعلسازی کرتے ہین اونکی افعال بدکی انتقام مین درنگ و تاخیر فرماتا ہے جل جلالہ و عظم سلطانہ ؎ ہر آن بندہ سرکش ذلی ادب کہ باشد از و مستحق غضب ؎ کند ریسمانش دراز القدر ؎ کہ باشد از ان گستگی بے خبر ؎ شود آن دم آگہ ز بند نہان ؎ کہ بر تن رگ ولی شود ریسمان ؎ چنانچہ درازی ریسمان سے نا سزاکاران ؎ بیخبر دی اور بیخبری نازان ہوکر چھپا ہتی ہین گزری اور لکہہ مرتی ہین اور مواعید حق تعالی پر نظر کرتے نہ ڈرتے چنانچہ بعض جہلا و لی ہنر جو خود اپنے دین و ملت سے بیخبر ہین جنکو نہ کتاب اور کہا مین تمیز ہے نہ علیم و علام مین فرق دوسرے مذہب سے بحث کرنیکو کسی کے الش باقی کو کیا ب اوسے سمجھکر کہا لی لیتی ہین اور اوس سے بعض ہمت والے بہی متوالے بنتی ہین اور سست ہوکر عالم بیہوشی مین اسپنے پیر و مرشد کہے اور بکے کوئی تک بکتی ہین چنانچہ ان ایام نافرجام مین ایک صاحب سے لئے بیچارے دکہلانے اپنی جوہر طبع کی جوہر علمی اپنی کو کہکر اپنی پیر طریقت کے ملفوظات کو لکہنا شروع کردیا اتنا بہی نہ سمجہہ لیا کہ اونکی پیر ان پیر و افتخر شاہ عبد العزیز باب ہفتم تحفہ اثنا عشری ہین بذیل عقیدۂ اول بلاف و گزاف صاف لکہہ چکے ہین ،، اہل سنت گویند کہ بر بندہ مکلفین واجب است کہ شخصی را از میان خود رئیس گردانند و اتباع او بجا